التثلیث

حصہ اول

یعنی رسالہ الہند کی دوسری جلد کا پہلا حصہ

جسکو

مرزا محمد کاظم برلاس مرادآبادی نے اپنی دس برس
کی کوشش مین کمال تحقیق کے ساتھہ تالیف کیا

اور

مطبع گلزار حسنی واقع بمبئی مین طبع کراکر اپنے دفتر سے
شایع کیا

قیمت فی جلد معہ محصول ایک روپیہ چار آنہ پہلی مرتبہ ۵۰۰ جلد

اطلاع

یہ کتاب مرزا محمد کاظم برلاس مکان محمد کریم اللہ رحیم اللہ
بھنڈی بازار بمبئی سے طلب کرو

فہرست مضامین التثلیث جلد دوم آلہند

(آغاز جلد دوم الھند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زاہد بہ نماز روزہ ضبطے دارد ساقی بہ مئے دوسالہ ربطے دارد
معلوم نشد کہ یار مصروف بہ کیست ہرکس بخیال خویش خبطے دارد

زمانہ تبدیل زبان

الجوس جلد اول (الھند) کے دوسرے باب کی ابتدا مین بیان ہوچکا ہے کہ طوفان نوح کے بعد نوح نے اپنی باقی ماندہ اولاد کو زمین غیرآباد کے آباد کرنے کے واسطے یہ ہدایت کرکے روانہ کیا تھا کہ تھوڑے تھوڑی عرصہ تک ایک خطہ پر رہنے کے بعد اپنی اپنی اولادون کے چھوٹے چھوٹے گروہ اسی طرح روے زمین کے متفرق مقامون پر آبادی کیواسطے پھیلاتے جاؤ۔ تاکہ بہت جلد سطح زمین بنی آدم سے معمور ہوجاوے

بعض مورخ ایسا خیال کرتے ہین کہ نوح نے ہدایت نہین کی مگر خدا نے نوح کی اولاد کے دلون مین جبکہ وہ بابل کی سرزمین مین ایک بڑا برج بنا کر رہے تھے ایسی وحشت پیدا کردی تھی کہ اونکو زیادہ دنون تک ایک مقام پر قیام دشوار ہوگیا تھا۔ اور ادھر ادھر آوارہ پھرتے تھے۔

چنانچہ اونکی برگزیدہ اولاد فرمان پدری پر بجزوبی تمام کاربند رہی۔ اور اُس پیغمبر برحق کا منشا دلی جو درحقیقت مقتضاے مشیت قادر بیچون اور فرمان آفرینندۂ عالم کن فیکون تہا جلد پورا ہوگیا طوفان کے واقعہ کو ابھی تخمیناً پانچسو برس گذرنے پائے تھے کہ تمام اطراف زمین پر آدمؑ کی نسل بکثرت سے نظر آنے لگی اور چھوٹی بڑی بہت سی بستیان قائم ہوگئین جنمین سے اکثر آبادیون کی مضبوط بنیادین زمانہ حال تک اس ربع مسکون کے متفرق حصون پر نظر آتی ہین۔ بلکہ بعض بعض تو اس زمانہ کے غدا اردیا وامصار کی موجودہ ترقی اور شوکت کو بھی اپنے شباب کی رونق اور رفعت سے شرماتے ہین۔ اسوقت مین نوع انسان آسایش کے سامان سے بیخبر تھے شکار پر گذران تھی۔ کچا† گوشت کھایا جاتا تہا۔
جن بستیون کے لوگ آگ سے واقف ہوچکے تھے وہ کسی قدر گوشت کو آگ سے سینکتے بھی تھے۔ اور بعض ایسے مقامات مین جہان شکار کم دستیاب ہوتا تہا تو جنگلی درختون کے پھل وغیرہ پر قناعت تھی۔ رفتہ رفتہ کچھ جانور مثل گاے۔ بیل۔ گھوڑا۔ اونٹ وغیرہ اور دوسرے دودہ دینے والے جانور اجو انسان کے ساتھ جلدی مانوس ہوجاتے ہین لئے گئے

† مذہب بودہ اور مذاہب مجوس مین جانور دنلی ذبح کی ممانعت کا حکم ہے اور اس ہی قبل بعض بادشاہان مصر اور فارس اور یونان اور راجگان کشمیر وغیرہ کی قدیم قوانین در بارہ ممانعت ذبح جانوران اور بعض بعض اس امر کی کافی دلیل ہے کہ زمانہ قدیم مین جانور ذبح ہوتے تھے اور کھائے جاتے تھے بعض تاریخین اس بات کو ثابت کرتی ہین کہ یہ قدیمی رواج اور غذاء انسانی ہے۔

اوراُن کے دودہ سے بسر اوقات ہونے لگی۔مگر ہر طرف آوارہ اور وحشت زدہ پھرتے تھے کہین قرار نہ تہا۔لیکن یہ وحشت کوئی جنون نہ تھی بلکہ ایسا معلوم ہوتا تہا کہ کوئی چیز کھوئی گئی ہے اوسکی تلاش مین حیران ہین نئی باتون کے ایجاد کے مادے طبیعتون مین بھرے ہوسے تھے۔

چونکہ مسبب الاسباب حقیقی نے عالم کا انتظام اسباب پر موقوف فرمایاہی اسلئے عقل سلیم ہر کام کی کوئی دلیل معقول ڈھونڈہنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کنج کاوی کرنے سے اکثر دشوار اور بعید از عقل امور حل ہی ہوجاتے ہین۔

یہ تو تحقیق ہوچکا ہے کہ بعد طوفان بنی آدم کے غذا زیادہ تر گوشت پر موقوف تھی لہذا غذاے لحمی کا زیادہ حصہ تولید خون کا باعث ہوا اور افراط خون ازدیاد حرارت کی لازمی وجہ ہے۔حرارت کی ترقی سے تلون طبع کے مادہ کا زیادہ ہونا بھی خلاف عقل نہین۔بس یہ تلون طبع بنی آدم کو تسلی کے ساتھہ ایک جگہہ مقیم رہنے پر مانع ہوا اور آوارہ بنا کر اونکو جگہہ جگہہ سیر کراتا رہا۔بعض مقام جو تر و تازہ پائے اور دریاؤن اور چشمون کے سبب وہان کی زمین سرسبز نظر آئی۔پالے ہوسے جانور جو کہ اونکی غذا کا بڑا جزو تھی۔اونکی چراگاہ کیواسطے سبزہ کافی دیکھا گیا تو وہان جب تک کہ جانورون کو گھانس کافی ہوتی مقیم رہتے بعدہ کسی دوسری جگہہ

چلے جاتے۔ چونکہ کاروبار قضا و قدر سراسر رموز پر مبنی ہین۔ لہذا بنی آدم
کا وحشیانہ ادہر اودہر پھرنا بھی خالی نہ تھا بلکہ وہ بے بنیاد وحشت جو کہ حقارت
اور برائی کی نظر سے دیکھی جارہی تھی۔ آخر کار ایک عجیب و غریب صورت
پر از حکمت پیش آنے کا باعث ہوئی۔ اور اوس سنگ لاخ صحرائی آوارگی
کی ناہمواری۔ نو وارد و مسافران جہان کے لئے نشان شناخت بنکر ایک
ایسی بہارستان کی طرف رہنمائی کا کام کر گئی کہ جسکے پہلی ہی بھول بھلیون مین
انسان کی عقل آج تک حیران ہے۔ اس اختصار کی تفصیل یون ہے کہ
اوس انسانی وحشت کا نتیجہ یہ ہوا کچہ آدمی ایک آبادی اور کچہہ دوسری
آبادی کے ملکر کسی تیسری جگہ مقیم ہوے۔ لیکن چونکہ اون گروہون اور
آبادیون کی مورث اعلی صرف تین شخص وہی حام۔ سام۔ یافث تھے
اور اون تینون اشخاص کی زبان ایک دوسری غیر+ تھی اب ایک گروہ کی آدمی
جدا ہوکر دوسرے گروہ سے ملے (کہ جسکا مورث اعلی بہی اونہین اشخاص
ممدوح مین کوئی دوسرا تھا) اور ملکر کسی تیسری جگہ آباد ہوئے۔ تو اس تیسری
آبادی کی زبان دونون زبانین مخلوط ہوجانے سے ایک تیسری زبان بنگئی
اسیطرح چند در چند گروہون کی آمیزش سے مختلف زبانین اور آبادیان

+ جیسا کہ جلد اول مین بیان ہوچکا ہے کہ نوح نے اون تین بیٹونکو علاحدہ علاحدہ مختلف اور
مرادف الفاظ کلام کرنے کیواسطے تعلیم فرما دیے تھے۔

پیدا ہوگئین۔ اور پانچسو برس کے عرصہ مین گلستان عالم خاکی مین صدہا زبانون
کے پودے جم گئے اور اون پودہون کے نصب کرنے والے مالیون کے
غنچہ آرزو نہال ہو ہو کر مثل گلہاے گوناگون کے کِھلے ہوے نظر آنے
لگے اور بے تعداد نواسنجیان بلبلان ہزار داستان اور ترانہ طوطیان
خوش الحان یعنی زبانہاے انسان گوش زد ہونے لگین۔ انمین سے اکثر
تو (مثل اون خودرو بوٹیون کے جو کہ موسم برسات کی آفرینش آمیز مرطوب
آب وہوا کے سبب جم اوٹھتی ہین) پیدا ہوکر اپنی بے اصولی اور بے
نبیادی کے سبب صرف دیہات اور چھوٹے چھوٹے قصبات اور پہاڑی
گوشون ہی کے ساتھہ مخصوص ہوکر رہ گئین اور بعض بعض نے (جنکی نزہت
نشوونما کو کسی ہوشیار باغبان کے دست خرد نے بتقاعدہ اور خودروی
کی نمو سے قطع وبرید کرکے اصول کے بند اور پیوند کے ساتھہ مناسب
سیرابی پہونچاکر پرورش کیا تہا) اپنی جڑ مضبوط جماکر پھولون کی بوباس
کو بلبلون کے نالۂ رسا کی طرح باغ عالم مین ایسا پھیلا دیا کہ ابتک دماغ
بنی آدم اونکی خوشبو سے معطر ہو رہا ہے۔

طوفان کی پانچوین صدی مین اس سلسلہ کی بہت ترقی تھی۔ اسی واسطے
مورخون کی اصلاح مین وہ زمانہ **تبدیل زبان** کہلاتا ہے۔ تاریخ
ابوالفدا مین لکھا ہے کہ زمانہ تبدیل زبان مین ایسے فرقہ جو ایک دوسرے

سے بالکل علیحدہ معلوم ہوتے تھے سب کی تعداد بہتر شمار ہوتی ہے۔
دنیا مین طوفان کے بعد سب سے زیادہ قدیم ہونے کا مرتبہ **سریانی** زبان
کو حاصل ہے کیونکہ زمانہ آدم سے نوحؑ تک بنی آدم کی زبان سریانی تھی
اور طوفان کے بعد بھی نوحؑ نے سب سے پہلے جو کلام کیا وہ سریانی زبان
مین تھا اور اپنے بیٹونکو بھی اسی سریانی زبان کے مرادف الفاظ تعلیم کئے
تھے۔ اس زبان کے بعد طوفان کی چھٹی صدی مین اسی زبان سے اختراع
کرکے ایک نئی زبان ہُود عبیر نے جاری کی جو کہ قوم عاد پر پیغمبر خدا مقرر
ہوئے تھے وہ زبان عبرانی مشہور ہوئی۔ اسکے بعد طوفان کی ساتوین
صدی مین ہُود عبیر کے پوتے **یعرب** نے عبرانی زبان کو نئی تبدیلیون
کے ساتھہ فصیح بناکر جاری کیا جو **عربی** کہلاتی ہے۔ طوفان کے ایکہزار
برس بعد **سنسکرت** زبان کی بنیاد پڑی اس زبان مین بہت سی زبانین
(مثل سریانی۔ عبرانی۔ عربی۔ اور دیہاتی اور پہاڑی وغیرہ) جو زمانۂ قدیم
مین برّ اعظم ایشیا کے وسطی ممالک اور کوہستانی آبادیون مین بولی جاتی
تھین شامل تھین۔ کیونکہ جس گروہ کی وہ زبان تھی وہ گروہ اونھین
ممالک مذکورہ کے باشندون کا مجموعہ تھا۔ اسکا مفصل حال وید کی تصنیف

* لغت سنسکرت دراصل سہنسکرت ہے (سنس) قدیم ماژندرانی زبان کا لفظ ہے معنی ہزار مستعمل ہوتا ہے اور (کرت) سریانی زبان مین مدت۔ بار۔ مرتبہ۔ کو واسطے بولا جاتا ہے چونکہ اس زبان کی ابتدا طوفان کے ایکہزار برس بعد ہوئی تھی لہذا اسکی یادگار کیواسطے اسکا نام سہنسکرت مقرر کیا تھا کثرت استعمال سے سنسکرت ہوگیا ہے۔ اب اس لفظ کو معنی شستہ اوصاف سمجھے جاتے ہین۔

کے ساتھہ اپنے موقع سے بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی۔
المختصر جسوقت سے کہ قوم نے **آلافی** ممالک کوہ قاف کی نواح سے (جوکہ
ایشیاء روم مین واقع ہے) نکلکر مازندران مین اور مازندران سے روانہ
ہوکر خطہ ہرات کی طرف آئی تب سے سنسکرت کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی
ہندوستانی باقی زبانین سنسکرت سے نکلی ہین۔ البتہ ہند کی غیر آریہ فرقونکی
زبانین اونھین بے اصول اور بے بنیاد زبانون کے نمونہ ہین جوکہ زمانہ
تبدیل زبانین پیدا ہوگئی تھین۔ ابتک اسمین بہت کم آمیزش ہوئی ہے
حبش اور آفریقہ کی دوسری لبستیون کی زبانین بہی وہی قدیم اثر نظر آتی
ہین جوکہ طوفان کی پانچوین صدی مین تھے۔
پارسی زبان پارس بن ہوشنگ نبیرۂ کیومرث بن سام بن نوح نے طوفان کی پانچوین
صدی کے ختم ہوتے ہوتے جاری کی۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ ہوشنگ بادشاہ
عجم نے اپنے مرضی سے پارس کو تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ نشینی مین مشغول
ہوگیا۔ پارس چونکہ طبیعت کا تیز اور ایجاد پسند انسان تہا سب سے پہلے
تخت نشین ہوکر اوسکو اس امر کی فکر ہوئی کہ عوام اور بادشاہ کی گفتگو مین اسیقدر
فرق ہونا چاہیے جسقدر کہ اوسکے مرتبے اور شان مین ہوتا ہے اس خیال
کو جی مین قائم کرکے چند پہاڑی اور قصبون اور بعض ممالک سریا یعنی
شام کی زبانین فراہم کرکے اونمین سے ایک نئی زبان اخذ کی اور اوسکے

قاعدے مقرر کئے اور اپنے نام پر زبان اور اپنی سلطنت کو مشہور کیا
پیشتر شاہی امور مین اوس زبان کا رواج حکماً قائم کیا گیا بعدہ رفتہ
رفتہ عوام پسند ہوکر جاری ہوگئی یہ بادشاہ بہت کم مدت زندہ رہا اسکے موت
کے بعد پھر ہوشنگ کو زمام سلطنت درست کرنے پر مجبور و مستعد ہونا پڑا
سب سے پیشتر پارسی زبان مین زیادہ حصہ اون زبانوں کا تھا جو وسط اور
شمال ایشیا کے ممالک مین پھیلی ہوئی تھین۔ بعدہ شام والون کی آمد و
رفت زیادہ ہونے سے کسیقدر سریانی زبان کی تعداد بھی بڑھ گئی۔
یورپ کی زبانون کی بنیاد فرانسہ ہے اور فرانسہ سریانی اور مصری زبان
سے اختراع شدہ ہے۔ الغرض ۱۲ زبانین جنمین ادب ہے۔ عربی۔ فارسی
ترکی۔ لائٹنی۔ یونانی۔ فرانسہ۔ منسہ۔ انگلش۔ روسی ہین۔ مگر باعتبار
خوبی قواعد وضوابط سب سے اچھی عربی اور فرانسہ اور سب سے
بڑی فارسی اور ترکی ہین (از کتاب احمد)

مذہب صابئی

الملل والنحل مؤلفہ شہرستانی اور تاریخ ابوالفدا اور کتاب کامل وغیرہ مین
بحوالہ کتب معتبرہ تحریر ہے کہ طوفان نوح کے بعد نبی آدم مین سب سی

پہلے جو مذہب پایا گیا اوسکا نام شریعت نوح تھا۔ جسکی بنا توحید مطلق پر تھی۔ مگر تھوڑے عرصے کے بعد آئین ملت مین زیادتی ہو جانے کے سبب (مذہب صابئی) کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ مذہب اسقدر قدیم ہے کہ مورخون نے طوفان کے بعد پہلا تحقیق اور تلاش کرنے کے بعد جو پایا ہے وہ یہی بیان کیا ہے۔

اصول اس مذہب کے جو بیان کئے گئے ہین وہ دراصل ملت **شیث**[ع] اور **ادریس**[ع] پیغمبران برحق سے (جنکا زمانہ قبل از طوفان گذرا ہے) ملتے ہین۔ اور چونکہ **صابئ** بن ادریس کی تعلیم اون اصولون کی بابتہ زیادہ موثر ہوئی تھی لہذا یہ مذہب اونھین کے نام سے مشہور ہوگیا اور ملت صابئی نام رکھا گیا۔ بعد طوفان توحید مطلق کے بعد پھر بھی آئین ملت مستعمل ہونے لگے۔ چنانچہ تواریخ فارس مین زمانہ کیومرث بادشاہ اول عجم سے جمشید تک برابر اسی مذہب کی پابندی کا حوالہ پایا جاتا ہے۔ اور عرب اور یونان اور مصر وغیرہ مین تو موسیٰ کے زمانہ تک زیادہ تر اسی شریعت کا رواج ظاہر ہوا ہے۔ لیکن اس مذہب مین کچھہ عرصہ کے بعد بُت پرستی کسی خاص وجہ سے شامل ہوگئی اسکی اصل وجہ معلوم ہوئی کہ بت پرستی کیون شامل ہوئی۔ غالبًا وہی وجہ ہوگی جو ہم آیندہ بت پرستی اسکے آغاز مین تحریر

کرینگے۔ لیکن یہ بت پرستی ایسی نہ تھی جیسے زمانہ حال مین جاری ہے
بلکہ صرف پیغمبرون کی شبیہین اور سبعہ سیارہ مین سے ہر ایک سیارہ کی
خاص صورت مفروضہ علم نجوم کے مطابق بنائی گیئن تھین۔ وہی عبادتخانون
مین داخل تھین اونھین کی سامنے پرستش کرتے تھے۔ اسکے بعد دنیا
مین جو لوگ ایسے کہ جنکی جرأت یادگار زمانہ تھی یا اون سے کوئی کام
ایسا عجیب وغریب ظہور مین آتا کہ جو امکان بشری سے باہر معلوم
ہوتا تو اونکی تصویرین بھی بطور یادگار عبادت خانون مین داخل ہونے
لگین زیادہ تر بہادرون کی تصویرین داخل ہوئین۔ کیونکہ زمانہ قدیم
مین جرأت ایک ایسی ممتاز شئے تی کہ بہادر کے مقابلہ مین نہ بادشاہ
کی کچھہ عزت تھی نہ کسی دوسرے انسان کی اور ہر شخص کوشش کرتا
تھا کہ جرأت مین نام پیدا کرے اسلئے جوانمردون اور جہان کے
پہلوانون کی تصویرین عبادت خانون اور عام گذرگاہون مین رکھی
گئین کہ ہر شخص دیکھکر اونکو یاد کرے اور اونکے مانند اپنے آپ کو
بنانے کی کوشش کرے۔ اور واقعی اوس زمانہ مین اس اصول ہی
لوگون پر بڑا اثر پیدا ہوا کہ لوگون کی ہمتون اور جرأتون کی ترقیان
حد سے گذر گئین چنانچہ اونکی جوانمردیون اور دلیریون کی حالت سے
تمام دنیا کی تاریخین مملو ہین مذہب صابیی کے پیرؤن کے پاس

ایک کتاب بھی ہے جسکو وہ لوگ صحیفہ تثلیث کہتے ہین - اس کتاب مین اچھی اچھی باتین ہین اور خلق کی ہدایتین بہت سی تحریر ہین سچ بولنے کی سخت تاکید کی ہے - اور شجاعت کی طرف ایسی ہمت دلانے والے مضامین درج ہین کہ کیسا ہی بزدل انسان ہوتا اونکو سنکر حرارت آ ہی جاتی تھی - تعصب کی مذمت کی ہے اور مسافرون کو آرام پہونچانے کے واسطے بہت کچھ لکھا ہے - امر اور نہی کے مضامین بھی تحریر ہین بُری باتون سے پرہیز کرنے کی بہت تاکید ہے - اون لوگون کی عبادت کے طریقہ بہت سے ہین - سات وقت کی نماز جنمین سے پانچ وقت مطابق اہل اسلام کے اور دو وقت یعنی دوپہر اور نصف شب مطابق نصارا کے مقرر ہین - نماز کا طریقہ بالکل مسلمانون کے طریقہ سے ملتا ہے - ایک وقت کی نماز دوسرے وقت سے نہین ملاتے ہین - جنازہ کی نماز بھی بغیر رکوع اور سجود کے پڑہتے ہین - تیس دن کے روزہ رکھتے ہین روزہ مین چاند کا دیکھنا اور افطار کرنا فرض جانتے ہین - پچھلے پہر رات سے غروب تک روزہ کا وقت ہے - جب سورج برج حمل مین آتا ہے عید کرتے ہین پانچ سیارہ + جنکو متحیرہ کہتے ہین جب بیت الشرف مین داخل ہوتے ہین عید کرتے ہین مکہ کی عزت کرتے

+ زحل - مشتری - مریخ - عطارد - زہرہ -

ہین۔ ایک مکان حران کے باہر واقع ہے۔ اوسکا حج کرتے ہین۔
اہرام مصری کو متبرک جانتے ہین۔ کہتے ہین کہ یہ پیغمبرون کی قبرین ہین
بلکہ دو مینار جو سب سے بڑے ہین اونکو شیئث اور ادریس کی قبرین +
تصور کرتے ہین۔ جس روز آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہے بہت
خوشی کرتے ہین۔ باہم تحفہ وغیرہ سوغات مین بھیجتے ہین۔
جبکہ اس ملت کے پیروؤن نے احکام دین مین افراط جاری کردی
اور یہانتک بے احتیاطی ظاہر ہونے لگی کہ اصل ارکان دین چھپ
گئے۔ اوسوقت خدائے تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کے
خطاب سے ممتاز فرمایا اور پیغمبر مقرر کرکے اوس مقام پر بھیجا۔ اونھون
نے اوس راہ راست سے دور شدہ قوم کی ملت کو بیہودہ اور بے محل
باتون سے صاف کرکے آراستہ کیا اوسوقت وہ دین (شریعت ابراہیم
خلیل اللہ) کے نام سے نامزد ہوکر مخلوق کو راہ راست پر لانے لگا۔

+ حالانکہ وہ مینار مصری بادشاہون کی قبرین ہین انکا حال آگے آئیگا۔

بودھ کی اصول کی بنیاد

زمانہ تبدیل زبان مین جبکہ نوح ؑ اونکے بیٹون کی وفات ہوچکی تھی
آدمیون کی کثرت کے سبب دین اور دنیا کے کاروبار مین بھی کثرت

ہوگئی۔ اور بہت سی ایسی ایسی ضروری باتین پیش آنے لگین کہ جنکے انجام کی تدبیر کی تعلیم اونکے مورث اعلی یا کسی یا معلم اول نے نہین کی تھی کیونکہ اوسوقت مین یہ باتین نہ تھین جواب پیدا ہونے لگین۔ اور کوئی ایسا بزرگ قوم بھی نرہا جو نئے کامون کے انجام دہی کا طریقہ بتائے۔ تب بعض زیادہ عمر والون کی یہ صلاح ہوئی کہ جو نیا کام ہو وہ چند آدمیون کے مشورہ سے انجام پایا کرے۔

چونکہ اس مشکل مین تمام بنی انسان مبتلا تھے لہذا اس رسم کا رواج بہت جلد تمام روئے[+] زمین پر ہوگیا۔ اور نئے کام اسطرح انجام پانے لگے۔ یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ ایسے مشورہ مین شریک ہوا کرتے تھے وہ مقبول اور معین اور سرپرست اور بزرگ قوم ہوتے تھے اور کوئی امر قوم کی خرابی کا اون سے ظہور مین نہین آتا تھا۔ الغرض تھوڑے عرصہ کے بعد انھین جمہوری مشورونکا نام عوام مین اصول[++] بودہ پڑگیا۔ اسوقت تک تمام روے زمین پر ملت توحید یا شریعت نوح جاری تھی اور ملت صابی کی بھی بنیاد جم چکی تھی۔ ان اصولون کی جاری ہونے کے بعد بھی مدت دراز تک وہی توحید ملت صابئی کے پردہ مین جاری رہی چنانچہ یونان۔ ایران۔ توران۔ چین۔ ہند۔ مصر

[+] جہان جہان اوسوقت آبادی تھی [++] بودہ سنسکرت یعنی ہماندرانی زبانکا لفظ ہے معنی مجموعہ حکما و عقلا

روم وغیرہ کی قدیم تواریخ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے اور ممالک مذکورہ کی کتب سے یہ بھی اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم مین اون ملکون مین یہ جمہوری باتین اصول مذہب مین داخل نہ تھین البتہ ضرورت کے وقت انجام دہی کے واسطے مستعمل ہوتی تھین جسقدر کاروبار دنیاوی بڑہتے گئے اوسیقدر یہ اصول بھی روز روز نئے جاری ہوتے گئے۔ ہان یہ ضرور ہوا کہ ہر بستی کے بزرگون نے اپنی عقل کے موافق اور اپنی آبادی کے مناسب حال اور مفید طریقے جاری کئے۔ چنانچہ ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی کام اور ایک ہی ضرورت جب دور دور کی دو بستیون مین پیش آئی تب اونکے بزرگون نے اوسکے انجام کے ایسے طریقہ بتائے کہ جو دونون آپس مین مختلف تھے۔ اسی طرح یہی چھوٹی سی بات زمانہ دراز گذرنے کے بعد مذاہب مین تھوڑا تھوڑا دخل کرتے کرتے آخرکو ایسے قوی ہو گئے جو مذاہب کے اختلافات کا باعث ہوئے۔ وہ انسان جسکی نظر عالم کے مذہبی اصولون پر ہے تھوڑے تامل کے ساتھ دلمین غور کرے اور مذاہب کے اختلاف کا باعث سوچے تو ضرور انصاف اوسکو اسیطرف متوجہ کریگا کہ یہ چھوٹے بے بنیاد امور دلونمین گھر کرتے کرتے ایک بڑی قوی چیز بن گئے ہین جو اختلاف ملت اور کشت وخون کا باعث ہو رہے ہین ورنہ دراصل مذہب ایک۔ خدا ایک۔ خدا کا

گھر ایک۔ خدا کے گھر کا راستہ ایک۔ اور سب مسافران جہان کی منزل مقصود ایک۔ اور قصد ایک۔ پھر یہ اختلاف کس بات کا ہے یہ وہی چھوٹی باتین ہین جو دراصل اصول مذہب سے علیحدہ تہین مگر عوام مین اونکا ایسا رواج ہوا کہ رفتہ رفتہ وہ مذہب کے قوی اصولونپر بھی حاوی ہوگئین اور دخل درمعقولات کی طرح خالص مذہب مین رخنہ پیدا کر گئین جواب کسی طرح مخلوق کے دل سے نہین نکل سکتین بقول شاعر غنی۔

دل بہ استدلال بستم ماندم از مقصود دور ۔ نردبان کردم تصور راہ ناہموار را

شیوع بت پرستی

پرستشون کی آغاز کے تھوڑی سی کیفیت المجوس جلد اول (النند) مین گذر چکی ہے۔ یعنی یافث اور سام وغیرہ جو کہ سورج اور چاند مشہور تھے بنی آدم کی ابتدائی نسلون کے مورث اعلی اور جنکی ذات سے مخلوق کے فائدے کے ناپید اسباب پیدا ہوئے۔ اون کی دانائی اور عقل کی رسائی۔ اونکے گروہ مین انکی پرستش کا باعث ہوئی کیونکہ اون اشخاص سے ایسی ایسے تعجب خیز امر رفاہ عام کے ظہور

مین آئے جو اوسوقت تک کسی کو نہ معلوم تھے اور اوسکا ادراک موجودہ مخلوق کی عقل سے باہر تہا۔ جب وہ امر مفید اور کارآمد پائے گئے تو مخلوق کے دلون مین اونکی عظمت پیدا ہوگئی اور لوگ اونکو وقعت اور قدر کی نظر سے دیکھنے لگے اور عظمت کے سبب پاس ادب بھی لازمی آیا پس جبکہ عظمت اور عظمت کے ساتھہ ادب اور ادب کے ساتھہ قدر کی انتہا ہوئی تو اصحاب ممدوح اوس گروہ مین ممتاز ہوگئے اور جب یہ ممتاز ہونے کی صفت بھی حد سے گذر گئی تو اسکا نتیجہ پرستش ظہور مین آیا مگر یہ پرستش اوسوقت تک ایسی نہ تھی کہ لوگ انکو قادر مطلق تصور کرتے ہون نہین بلکہ صرف اونکی یادآوری تھی اوس زمانہ مین لوگ موحد تھے۔ قادر مطلق خاص خدا کی ذات پاک متصور تھی لیکن اوس عظمت کی صفت کے سات بھی خاص وہی دو ذاتین **یافث** اور **سام** یعنی **چاند** اور **سورج** کی موصوف رہین۔ اونکے واسطے کوئی مورت مجسمہ زمین پر قائم نہ تھی فقط نام کی عظمت اور ادب سے کام تھا مصر اور **یونان** اور ہند وغیرہ کی قدیم زمانہ کی تاریخین پتہ دیتی ہین کہ زمانہ تبدیل زبان تک دنیا مین کسی مقام پر کوئی پرستش کا مقام کسی نام سے مخصوص نہ تہا۔ سورج وغیرہ اور دوسرے مندرون کی بنیا دین طوفان کی پانچوین صدی کے بعد قائم ہوئی ہین۔ انکا حال

اپنے اپنے مناسب مقامات پر آئے گا۔
الغرض وہ پرستشین دلی خیالات پر مبنی تھین نہ کہ ظاہراً۔ بت پرستی کی بنا دنیا مین ایک نئے طرز پر پڑی۔ سب سے پہلے جس ملک مین بت پرستی کا سلسلہ جاری ہوا وہ سلطنت عجم ہے اس اجمال کی تفصیل یون ہے کہ طوفان نوحؑ پانچسو گیارہ برس بعد اور عیسٰی سے دو ہزار پانسو نواسی ۲۵۸۹ برس قبل جبکہ زمانہ تبدیل زبان جاری تھا عجم کے تخت حکومت پر طہمورسپ جو کہ ہوشنگ نبیرہ کیومرث بن سام بن نوحؑ کا بیٹا تہا مسند نشین ہوا۔ اسکے جلوس کے سات یا آٹھہ برس بعد اوسکے ملک مین دو آفتین ارضی وسماوی نازل ہوئین۔ یعنی ایک تو ایسا سخت قحط پڑا کہ کئی برس تک آسمان سے بارش نہ ہوئی اور چشمون کے پانی سوکھہ گئے دوسری اس مصیبت کے وقت مین ایک قسم کی وبائے شدید ایسی پھیلی کہ جس سے بنی آدم کو جانبری دشوار ہوگئی اور شب و روز مخلوقات کثرت سے لقمۂ دہان اجل ہونے لگی۔ چونکہ اوسوقت تک موت کی حالت کبھی کبھی سننے یا دیکھنے مین آتی تھی۔ اب یکایک لوگون کے خویش و اقارب۔ مان۔ باپ۔ بھائی۔ بہن اور اولادین وغیرہ آنکھون کی سامنے قحط اور وبا کی مصیبت سے بے بس ہوکر مرنے لگین۔ تو

مرے ہوؤن کے اعزا نالہ و فریاد سے اپنی باقی ماندہ جانین کھونے لگے۔ اوسوقت مین لوگون کے دلون سے صبر اوٹھہ گیا تھا۔ رہے سہے لوگ یون تباہ و برباد ہوئے جاتے تھے۔

رحم دل بادشاہ مخلوق کی یہ تباہی اور بے بسی دیکھہ گھبرا گیا اور ان مصیبتون سے رہائی کی تدبیرین کرنے لگا چنانچہ بہت سے طریقے پیدا کئے گئے مگر کارگر نہوئے۔ انھین تفکرات مین بعض وزرا + کے مشورہ سے طھمورسپ نے اکابران شہر اور بزرگان کو اپنے حضور طلب فرماکر یون فہمایش کی کہ تم لوگ گروہون کے سردار ہو تمھاری تسلی اور تسکین قلب کے واسطے یہ راے سوچی گئی ہے کہ اپنے مرے ہوے عزیزون کے نام کے پتلے مٹی۔ یا لکڑی یا پتھر وغیرہ سے بناکر اپنے گھرون مین رکھہ لو اونکو دیکھہ دیکھہ تسلی کر لیا کرو۔ جبکہ تم لوگ ایسا کروگے تو تمھاری دیکھا دیکھی عام لوگ بھی اس ذریعہ سے اپنے دلون کی تسکین کرینگے۔ اور نالہ و فریاد سے باز آئینگے۔ چونکہ اس مصیبت مین تمام لوگ مبتلا تھے۔ حکم پاتے ہی ہزارون پتلے علی قدر مراتب بنگئے۔ اور ہر شخص کے گھر مین بہت سے پتلے نظر آنے لگے

+ بعض کا قول ہے کہ شیطان لعین نے بصورت انسان اوس تفکر کی حالت مین بادشاہ کی عبادتخانہ مین داخل ہوکر یہ صلاح بتائی اور بادشاہ تردد مین اسباب کو کوئی غیبی مدد سمجھکر کاربند ہوا۔

اور ہر مردے کے نام کا ایک ایک پتلہ مخصوص ہوگیا۔ صبح اوٹھکر سب سے پہلے پتلونکو نام بنام دیکھنا اور بعدہ دنیا کے کام مین مشغول ہونا مخلوق کی عادت ہوگئی۔ کچھہ لوگ ایسے ہوگئے کہ پتلے بنانے کا پیشہ اونھون نے اختیار کرلیا اور باہم خرید و فروخت کا رواج ہوگیا۔

یہ سب باتین ایک سال کے اندر ہی اندر جاری ہوگئین اور اس تدبیر سے مخلوق نالہ و بکا سے بھی باز آئی دوسرے قحط و وبا بھی کچھہ دائمی تو تھے ہی نہین رفتہ رفتہ کم ہونے لگین اور نوع انسان کے دل مین پھر صبر نے جبراً گھر کرنا شروع کیا۔

اُن پتلون کی ترغیب سے طہمورسپ کا صرف اسیقدر منشا تہا کہ مخلوق کسی شغل مین مشغول ہوجاے اور غم والم کو کسی بہانے سے بھول جاے چنانچہ رعایا پر ور بادشاہ اپنی نیک نیتی کے سبب اس اہم مہم مین کامیاب ہوا اور پھر اوس ملک مین امن وامان ہوگئی۔ چونکہ بعد دفع قحط و وبا۔ بادشاہ کی طرف سے پتلون وغیرہ کی ممانعت یا مزاحمت نہوئی۔ لہذا پتلونکا گھرون مین رکھنے اور علی الصباح اونکے دیکھنے اور نام بنام یاد کرنے کی رسم جاری رہی بلکہ آیندہ بھی جب کوئی مرجاتا تو اوسکے نام کا پتلا بھی بنایا جاتا۔ اس امن کی زمانہ مین ایک نئی بات اور پیش آئی کہ اگر کوئی ایسا شخص مرتا جو عام لوگون

کے دلون مین اپنی بھلائی اور خوبیون سے گھر بنائے ہوے تھا تو
اوسکا پتلا بنا اوسکے عزیز ہی نہین رکھتے تھے بلکہ عام لوگون کے
گھرون مین (خواہ وہ اوسکے خاندان کے لوگ ہون یا نہون) رکھا
جاتا جس سے اوسکی یاد عوام کے دلون مین قائم رہتی تھی۔ رفتہ رفتہ
ایسے لوگون کے پتلون کے واسطے عام گذرگاہین مقرر ہوگئین اور
مکان مخصوص کئے گئے۔ اون مکانون اور پتلون کے نام بھی وہی ہوتے
تھے جو اصل ذات کے نام تھے اوسوقت مین عجم کے دار الحکومت
کا فخر شہر بلخ کو حاصل تھا۔ دنیا مین سب سے پہلا دار السلطنت یہی
شہر ہے بالآخر پتلونکا معاملہ ایک کھیل یا تماشہ ہوگیا رفتہ رفتہ اوسکے
گرد و نواح کی بستیون اور ملکون مین یہ رواج پھیل چلا۔ اون آبادیون
مین جنکو فی الحال ملک شام یا فلسطین کہتے ہین بہت کثرت ہوگئی۔
المختصر کچھہ مدت بعد وہ لوگ جو ان پتلون کے بنانے کے خاص غرض سے
واقف تھے مرگئے اور نئی اولادین کثرت سے ہوگئین تو یہ ناواقف
نئی پود اون پتلون کو اور روزانہ پہلے اونکے دیکھہ لینے کو اپنے بزرگون
کا قدیم عمل نیک تصور کرکے اون رسوم کو پابندی کے ساتھہ انجام دینے
لگے اور اون تبرکات کی زیادہ قدر و منزلت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ
پرستش تک نوبت پہونچ گئی۔ انھین لوگون کے میل جول سے دوسری

قومون مین بت پرستی پہیلی۔

طوفان کی بعد ہزارۂ اول کی اندر ہی ممالک عجم اور شام وغیرہ مین بت پرستی کی بہت کثرت ہو گئی تہی چنانچہ شہر بابل جو کہ فی زمانہ عراق مشہور ہے اور جسکو نمرود نبیرۂ سام بن نوح نے نوح کی وفات کے (بقول بعض مورخان طوفان کے) ڈیڑہ سو برس بعد آباد کیا تہا اور اوسوقت اوسکا فرمانروا شداد بادشاہ تہا بتونکا مخزن اور بت پرستونکا کعبہ متصور کیا جاتا تہا اور اوسی بت پرست قوم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام خلعت پیغمبری سے ممتاز ہو کر نازل ہوئے تھے یہ زمانہ عیسیٰ سے دو ہزار چہیاسی برس قبل گذرا ہے عجم کی بت پرستی کی ہوا بسبب زیادہ آمدورفت کے ابتدا ً ملک شام مین گذرتی ہوئی دیار مصر اور خطۂ یونان وغیرہ مین بھی پہونچی تھی اور ان ملکون مین طوفان کے بعد چھٹی صدی ختم ہوتے ہوتے سورج وغیرہ کی پرستش کے واسطے مندر بنگئے تھے اور کچہ انکی مصورتین پتھرون کی اون مندرون مین رکھدی گئین تھین جو بہت عرصہ کے بعد زمانۂ تہذیب مین نکالڈالی گئین اور بجائے اونکے خوشنما پتھر اور دہاتونکی منقش صورتین داخل کی گئین اور چونکہ مصر والون کی آمدورفت کا سلسلہ دیگر ممالک افریقہ مین بھی جاری تہا لہذا وہ سرزمین بھی ان بیکار پتھرون

کے بوجہ سے خالی نرہی- تاہم اس بے عقلی کے کام مین جس طبقہ زمین کو فروغ حاصل ہوا وہ شہر بابل ہی تہا- ہندوستان٭ خاص کی زمین مدت دراز تک اس سیلاب حمق سے بچی رہی-

مولف تاریخ فرشتہ کی راے کے موافق ہندوستان مین بت پرستی کی بنیاد اوسوقت سے جاری ہوئی جبکہ قنوج کے تخت پر مہاراجہ سورج مسند نشین تہا اسکا زمانہ ازروے تحقیق تخمیناً نوسو تہتر ۹۷۳ برس قبل عیسیٰ سے پایا جاتا ہی مگر انگریزی تحقیقات اسکے خلاف ہے اونکا قول ہے کہ ملک پنجاب مین عیسیٰ سے سولہ سو ۱۶۰۰ برس قبل ویدیا ارین کی پرستش کرنے والے مقیم تھے تاہم بت پرستی کا ذکر نہین کرتے ظن اغلب ہے کہ فرشتہ کی تحریر صحیح ہو- اسکا حال راجاؤن کے حالات کے ساتھ بیان ہوگا انشاءاللہ تعالے-

بت پرستی عرب

تاریخ بدائع فارسی جوکہ اسکندر افندی ساکن اسلام بول (یعنی استنبول) کی تصنیف ہے اس امر کی صاف خبر دیتی ہے کہ قوم کلدانی جو دنیا کی قدیم اورسب سے پہلی قوم ہے- یعنی وہ اولاد نوح جوکہ بعد طوفان زندہ بچی تھی- جنکا نام حام- سام- یافث

٭ ہندوستان خاص ممالک مغربی و شمالی و اودہ کا نام تہا اور قدیم زمانہ مین قنوج دار السلطنت ہندوستان مغربی پر بڑا تہا جو اسی خطہ مین واقع ہے-

مشہور ہین۔ ابتداً موحد تھے۔ اوس قوم کا پہلا مسکن جو طوفان کے بعد قرار پایا تو وہ خطہ زمین تہا جو کہ درمیان نہر دجلہ اور فرات کے واقع ہے۔ زمانہ تبدیل زبان مین شالح بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح نے اپنے قبیلہ کو ہمراہ لاکر ملک یمن آباد کیا اور حکومت قائم کی۔ ابوسعید مغربی بعد تحقیق کامل اپنے نوشتون مین تحریر کرتا ہے کہ شالح زمین یمن کا آباد کرنے والا مذہب توحید کا پابند تھا۔ اور اسی طرح اسکے گروہ کے لوگ بہی موحد تھے شالح کے بعد اوسکا بیٹا عابر جو کہ ہود عبیر کے نام سے مشہور ہوا اور عابر کے بعد قحطان اور قحطان کے بعد یعرب جو کہ زبان عربی کا بانی ہوا سب موحد تھے اور انکے بعد بھی دوسو پچیس ۲۲۵ ء تک ساکنان عرب موحد رہے۔

اس توحید کے زمانہ مین عرب کے موحد ہر سال حج کعبہ کے واسطے جمع ہوتے تھے۔ کعبہ اوسوقت مین ایک تودہ سنگ کا نام تہا۔ کہ عرب کے لوگ زمانۂ قدیم سے اوسکے قریب بیٹھکر باہم عہد و شرائط بہی کرتے تھے اوسکا طواف بھی کیا جاتا تہا اور وہ مقام سنگستان عرب مین سے کسی ایک جگہ قدیم سے مخصوص چلا آتا تہا۔ اوس جگہ کی عزت سمجھی جاتی تھی۔ بعدہ اس توحید مین بہت سی لغزشین پیدا ہوگئین شہرستانی

مورخ عرب اسکی وجہ یون بیان کرتا ہے کہ ایک شخص عمر بن لحی جو کہ
قبیلہ خزاعہ کا ایک سردار تھا تجارت کا پیشہ کرتا تھا ایک مرتبہ تجارتی
سامان ہمراہ لیکر ملک سوریہ مین گیا اور وہان سے بعد خرید و
فروخت سامان تجارتی واپس آتے وقت ملک بلقار مین (جو کہ ملک
شام مین ایک مشہور شہر ہے) پہونچا وہان اوسکو ایک نئی بات یہ معلوم
ہوئی کہ ساکنان بلقار تراشیدہ پتھرون کی پرستش کرتے ہین اور اونکی
سامنے عاجزی سے سر بسجود ہونے کو اپنی نجات کا ذریعہ اور دنیا کی
ضرورتون کے انجام ہونے کا سبب جانتے ہین۔ چونکہ اسکو بڑا تعجب
ہوا تھا لہذا اس نے پوچھا کہ یہ کیا شئی ہے جسکے آگے اسقدر نیاز مندی
کی جاتی ہے اور سر جھکائے جاتے ہین۔ لوگون نے اپنی صدق دلی
سے جواب دیا کہ یہ معبود ہین اور پرورش کرنے والے ہین۔ تمام
مخلوق ان سے مدد پاتی ہے۔ انکی صورتین ہمنے بنا کر رکھ چھوڑی
ہین۔ انکے ذریعہ سے وقت پر پانی برستا ہے حاجتین رفع ہوتی
ہین۔ ملک شام مین تو مدت دراز سے سلطنت عجم کا یہ تحفہ یعنی بت
پرستی فصلی میوہ کی طرح ارزانی سے پھیل چکی تھی۔ چونکہ اکثر انسانی
طبیعت کا میلان نئی باتون کی طرف ضرور ہوتا ہے عمر بن لحی نے
تعجب آمیز و چار جگہہ یہ معاملہ دریافت کیا۔ تمام ساکنان بلقار کو

ایک زبان پایا۔ اسکندر افندی لکھتا ہے کہ عمر مذکور نے تحفتاً وہان کی مخلوق سے ایک بت طلب کیا۔ اونھون نے ہبل نامی ایک بہت بڑا بت حوالہ کیا اسکے بعد دو تین بت اس نے بازار سے بطور تجارت بغرض نفع۔ نئی چیز تصور کر کے خریدے اور اپنے ملک کو واپس آیا لوگون کو جمع کیا اور وہ بت تحفتاً ایک عام مجلس مین دکھائے گئے اونکے اوصاف جیسے کہ سنے تھے بیان کئے گئے اور جس طریقہ سی ساکنان بلقار کو بتون کے سامنے سربسجود ہوتے اور پرستش کرتے دیکھا تھا سب اپنے وطن کے لوگون کو سکھائے۔ چونکہ نئی بات تھی لہذا لوگ اسکی طرف جلد جلد متوجہ ہوئے اور آیندہ بہی دو چار بار پھر جب سفر کا اتفاق ہوا تو عمر مذکور نے اور علاوہ اوسکے اوسکی دیکھا دیکھی بعض دوسرون نے بھی قسم قسم کے بت لاکر فراہم کئے غرض رفتہ رفتہ یہ شغل بڑھ گیا۔ اور تھوڑے عرصہ مین تمام ملک عرب اور اوسکے مضافات کی آبادیان بت پرست ہوگئین۔ بلکہ ایک زمانہ مین بتون کی تعداد ایسی زیادہ ہوگئی تھی کہ اونکے رکھنے کو ٹھکانا نہین ملتا تھا۔ تب اونکے واسطے خاص خاص مقام مقرر کئے گئے اور بہت سے بت مختلف نامون سے اون مقامات مین داخل کئے گئے۔ چنانچہ ایک مقام پر جہان اب اہل اسلام کا کعبہ ہے

تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت موجود تھے۔ سب سے پہلا بت ہبل جسکو عمر مذکور۔ بلقار سے لایا تھا اوس مقام پر رکھا گیا جہان کہ زمانۂ توحید مین طواف وغیرہ کیا کرتے تھے کیونکہ وہ مقام متبرک سمجھا جاتا تھا۔ بعدہٗ عرب مین خود بت بننے لگے۔

مورخ ابو الفدا۔ اور کتاب تجارب الامم کا مصنف اور ابن اثیر وغیرہ مذکورۂ بالا مضامین کی اپنی تصنیفات مین بخوبی تمام تصدیق کرتے ہین اور اس امر کو تحقیق کے ساتھ لکھتے ہین کہ یہ واقعہ یعنی ملک عرب مین بت پرستی کا آغاز اوس وقت ہوا ہے جبکہ تخت عجم پر شاپور بن اردشیر بن بابک فرمانروا تھا اور تحقیقات اور تطبیق سنین سے اس شاپور کا زمانہ آغاز سلطنت سنہ [illegible] عیسوی مین پایا جاتا ہے لہذا عرب مین بت پرستی کے شروع کی یہی تاریخ ہو سکتی ہے۔ تھوڑے عرصہ مین ساکنان ملک یمن۔ ایران اور شام کی تجارت کے سبب بت پرست ہوگئے۔ مگر جو آبادیان کہ ان ملکون سے دور تھین اور آمد و رفت بھی کم تھی وہان توحید کا چراغ بھی ضرور روشن رہا۔ ابو الفدا لکھتا ہے کہ ساکنان عرب بت پرستی سے قبل اور بعد بھی پابند سنت تھے یعنی ختنہ کرتے تھے اور دو ہمشیرہ ایک شخص کی منکوحات زندگی مین نبھانے کو بُرا جانتے ہین۔ وہ عورت جو کہ باپ کے ساتھ

سنہ [illegible]

ہمبستر ہو چکی ہوا وسکو زوجہ نہین بناتے تہی - الغرض بت پرستی ترقی پانے لگی اور باطنی پروردگار کی جگہہ ظاہر غیبی حس وحرکت پتھرون کو قادر مطلق کی صفات کے ساتھہ موصوف کرنے لگے - یہ وہ زمانہ تھا کہ دین مسیحی بھی ترقی پاتا جاتا تہا اور کسیقدر اوسکے تازہ نسیم کے اثر سے گلستان عرب کے پودہ بہی جلد جلد اپنی شاخونمین نئی نئی کلیان اور کلیون کے پھول لھلا کر اپنی رنگ و بو سے دورونزدیک شادابی کے مصداق بننے لگےتہم ورلت صابی تو پہلے ہی سے دلون مین کچھہ کچھہ گھر بنائے ہوے تھے اب بت پرستی نے بہی دست گلچین کی طرح دراز ہو کر پھول چننا شروع کئے اور ایک نئی گلدستہ کی صورت نظر آنے لگے - بعض وہ سرحدی بستیان جو حدود فارس سے ملحق تھین آتش پرستی اور کواکب پرستی کو بھی نظر حقارت سے نہین دیکھتی تھین غرض یہ سب باتین مجموعی طور پر ملک عرب مین تھوڑے زمانہ مین کچھہ اسطرح پھیلین کہ جیسے کسی فتحیاب فوج کی پلٹنین ملک فتح کرنے کے بعد مفتوحہ ملک مین اندھی دیوانی ہو کر گھس پڑتی ہین اور لوٹ مار مین مشغول ہو جاتی ہین - اسیطرح ان سب باتون نے عرب کے باشندون کی جانون پر قبضہ کر لیا - چنانچہ کوئی گروہ صابی کوئی کواکب پرست کوئی سورج پرست کوئی بت پرست اور کوئی

دین مسیحی کا پابند ہو گیا۔

مذاہب چینیان

تاریخ چین مصنفہ مسٹر جیمس کاکرن صاحب مین تحریر ہے کہ ملک چین مین بعد طوفان نوح مذہب توحید جاری رہا اور یہہ توحید مطلق عرصہ دراز تک اپنی بیخ جاتی رہی چین کی مخلوق جس خدا کو دنیا کا بنانے والا جانتی تہی اوسمین صفات مذکورۂ ذیل تمام وکمال پائے جانے کے قابل تھے یعنی آفرینندہ جن وانس ووحوش وطیور۔ کریم۔ رحیم۔ قادر۔ غیور۔ لاشریک۔ باقی۔ غیر کی فنا اور بقا پر قادر۔ اپنی بقا کیواسطے کسیکا محتاج نہین۔ تمام موجودات کو اوسکی مرضی پر موقوف جانتے تھے۔ تحقیقات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کئی ہزار برس تک یہ توحید جاری رہی مگر اسکے ساتھہ یہ بھی ضرور ہوا۔ لوگون کی نظر سے حادثات ارضی وسماوی گذرتے گذرتے اصل توحید مین کچھہ شعبہ ایسے پیدا ہو گئے کہ جسکے سبب اوس توحید کے صفات کسیقدر کم ہو گئے۔ تاریخ مرات الزمان کا بیان اس مضمون پر دال ہے کہ چین کے ذی شعور لوگ اس امر کو یقین کے ساتھہ خیال کرنے لگے کہ اوس خدائے برتر کے نیچے (جسکی صفات اوپر بیان

ہو چکے ہین) دو خدا اور ہین جو خدا سے برتر سے رتبہ مین کمتر ہین اور
خداے برتر کے احکام اور ارادہ پورے ہونے کا بھی دو خدا ذریعہ
ہین منجملہ انکے ایک خداے آسمان۔ اور دوسرا خداے زمین تصور
کرتے ہین بلکہ ان دو خداؤن کو آسمان اور زمین کی جان جانتے ہین
اور کہتے ہین کہ جو کچھہ آسمان اور زمین مین ہوتا ہے سب انہین کے
ارادہ پر موقوف ہے۔ علاوہ انکے بعض ارواح وغیرہ کو۔ پہاڑون
دریاؤن چشمون اور صحرا وغیرہ کا مختار جانتے ہین۔ لیکن افعال نیکی
اور بدی کسی خدا یا روح سے منسوب نہین کرتے۔ بلکہ کہتے ہین کہ ہر کام
عقل سے ہوتا ہے اور عقل کو روشنی اور تاریکی۔ زمین اور آسمان سے نسبت ہے
الغرض توحید مطلق کی لغزش سے خداے آسمان اور خداے
زمین اور بعض ارواح وغیرہ بمنزلہ خدا سمجھی گئین اور پرستش کی سزاوار
مانی گئین۔ تاہم خداے برتر کے اعزاز سے انکا افتخار کہین کم مانا جاتا
تھا۔ مدت دراز تک یہ عقائد قائم رہے۔ چونکہ انسان کی طبیعت فاسد
کا میلان بدی کی طرف زیادہ ہوتا ہے لہذا زمانہ دراز گذرنے پر عقلای
خطہ چین کی طبع مندین ضلالت آگین ہو کر مختلف اور بے بنیاد اصول
کو قبول کرنے پر مجبور ہوئین۔ چنانچہ اختلاف مذاہب کے سبب جدا
جدا اہبت سے گروہ پیدا ہو گئے۔ جنمین سے تین گروہ اپنے مذہبی

اصول کو بہت استواری کے ساتھ قائم کئے رہے اور باقی یا تو قصبات یا دیہات کے ساتھ مخصوص ہو گئے اور بعض اونہین کے جزائر وغیرہ مین مقید رہگئے۔ وہ تین مذہب ایسی قوت پا گئے کہ مردم چین کو آخر جبراً ان مذاہب ثلثہ مین سے کسی ایک کا ضرور پابند ہونا پڑا ورنہ انگشت نما اور مطعون کئے جاتے۔

منجملہ مذاہب ثلثہ کے ایک مذہب حکما ہے۔ مردمان چین حاکر اسی مذہب کے پابند ہین۔ اور یہ مذہب چین کے زمانۂ تہذیب مین سے قدیم تر تمام مذاہب سے ہے۔ اس مذہب کے چھوٹے بڑے کئی کتابین ہین اس مذہب کی تعلیم مادر و پدر کے ذریعہ یا فہمایش سے نہین ہوتی ہے۔ بلکہ حالت طالبعلمی مین درسی کتب کے درس کے ساتھ اسکی تعلیم ہوجاتی ہے تمام دانایان چین اس مذہب کے اصول کے قائل ہین بیان کرتے ہین کہ اس مذہب کا جاری کرنے والا۔ ایک حکیم کیفوسیوس تہا جو کہ تمام حکماء و دانایان و عقلاء چین مین یکتہ و ممتاز تہا۔ اس حکیم دانا نے اپنے مکتوبات مذہب مین بت پرستی کا کہین حکم نہین دیا ہے بلکہ اکثر مقام تبون کے پیش نظر رکھنے کو بہی ناجائز رکھا ہے اور خدا ے واحد مجرد کی پرستش خود بھی کرتا تہا اور اپنے مکتوبات مین ذکر کیا اور اپنے شاگردون کو بہی

یہی ہدایت کی۔ کیونکہ اوسکی تحریرون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکم موصوف اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ داور۔ مجرد۔ مدبر۔ نگاہدارندۂ جمیع علویات اور سفلیات کا ہے۔ اس مذہب کے پیرو کسیقدر پرستش ارواح بھی کرتے ہین۔ مگر یہ پرستش کمتر ہے۔ کیونکہ ارواح کو چندان مالک اور متصرف نہین جانتے ہین۔ دانایان قدیم دنیا کی زیادتی کے قابل نہین ہین۔ اور طریق آفرینش اور موجود شدن اشیاء وزمان پیدایش وغیرہ کا کہین ذکر نہین کیا ہے بلکہ جزاے اعمال نیک وبد کے حالات بہی معدوم ہین۔ لیکن مردمان چین گمان کرتے ہین کہ نیک وبد کی جزا اور سزا اسی ذات کو عالم سفلی مین ہے ملجاتی ہے یا اوس ذات کو (جس سے نیکی یا بدی کا فعل سرزد ہوا ہے) یا اوسکی اولاد کو یا اولاد کی اولاد کو اوسکا نتیجہ ملتا ہے۔ اور انکی کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اونکے قدما قائل تہے کہ نفس ناطقہ بعد جدائی جسم سے باقی رہتا ہے۔ کیونکہ وہ بیان کرتے ہین کہ انسان روے زمین پر مردہ ہونے کے بعد آسمان پر مقیم رہتا ہے۔ لیکن عذاب دوزخ اور ثواب جنت سے کوئی تعلق نہین رکھتے نہ اوسکا کہین ذکر معلوم ہوتا ہے شاید یہ لوگ اس سے بیخبر ہین۔ چونکہ متاخرین عقلاے چین اس امر کے معتقد ہوئے ہین کہ جان تن کے جدا ہونے کے بعد

فاسد یعنی فنا ہوجاتی ہے۔ پس دوزخ اور جنت کے قائل ہونے کی ضرورت نہین رہی۔ بعض کہتے ہین کہ نیکون کی جان باقی رہتی ہے کیونکہ انسان کی جان بسبب استعمال اعمال حسنات قوت پاتی ہے اور یہ قوت ترقی پاتے پاتے قابلیت بقا حاصل کرتی ہے۔ اور چونکہ بدکار اعمال حسنہ سے دور اور فرار ہوتے ہین۔ لہذا اونکی بدن سے جدا ہوتے ہی معدوم ہوجاتی ہے اور مانند دہوئین اور بخارات کے مستحیل اور پراگندہ ہوتی ہے۔

چینی

اس مذہب کے شیوع سے پانچسو برس قبل ممالک چین مین ایک مذہب رائج ہوا تھا جو بالکل تصوف تھا اوسیکو مذہب ورائی کہتے ہین اس مذہب کے عقلا کا قول ہے کہ تمام عالم ایک جوہر ہے اور خالق اوس جوہر اور آسمان اور زمین اور حیوان اور انسان اور نباتات کا عناصر اربعہ مجموع یک جسم متصل اور واحد ہین۔ ہر چیز اور ہر نوع اوسی مجموعہ کے اجزا اور اعضا ہین اور اونکا قول ہے کہ جبکہ ہم ایک جوہر ہین تو چاہیے کہ باہم محبت اور دوستی رکھین اور ہر ایک خدا کی شباہت ہوسکتا ہے کیونکہ سب اوسیکے اجزا ہین۔

اگرچہ مذہب حکما مین ایک خدا کی پرستش کرتے ہین لیکن اوسکے

واسطے معبد نہین بناتے اور کاہن اور موبد نہین رکہتے۔ عبادت
اور بندگی کے قواعد وغیرہ مستنبط نہین کرتے۔ اور اسی
طرح کوئی نماز اور عبادت خاص خدا کے واسطے نہین کرتے
بلکہ کہتے ہین اور نیز بے فکر ہین کہ بادشاہ آسمان کے واسطے
قربانی اور عبادت اور بندگی خاص بادشاہ زمین کو کرنا چاہئے
عوام سے کوئی تعلق نہین۔ اور جو شخص عوام مین ہے اوس
خدا کے واسطے بندگی کرے اوسکو سیاست کرنا اور عصیان کی
سزا دینا ضرور ہے اور سیاست بادشاہ کا کام ہے اگر سب
سیاست کرنے لگین تو ملک مین فتنہ اور فتور کے سوائے کچھہ نظر
نہ آئے۔ لہذا بادشاہ فلک کی اطاعت بادشاہ زمین پر
واجب ہے۔ چنانچہ چاین کے ملک مین دو پایۂ تخت ہین اون
دونون مین سے ہر ایک مین ایک ایک معبد کلان تعمیر ہے زمانہ
قدیم مین بادشاہ ملک خود اون معبدونمین جا کر بندگی اور قربانیان
وغیرہ ادا کرتا تہا۔ زمانہ حال مین بادشاہ کے جانے کا دستور
کم ہو گیا ہے تاہم اوقات معینہ پر اوسکی طرف سے بڑے بڑے
اکابر اور مُدبّر وہان جا کر خاص بادشاہ کے نام سے بیشمار گوسفند
اور گائے قربانی کرتے ہین اور علاوہ اسکے بہت سے رسوم اور

افعال جو قدیم سے مخصوص ہین ادا کیے جاتے ہین - اور پہاڑون
اور چشمون اور چہار رکن عالم کے روحون کی پرستش خود
مدبران موصوف اپنی طرف سے کر لیتے ہین - اور عام لوگ
عبادت کے محنت سے آزاد ہین کسی پر عبادت جائز نہین ہے -
قوانین اور احکام اس مذہب کے چار جلدون مین مرقوم ہین -
چین مین دستور ہے کہ ہر ادنی اور اعلی اپنے اپنے مُردون کے
نام سے ہر سال تعزیہ بنا کر اونکی یادگار کرتا ہے - بے شمار اور
بے تعداد تعزیہ† ہر سال اس خیال سے بنائے جاتے ہین کہ
اوسکے ذریعہ سے اپنے مرے ہوئے بزرگون کی عزت اور تعظیم
کیجائے کیونکہ بزرگون کی تعظیم اہل چین مین ایسی ضروری ہے کہ
خدا کی تعظیم کے بعد بزرگون کی تعظیم مانی جاتی ہے - ان اقسام
کی تعظیم کے بارہ مین ملک چین مخصوص ہے دنیا کے کسی خطہ کے
باشندہ اس معاملہ مین باشندگان چین کا مقابلہ نہین کر سکتے - بلکہ
اہالیان یوروپ اس خوبی سے بالکل محروم ہین مُردون کے
قبرون پر تکلف کے کہانے اور اقسام کے لباس رکہتے
ہین - کہتے ہین کہ اس طعام اور لباس سے مُردہ کو کوئی فائدہ

† شاید رسم تعزیہ جو فی زمانہ اسلام کے فرقہ شیعہ مین جاری ہے اسکی بنیاد بھی یہی ہے -

تو نہین پہونچتا ہے مگر زندہ لوگ اپنی وہ محبت جو مُردہ سے
حالت زندگی مین اونکو پیدا تھی دکھاتے ہین ۔ بعض کا قول ہے
کہ مُردونکی نسبت جو کچھہ تعظیم و تکریم مقرر کی گئی ہے یہہ ایک بہت بڑی
دور اندیشی اور بھلائی کی تدبیر ہے یعنی زندہ لوگون کی چھوٹی اولادین
اِس سے تعلیم پاتی ہین اور سمجھتی ہین کہ ہمارے بزرگ اپنے بزرگونکی
تعظیم اور تکریم کسطور پر کرتے ہین اور انسان کو اپنے بڑونکا اعزاز کس
قدر اور کس طریقہ پر کرنا چاہیے اور بھی چند رسوم اسی قسم کے تہذیب
انسانی کا باعث سمجھی گئی ہین ۔ چنانچہ چھوٹون کو اسی ذریعہ سے تعلیم
تعظیم بزرگان بہت مفید ہوتی ہے جس سے وہ حالت زندگی مین اپنے
بزرگون کے مراتب پیش نظر رکھہ کر خدمت گذاری کرتے ہین (یہہ رلے
کسی قدر احسن ہے) ممالک چین مین ڈیپر (یعنی عبادت خانہ) جو
زیادہ تر باوقعت مانا جاتا ہے وہ دیر حکیم کیفوسیوس کے نام
سے مشہور ہے کہ ہر شہر اور بستی مین بادشاہ وقت کے حکم سے بنایا
گیا ہے ۔ اور جہان کہین علم حکمت کا مدرسہ بھی ہے وہان ایک شبیہ
کیفوسیوس کی ضرور نصب کی گئی ہے ۔ اور اوسکی پرستش کرتے ہین ۔ بعض
مقام پر صورت نصب نہین ہے تو نام اوسکا بہت واضح قلم سے طلائی تحریر
کیا گیا ہے اور کیفوسیوس کے شبیہ کے پہلو مین بعض اوسکے شاگردون

کی صورتین بھی کھڑی کی گئی ہین۔ اونکی پرستش بہ لنسبت کیفوسیوس کے کمتر کی جاتی ہے۔ ہر مہینہ قمری کی پہلی اور پندرہوین تاریخ تمام شہر کے حکام اور فقرا لوگ اور علماے طبقہ اول وغیرہ جمع ہوکر اپنے قدیمی اوستاد کیفوسیوس کو رکوع اور حرکات بدن اور زانون ہوکر بیٹھنا اور شمعہاے موم اور بخور وغیرہ سے اعزاز اور تعظیم کرتے ہین اور ہر سال اوسکی پیدایش کے روز طرح طرح کے کہانے پکاتے ہین اور عوام کو کہلاتے ہین اور یون شکرگذاری کرتے ہین کہ اوس داناے روزگار کی بدولت ہمکو علوم نصیب ہوئے ہین۔ ہمارے کمالون کو ترقی ہوئی ہے اوسیکے سبب ہملوگ خصلت بہایم سے بچکر جامہ النسانیت سے آراستہ ہوئے ہین۔ اوسیکی ذات بابرکات ہمارے واسطے ایک فیض عام کا چشمہ تہی جسکے سیرابی سے ہمارے دلون کو روشنی اور دماغون کو تازگی نصیب ہوئی جوکہ ہماری سلطنت اور ملک و دولت کی شادابی کا ذریعہ ہوئی۔ یہہ سب کچہہ ہے مگر اوسکی عبادت نہین کرتے ہین۔ اور نہ اوس سے کوئی چیز طلب کرتے ہین۔ اور یہہ امید بھی نہین رکہتے ہین کہ مردہ سے ہمکو کچہہ فیض ہوئیگا۔

ممالک چین مین چند ڈیرا اور بھی بناے گئے ہین جو موسوم ہین اون ارواحون کے نام کے ساتہہ جنکو وہان کے باشندہ محافظ شہر اور دریاؤن

پہاڑون چشمون وغیرہ کا نگہبان جانتے ہین - جو شخص بادشاہ وقت کی طرف سے کسی حکومت پر ممتاز ہوتا ہے - ضرور ہے کہ پہلے اون عبادت خانو نمین جاکر صدق دِلسے شرط کرتا ہے کہ اپنی حکومت اور تدبیر مین عدالت اور انصاف سے عمل کریگا - اور اون ارواحون پر طعام وغیرہ نذر دیتا ہے - اور ایسا اعتقاد رکہتے ہین کہ جہوٹی قسم کہانے والو نکو وہ ارواحین سزا دینے کی قوت تام رکہتی ہین - اور نیکون کو اونکی جزاے اعمال پر پورا قادر جانتے ہین -

مذہب حکمار کا منشار صرف اسقدر ہے کہ عوام مین صلح اور ملک مین آرام - ہر قبیلہ کا نظم ولنسق اور ہر شخص کی آسائش قائم رہے - اِس مقصود کے واسطے حکیم موصوف اور اوسکے شاگردون نے بہت سے قواعد مقرر کئے ہین اور کتابین بنائی گئی ہین - اونکا قول ہے کہ جمیع مہمات کی تعلیم چار طور پر منحصر ہے - یعنی موافقت پدر با پسر - شوہر با زن - صاحب با ملازم - برادران و مصاحبان و یاران باہم - اور گمان کرتے ہین کہ اِس موافقت کی خوبی اور اوس سے واقفیت صرف بلاد چین ہی کے انسانون مین ہے دوسرے لوگ اِس خوبی سے محروم ہین - اِس مذہب مین تجرد اور پارسائی مذموم سمجہی جاتی ہی بلکہ کثرت ازدواج کو جائز کیا گیا ہے - اور اپنی کتب مین مفصل بیان کرتے

ہین کہ جس کام کا تعلق ہا پینے واسطے نہین پسند کرتے ہو دوسرون کے واسطے بہی روا نہ رکہو - اہالیان چین والدین کے اعزاز اور تعظیم مین اور نوکرون کے حقوق فہمی مین اور چہوٹے بڑون کے مراتب کے معاملات مین انتہا درجہ کی کوشش کرتے ہین اور بہت خیال رکہتے ہین کہ انمین فروگذاشت نہونے پائے - ایسے فروگذاشت کو سخت گناہ سمجہتے ہین -

چو کے خاندان مین تیئسوان بادشاہ لینگ وانگ پانچسو برس قبل عیسی علیہ السلام سے تخت نشین تہا - اسکے عہد مین حکیم کیفوسیوس موصوف کی پیدایش ہوئی - بعض کتب مین اس حکیم کا نام (کنگ فوزی) بہی لکہا ہے - یہہ حکیم یونانی حکیم سولن جد مادر افلاطون کا ہمعصر تہا - تہتر برس کی عمر مین مرگیا - اسکے درس مین تین ہزار تلامذہ ہر وقت موجود رہتے تہے - اسکے مرنے کا نہایت عمدہ حال تاریخ چین مصنفہ جیمس کا کرن مین تحریر ہے - یہان بہ سبب طول کے چہوڑ دیا گیا - فی الحال اسکے ڈیر کی بڑی عزت کیجاتی ہے اور ابتک اسکا نام ادب کے ساتہہ لیتے ہین - اوسکی تام کے پندرہ سو ساٹہہ ڈیر ممالک چین مین موجود ہین - چینی زبانکی

+ بادشاہان چین مین سے ایک بادشاہ کا نام ہے جسکا حال آیندہ جلد مین آئیگا -

کتاب شینگ فوچی جلد اول تاریخ خطائی مین تحریر ہے کہ
حکیم موصوف کے ویرومین باستہہ ہزار چہہ سو چہہ باس از قسم ۲۲۶۰۶
گاؤ وگوسفند ہر سال قربانی ہوتی تہین - اور ستائیس ہزار چہہ سو ۲۷۶۰۰
تہان ریشمی نذر چڑہائے جاتے تہے - لینگ وانگ بادشاہ کے
بعد جو دوسرا بادشاہ تخت نشین ہوا اوسکے عہد مین حکیم علینگ فوی
پیدا ہوا جو کیفوسیوس کا شاگرد تہا بعد اوسکے اعزاز اور رتبہ اسی کو حاصل
ہوا ہے - یہہ حکیم چوراسی برس زندہ رہا اسکے صورت کے بہی بت بنا کر
معبد و ں مین رکہے گئے ہین -
دوسرا مذہب شکیا دامنوف + کہلاتا ہے جو کہ ملک
تبالسنو سے ۶۵ سنہ پینسٹہہ عیسوی مین لایا گیا ہے - تواریخ چین
سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ستاون عیسوی مین ایک بادشاہ ملک چین
کا مینگٹی نام تخت نشین تہا اسکا ایک بہائی تہا جو کہ تصوف کیطرف
راغب تہا - بلکہ فرقہ طاؤس (جو کہ چین مین ایک بہت بڑا اور
معزز فرقہ ہے) کے عالمون نے اوسکو روح مقدس کی ملاقات کا امیدوار

+ یہہ وہ مذہب ہے جو ہندوستانمین مذہب (بودہ) کے نام سے مشہور ہے
چین کے لوگ قدیم زمانہ مین ہندوستان کو (تبالستو) کہتے تہے - ہند کے بودہ مذہب کا حال
آئندہ مفصل تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالے (از زینت الزمان) -

بنارکہاتہا۔ اِس عرصہ مین بادشاہ نے خبر پائی کہ ملک ہندمین ایک اوتار ظاہر ہوا ہے الغرض **فغفور** کے بہائی نے بادشاہ سے باصرار تمام اجازت لیکر **گیا** کو کہ ملک بہار کا دارالسلطنت تہا بہت سی آدمی اِس غرض سے روانہ کئے۔ کہ اوس اوتار کو ملک **خطا** مین لاناچاہئے جب خطائی لوگ ہندمین آئے تو اوس اوتار کو مرے ہوئے عرصہ گذر چکاتہا۔ لاچار خطائی اوسکے شاگردونسے ملاقی ہوے اور چند اصول مذہب اور متعدد تصویرین اوس اوتار کی اور کئی شاگرد اوس مذہب کے حقیقت ظاہر کرنے کے واسطے اپنے ملک کو لے گئے۔ اوسوقت سے اِس مذہب کا ملک خطا مین رواج ہوا۔

ناظرین دراصل یہہ وہی اوتار تہا۔ جو ہندمین گوتم بودہ کہلاتا ہے اور جسکا مقام پیدائش گیا سے تہوڑی فاصلہ پر ایک بستی **کپل وستو** نام مین ہوئی ہے۔ جبکہ خطائی ہندمین آئے تہے بودہ کو مرے ہوئے قریب تین سَو برس کے گذر چکے تہے مگر اوسکے مذہبی اصول کا چرچا دمبدم ممالک مین ترقی پا رہا تہا۔ ہندمین تناسخ کے مسئلہ کا بودہ بانی ہوا ہے۔ اِس سے پیشتر جبکہ **رگ وید** کا مذہب جاری تہا تو یہہ مسئلہ تناسخ کا کوئی نہین جانتا تہا بودہ پورانونمین شامل ہوا۔

* بعضونکا قول ہے کہ بادشاہ نے خواب دیکہا تہا جس سے اوس اوتار کا حال معلوم ہوا۔

اور حکیم **فیثاغورث** یونانی جبکہ سفر کرتا ہوا ہندوستان مین آیا
تہا اِس مسئلہ کو انہین ہندیون سے حاصل کر کے اپنی تصانیف مین
تناسخ کے رُجہان کا باعث ہوا ہے۔ الغرض وہ کتاب جو چین کے
ایلچی ہندوستان سے لے گئے ہین اوسمین تحریر ہے کہ جمیع موالید
عالم سفلی چار عنصر آب و آتش و خاک و باد سے مرکب ہین۔ اور عالم
بہت سے ہین جنکی تعداد بشری امکان سے باہر ہے۔ انسان بعد مرنے
کے (کہ ظاہرا ایک حالت بدلنے کا نام ہے) کسی دوسرے عالم مین جنم پاتا ہے
اور اسیطرح گردش کرتا ہوا پہر انسانی قالب مین آتا ہے۔ جب تک
مکت† نہین حاصل ہوتی ہے یہہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کہتے ہین
کہ نیک کار بہشت کے نعمتون سے اور بدکار دوزخ کے عذاب سے بہرہ
یاب ہونگے۔ دوزخ اور بہشتی نعمتو نکا نام بار بار جنم لینا اور مکت حاصل
ہونا ہے۔ ریاضت کی فضیلت اِس درجہ بڑہی ہوئی ہے کہ ترک
دنیا کر کے کوچہ گردی اور دریوزہ گری اور ملکو ملکون بہٹکنا بہت بہتر
جانتے ہین۔ اور اپنے عبادت خانون مین تصویرین نصب کرتے
ہین۔ اور عذاب اور ثواب کے آسمان اور زمین مین ہونے کے
قائل ہین۔ کیونکہ مکت کے بعد انکا قیام آسمان پر جانتے ہین اور

† مکت فنا فی الذات ہونے کو کہتے ہین۔

تبدیل جنم دنیا مین ــ

اور لکھا ہے کہ ہر شخص کو زندگی مین کچھہ ایذا ضرور پہونچتی ہے اگر انسان محنت اور ریاضت سے زندگی مین اپنے آپ کو قریب ہلاکت کے پہونچائے ــ تو البتہ اوس تکلیف سے بچتا ہے ــ بلکہ حیات ابدی پاتا ہے ورنہ نفس انسان ایک حالت سے جدا ہونیکے بعد کسی دوسری حالت مین جاتا ہے وہی اوسکے واسطے تکالیف دوزخ ہے ایسکا نام عالم ہے مثلاً ایک بار انسانی قالب سے جدا ہونے کے بعد مٹی مین مل گیا ــ پس یہہ دوسرا عالم ہوا ــ اور بعدہ کسی گیاہ وغیرہ کی صورت مین ظاہر ہوا ــ یہہ تیسرا عالم ہے ــ بعدہ کسی حیوان کی خوراک ہوکر نیست ہوگیا یہہ چوتھا عالم ہے ــ اسی طرح ہزارون عالم بتاتے ہین ــ ان باتون سے خلاصی کی صورت صرف ایک ہی ہے جسکو نفس کُشی یا زندگی مین فنا کہنا چاہئے ــ گوشت کھانا کسی طرح جائز نہین رکھتے کیونکہ گوشت سے نفس اماره کو قوت پیدا ہوتی ہے اور اونکا خیال ہے کہ اپنی عبادت کے ذریعہ سے کسی دوسرے شخص کی گناہ معاف کرا سکتے ہین بلکہ اس فرقہ کے لوگ جو باشندگان چین ہین اکثر لوگونکی عبادت اور ریاضت یہانتک کہ بقید سنین (یعنی دو برس کی ریاضت ــ چار برس کی ریاضت) خرید کر اپنے بزرگون کے گناہ عفو کراتے ہین ــ

یہہ مذہب ملک چین مین ابتداً بہت باوقار رہا۔ کیونکہ نفس کو غیر قابل فنا جانتے تھے۔ مگر بعدہ بہت بے قدر ہو گیا کیونکہ جن بادشاہون اور اکابرون نے اس مذہب کو اختیار کیا تھا۔ وہ بہت بُری حالتون سے مرے اور امور ممالکت چین مین اس مذہب کے اصولون سے نہایت بے رونقی پیدا ہو گئی۔ اور اس مذہب کے مقلدونمین سے جو جو اشخاص سعادتمندی اور بزرگی کا دعوی کرتے تھے وہ بیشمار بلاؤن اور مصیبتون مین مبتلا ہو کر ہلاک ہوے۔ تاہم اسوقت تک بعض بعض مقام پر اس مذہب کے پیرو بکثرت ہین۔ چنانچہ مردم شماریون کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ باشندگان چین نصف سے کچھہ کم بودہ مذہب کے پیرو ہین ہمیشہ تصنیف کتب مین مصروف ہین بے انتہا کتابین اس ملت کے لوگون کی موجود ہین۔ کثرت کتب سے ایسی مہمل باتین انکی کتابونمین آمیز ہو گئی ہین کہ کوئی استاد آب اونکو لغویات سے پاک وصاف نہین کرسکتا۔ بہت سی اور بڑے بڑے عبادت خانہ بناتے ہین اونمین بہت صورتین نصب کرتے ہین اور متصل عبادت خانون کے ایک بلند مینار بھی ضرور بناتے ہین کہ اوس پر ناقوس نوازی اور بڑی بڑی قندیلین لٹکانے کا کام لیا جاتا ہے۔

پوجاری اور موبدا ور کاہن وغیرہ موے سر اور ریش اور چہار ابرو
کی صفائی رکہتے ہین- بعض اپنی مُستعار عُمر سیر و سیاحت مین گذرانتے
ہین اور اکثر معبدون کے قُرب مین جہوپڑیان ڈالکر خیرات اور صدقہ
کی آمدنی پر قناعت کئے ہوئے ہین- ایسے فارغ آدمیونکی تعداد تینتیس لاکہہ
سے بہی زیادہ ہے- یہہ مستغنی جماعت اون موبدون کی ہے جو
بدکار اور سفلہ ہین اونکو عوام نظر حقارت سے دیکہتے ہین- چین کے
لوگ جو بودہ مذہب کے پابند ہین اونکا عقیدہ ہے کہ صیادون
سے جانور خرید کر رہا کرنا بہت اولا ہے- فی الحال اِس مذہب کی
ترقی زیادہ ہے- اکثر خواجہ سرا اور زنان اور عوام النّاس اِس مذہب
کے بہت مقلد ہین اور ہر دم اوراد اور دعا خوانی مین مصروف رہتی ہین
بہت سے ایسے عبادت خانہ بنائے گئے ہین جو عورات کے واسطے
مخصوص ہین اوسمین جو عورات تارک الدنیا ہوتی ہین داخل ہوتی
ہین اونکے سر کے بال بہی تراشے جاتے ہین اور بیاہ کبہی نہین
کرتین- اہالیان چین اونکو بہت نیک تصور کرتے ہین- حالانکہ وہ
کنواریان بیاہی ہوؤن سے کہین زیادہ محظوظ رہتی ہین (از زینت)

انتیسوان مذہب لاؤزہ - تاریخ چین مصنفہ مسٹر جیمس کاکرن
مین بحوالہ دیگر کُتب معتبرہ تحریر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے

چہہ صدی قبل ملک خطا مین ایک شخص پیدا ہوا تہا جسکا نام بعض
مورخ لاؤزی اور بعض لاؤزو تحریر کرتے ہین۔ اوسکے
پیدایش کے عجیب داستان بعید از عقل یون بیان کی گئی ہے
کہ ایک امیر کا ایک نوکر تہا۔ اوسنے بغرض بقائے نسل ایک
چالیس برس والی عورت سے شادی کی کچہہ عرصہ کے بعد وہ عورت
ایک گوشہ مین پڑی تہی کہ یکایک اوسپر شعاع آفتاب کثرت سے پڑی
اس نئی بات سے وہ عورت تہوڑے مدت تک متعجب رہی۔ بعد چندے
وہ حاملہ معلوم ہوئی اور آثار حمل چالیس برس تک ظاہر ہوتے رہے
بعد اس مدت کے اوسکے خاوند نے کسی وجہہ سے اوسکو مکان سے
نکال دیا۔ قضا رکار وہ عورت مصیبت زدہ ایک جنگل مین پہونچی
اور وہان کمال تکلیف اور مصیبت کی حالت مین اوسکو وضع حمل
ہوا جس سے ایک لڑکا عجیب وغریب صورت کا پیدا ہوا یعنی اوسکے
تمام جسم پر سفید بال بے انتہا نمودار تہے۔

الغرض وہ عورت اوس بچہ کو لئے ہوے قریب کے کسی بستی مین پہونچی
اور وہان کسی بندہ خدا نے ترس کہایا جو وہ پرورش پانے لگا۔ چونکہ
اوسکے جسم پر برابر سفید بال تہے بمتسخر سے وہان کے باشندہ اوس
بچہ کو لاؤزی یعنی (پیرنابالغ) کے نام سے مشہور کرنے لگے۔

صغر سنی مین اوس بچے کے اطوار پسندیدہ ظاہر ہوے۔ اور سن
شعور پر پہونچنے تک وہ نہایت عقیل و فہیم پایا گیا۔ اوسکے حرکات
اور سکنات تعجب خیز اور دوسرے بچون سے جدا معلوم ہوتی
تہی۔ چند سال مین تحصیل علوم سے فارغ ہوکر اوسنے علما کے زمرہ
مین شہرت پائی۔ بعد چندے کچہہ وسیلہ بہم پہونچا کر چین کے شاہی
کتب خانہ کا منتظم ہوگیا۔ اِس حالت مین بہت سی کتابین اوسکی
نظر سے مختلف مذاہب کی گذرین۔ اور مختلف علوم پر نظر پڑنے سے اوسکی
فکر کی رسائی کہین زیادہ ہوگئی۔ اب یہہ حالت ہوئی کہ فلاسفہ یونان
سے مباحثہ کئے۔ اور پر سبقت پائی۔ مصر کے داناؤن کے ناطقہ بند
کئے۔ جب دو چار ایسے سابقہ جلد جلد پیش آئے لوگون مین اوسکی دانائی
کا چرچا ہونے لگا۔ آخر انہین وجوہ سے اوسنے اپنے ملک مین
فیلسوف اعظم کا خطاب پایا۔ پہر بہت سے شاگرد بہی بنائے۔ اور
درس و تدریس کا شغل زور و شور سے جاری ہوگیا۔ اکثر کتابین
بہی تصنیف کین۔ ایک کتاب پنجہزار آئی[1] اوسکی مشہور اور
عمدہ تصنیفات مین سے ہے۔ اِس نے درس کے ذریعہ
سے اپنے شاگردون کو کچہہ اپنے نئے نئے خیالات کی بہی تعلیم دینا

[1] زینت الزمان کا مصنف لکھتا ہے کہ دراصل حکیم نے کوئی کتاب نہین تصنیف کی۔ اوسکے بعد اوسکے شاگردون نے بہت سے اقوال اوسکے نام سے مشہور

شروع کیے تاہم یہہ تعلیم کچہہ ایسی نہ تہی کہ جس سے کسی نئے مذہب کی بنا قائم ہوتی۔ دراصل یہہ شخص معاصر اور پیرو مذہب حکیم کنفیوسیوس کا تہا۔ بعض اوسکی شاگردی سے بہی منسوب کرتے ہین۔ اسنے اوسی مذہب مین کسی قدر اپنے نئے خیالات کے اشارون کو بہی شامل کیا تہا۔

اس شخص کا بڑا عقیدہ یہہ تہا کہ انسان کو زندگی عیش و آرام مین بسر کرنا چاہیئے۔ اور عیش و آرام ترک علائق سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی قسم کے اور دو چار مسئلے جاری کرکے اپنے شاگردون مین درویش کامل کے خطاب سے مشہور رہا۔ لیکن اوسکا قول عمل کے ساتہہ تہا عمر دراز طے کرنیکے بعد مرگیا۔ اوسکے مرنے کے بعد اوسکے شاگردون نے حصول زر کے لئے نئی نئی بندشین باندہنا شروع کین۔ اور پیروان کو یون فہمائش کی کہ اوستاد کی بڑی تعلیم ترک علائق کی تہی۔ لیکن بالفرض اگر آدمی تمام تعلقات کو چہوڑ دے اور تمام معاملات دنیاوی سے رشتہ موانست توڑ دے تب بہی موت کا کہٹکا باقی رہیگا۔ اسلئے اوستاد نے ایک نسخہ اکسیر طیار کیا تہا جس سے موت نہین آتی تہی اور حیات ابدی ہوتی تہی جب یہہ بات نزدیک دور مشہور ہوئی۔ تو ہر کہہ ومہ کو اسکی خواہش پیدا ہوئی۔ اور ایک عالم اسکی جستجو مین متوجہہ ہوا۔ چونکہ

یہہ شگوفہ تو اونہین شاگردونکا کہلایا ہوا تہا لہذا وہی اوسکے جاننے والے بہی ماننے گیئے۔ اِس بنا پر تمام خلق یکبارگی اون دغابازون کی طرف متوجہہ ہوگئی اور ادنی اعلی سب امیدوار اطاعت اور خدمت بنگئی اِس حیلہ سے بے تعداد زر وجواہر اون شاگردون کے ہاتہہ آیا اور اونہون نے بہت رتبہ بہی پایا۔ حالانکہ بیشمار قیمت دیکر لوگ اوس دواکو خریدتے اور استعمال کرتے اور پہر مرتے تہے۔ مگر چین کی بے دماغ رعایا اونکے مرنے کو استعمال کی بے ترکیبی کی طرف منسوب کرلیتی اور اوسکی خریداری سے باز نہین آتی تہی بلکہ دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تہی۔

اکسیر حیات کا فقرہ نہ معلوم کوئی جادو کا کلمہ تہا کہ جسقدر زمانہ گذرتا جاتا تہا۔ اوسیقدر اِس بے بنیاد بات کی ترقی ہوتی جاتی تہی۔ آخر یہانتک نوبت پہونچی۔ کہ فغفور بہی اسی بلا مین مبتلا ہوگیا اور اوسکے بعد دیگرے کئی فغفور اسی مخمصہ مین پہنسے رہے۔ چنانچہ ایک بادشاہ چین **آوٹی** نام تو ایسا محو ہوا کہ شبانہ روز اوسکو بجز اِس اکسیر کی طیاری کے کچہہ کام نہ تہا۔ ہزارون مرتبہ وہ نسخہ طیار ہوتا تہا اور ایک آنچ کی کسر باقی رہجاتی تہی۔ آخر حکیم (لاذری) نے جو مرچکا تہا اور بعض بعض اوسکے شاگردون نے ایسی توقیر پائی کہ لاذری اور اوسکے

شاگردون کے نام کے بڑے بڑے مندر بنائے گئے۔ اُنکے پتلے بناکر معبدون مین داخل کئے گئے اور اُنکی پرستش ہونے لگی اونکا خطاب اوری انٹری یعنی حکیم بہشتی رکھا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ رسم پرستش کی حد کو پہونچ گئے۔ زیادہ تر چین مین بت پرستی کی اشاعت کے باعث شاگردان حکیم لاوزی ہوئے ہین۔

بعد چند روز کے لاوزی کے مریدون نے اور طرح طرح کے ڈہنگ حصول زر کے ایجاد کئے۔ یعنی نجوم۔ رمل سحر۔ تعویذ۔ گنڈا۔ عملیات۔ طبابت وغیرہ سے تمام ملک کو اپنے حصار مین محصور کرلیا۔ چنانچہ اسوقت تک اس مذہب کے سرگروہ کو ماندرین کا خطاب دربار سے عطا ہوتا ہے۔ اور امراء کبار مین محسوب ہوتے ہین۔ اس مذہب کے پیروؤن کا ایسا عقیدہ تھا کہ سواے تبونکے ایک خداوند آسمان کا ہے اُسکو جسمانی تصور کرتے ہین اُسکی نسبت بہت سی مہمل اور ناسزا حکایتین بیان کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ بادشاہ آسمان افلاک پر بادشاہی کرتا ہے اوسکا سیام نام ہے اور اوس سے قبل ایک بادشاہ تھا اوسکا نام لوتھا۔

ایک بار (لو) ایک سفید اژدہے پر سوار ہوکر زمین پر آیا۔ سیام نے کہ غیب کے علم سے بھی واقف تھا اور اوسوقت زمین پر بطور

حاکم سکونت رکھتا تھا۔ (لو) کی دعوت کی۔ جبکہ (لو) طعام دعوت مین مصروف تھا۔ (سیام) اوس اژدہے پر سوار ہوکر آسمان پر اُڑ گیا۔ اور حکومت افلاک اپنے دست قدرت مین کرکے (لو) کو بادشاہی سے اوتار دیا۔ لیکن (لو) نے اوس سے عاجزی کرکے یہ درخواست کی کہ مجھکو زمین پر کوہ اور چشمون وغیرہ کا اختیار دے۔ چنانچہ یہ التجا اوسکی بارِ اجابت کو پہونچی (لو) ابتک زندہ ہے اور سواری اور سرداری اپنے احاطۂ مقامات مقبوضہ مین کرتا ہے۔ مردم چین بجاے خداے آسمان کے اب سیام کی پرستش کرتے ہین۔ سواے اس خدا کے چند اور بھی خدا اونکے خیال مین ہین۔

اور دربارہ ثواب اور عقاب بہت کچھ بیان کرتے ہین۔ بہشت کی نسبت کہتے ہین کہ وہان جان اور تن نہایت ذوق اور آسایش پاتا ہے۔ اپنے عبادتخانون مین بہت سی صورتین اون لوگونکی بناکر نصب کرتے ہین جنکی نسبت اونکا خیال ہی کہ جان وتن کے ساتھ آسمان پر پہونچ گئے ہین۔ حیات ابدی کے حصول کی تعلیم کرتے ہین اور اس امر کیواسطے نشست کے قاعدے اور دعائین اور اوراد وغیرہ اور افسون خوانیان قسم قسم کی ایجاد کی ہین۔ بعض اپنے افسون وغیرہ کی زور سے مکانکو

بلائون اور بھوت پلید سے پاک بناتے ہین۔ بعض جادو کے زور سے
کثرت بارش جبکہ مضر ہو روکتے ہین۔ خشکی کے وقت پانی برساتے
ہین اور اس قسم کے لوگ بہت کثرت سے دیر اور عبادتخانون کے
گرد جمع رہتے ہین۔ سر کے بال نہین تراشتے بلکہ اونکو سر پر بطور
جوڑہ کے باندھکر ایک قسم کی لکڑی سے چھپاتے ہین جو بطور پیالہ
کے ہوتی ہے۔

گو یہ مرتبہ ذلت سے ممتاز ہین تاہم بادشاہ اور امراوغیرہ کی
قربانیون کے وقت اون لوگونکا کام پڑتا ہے اور بلائے جاتے
ہین۔ ان فقرا اونکا خاص کام یہ ہے کہ باجہ اور سرود اور اور
دوسرے علم موسیقی کے آلہ ایجاد کرتے رہتے ہین۔

اکثر رسم تعزیہ اور ماتم مین جو اہل چین اپنے بزرگون کی یادگار مین
کرتے ہین اُن لوگون کو بہت کچھہ لباس وغیرہ ملتے ہین۔ اون لوگونکا
ایک امام ہوتا ہے جو سیام کے لقب کے ساتھہ ممتاز ہوتا ہے
اسکو امامت کا رتبہ بطور میراث حاصل ہوتا ہے۔ اکثر وقت وہ شہر
پیکن مین مسکن گزین رہتا ہے۔ بادشاہ اوسکے ساتھہ نہایت
عزت اور حرمت سے پیش آتا ہے۔ ہر سال بادشاہ
کے دربار سے اوسکو معقول وظیفہ اور ملبوس عطا ہوتے ہین

ہین اور اوسکا حکم بھی اون پوجاریون پر جاری رہتا ہے جوکہ دیر وغیرہ مین مقیم رہتے ہین۔ فی الحال بہت سی مذہبی شاخین ممالک چین مین پیدا ہوگئی ہین۔ مگر اونکو ان مذاہب ثلاثہ مین سے کسی ایک سے ضرور تعلق ہوتا ہے۔

بت پرستی ہندوستان

یہ امر تو ظاہر ہے کہ انسان کے دلمین جو امر تہ نشین ہوجاتا ہی اوسکا دفعیہ مشکل سے ہوتا ہے۔ خواہ اوسکی بے بنیادی کسی دلیل کی طرف محتاج نہو۔ یا اوسکی ہستی پایۂ ثبوت تک پہونچنے کے قابل ہو مگر جب دلمین گھر ہوگیا تو اوسکے مخالف امور ہمیشہ صاحبدل کی نظر مین کچھہ وقعت نہ پائینگے۔ بلکہ اکثر نفرت کی نظر سے دیکھے جائینگے چاہیے وہ خلاف امور کیسے ہی عقلی اور نقلی دلائل سے پیش کئے جائین مگر تھوڑے عرصہ تک تو محدود عقول کی جماعتون مین ضرور ہے کہ وہ کذب کے ساتھہ مختص ہونگے۔ ہان رفتہ رفتہ جسقدر انسان کی معلومات زیادہ ہوتی جائیگی وہ خود اپنے خیالی تکذیب سے متنفر ہوتا جائیگا اور تحقیق کے ساتھہ اصل واقعہ کی ٹوہ لگاتا جائیگا۔ جب

تبہ پائیگا تو یکایک خواب غفلت سے بیدار ہونے کی طرح چونک کر جھوٹ سچ کا امتحان کریگا۔ ایسی باتون کی تحقیق اور تصدیق کے واسطے مدبران خیالات انسانی اور مصلحان توہمات لایعنی نے علم تواریخ کو مختص کیا ہے جس سے گزشتہ حالات کے کھوٹے اور کھرے ہونے کی پوری تنقیح ہوجاتی ہے پس سچ یہ ہے کہ اسطرح کے خدشہ تواریخ ہی مٹاتی ہے۔

جن اصحاب کو اس نادر فن سے کچھہ دلبستگی نہین ہے وہ ضرور ایسا خیال کرتے ہونگے کہ قوم ہنود (جو کہ ہندوستان مین اپنے آپ کو قدیم الایام سے مسکن گزین بتاتی ہے) کافر مطلق اور قدیم سے بت پرست ہے۔ اس بے بنیاد خیال کو فرقہ موصوف کے مہمل قصص اور لغو حکایات نے اور بھی ترقی دی ہے۔ بلکہ اونکی قدامت کے تذکرون اور بعض ناعاقبت اندیش برہمنون کی اُن کتھاؤن کو جو اُنکے ذہن کے موافق اُنکے بزرگون کی حالات کی یادگار کا مشغلہ ہین جنکو اُنھین کی قوم کے تہذیب یافتہ انسانون نے مہمل ٹھہرایا ہے اس اتہام اور الزام کا بڑا باعث سمجھنا چاہیے۔ حالانکہ مذہب کے بارہ مین اس قوم کو بھی دنیا کے دوسری اون اقوام سے جو کبھی توحید مطلق کے ساتھہ

مخصوص تعین-ایسی ہی نسبت ہے جیسی انسان کے بدن سے ہر عضو کو ہوتی ہے-کون کہہ سکتا ہے کہ یہ قوم بھی کبھی راہ راست کی رہ نورد بھی-یا یہ بڑا گروہ جس مکروہات اور مہلات مین فی زمانہ مبتلا ہے کبھی اس سے خبردار نہ تھا-

وہ شخص جس نے اس مبارک اور مفید علم کی سیر کی ہے-بہت وقعت کے ساتھ اس فرقہ پر بھی نظر کریگا-اور اُنہین موحد اقوام دیرینہ سے کسی طرح اس قدیم گروہ کے افعال اور اطوار کو جدا نہ پائیگا-تاریخ **فرشتہ** مین یہ مضمون مجملاً یون بیان ہوا ہے کہ زمانہ قدیم مین بعد طوفان جبکہ ہندوستان آباد ہوا-یہان کے باشندے بھی مثل ایشیا کے دیگر اقوام کے موحد تھے-زمانہ تبدیل زبان ہی مین اکثر ممالک مثل **شام**-**یمن**-**فارس**-اور **مصر** وغیرہ مین توحید مطلق کے دامن پر ملت صابئی نے خاص قسم کی بت پرستی سے دہبہ لگایا اور اصول بودہ نے تو اوسکے خالص ہونے کی صفت کو دخل درمعقولات کرکے بے وجہ اور بے سبب بدنام بنایا-حتیٰ کہ بعد طوفان آٹھ سو برس کے اندر ممالک مذکورہ بت پرستی کے واسطے مشہور ہو گئے تھے-مگر یان ایک ہندوستان کا باغ توحید اس خزان کی ہوا سے بچا

رہا اور عرصہ دراز تک باشندگان ہند کے کانون مین توحید کی
صدائین گونجتی رہین۔ اور یہان بہی مدت مدید تک اوسی مذہب
کی پابندی رہی۔ جسکو اہل تاریخ شریعت نوح بتاتے ہین۔
البتہ اصول بودہ کی رواج سے بری ہونا غیر ممکن تہا لہذا اوسکی
مہمانی اس ملک مین بھی رہی۔ مگر ملت صابئی کا اثر ہندوستان
مین ہونا کسی کتاب سے نہین ظاہر ہوتا۔ شاید اوسکی بروشنی
ادہر نہ پھیلی ہو۔

عیسی علیہ السلام سے تیئیس ۲۳ سو برس قبل ہندوستان کے
قدیم اور سب سے پہلے راج گدی اجودہیا پر ایک نیک مزاج
دانشمند۔ عادل۔ سخی۔ شجاع۔ راجہ جسکا نام مہاراج تہا
فرمانروا ہوا اوسکے وقت مین باشندگان ہندوستان
آسایش کے سامان سے واقف نہ تھے۔ وحشیانہ بسر اوقات
کرتے تھے۔ اس راجہ نے اونکے واسطے اپنی رسائی طبع ؎ سے
ضروری اشیاء اور اونکی ساخت کی تدبیرین پیدا کین کھیتی
وغیرہ کا انتظام سکھایا۔ اس نے اپنی حکومت کے شباب مین

؎ بعض کا قول ہے کہ زمانہ جمشید بادشاہ عجم مین عجم اور ہند کے بادشاہون مین دوستی تھی تاہم عجم کی لوگون کی آمد و رفت کے سبب مہاراج نے انتظام جمشیدی کی خبر پاکر سامان ضروریات تمدن کئے جانے

جسکو عیسی علیہ السلام سے تخمیناً دو ہزار برس قبل سمجھنا چاہئیے۔ لوگون
کی عبادت کے واسطے عبادت خانہ مخصوص کرنے کا قاعدہ جاری
کیا اور بہت سے معابد نبوائے تاکہ بُرے اطوار اور ناپاک
جگہ عبادت کرنے سے توہین عبادت متصور نہو۔ اسوقت سے
عبادت خانون کی نبیاد پڑی۔ مگر اون عبادت خانون مین وہی
عبادت ہوتی تھی جوکہ توحید مطلق سے تعلق رکھتی تھی۔ اس مہاراج
کے زمانہ مین ایرانیون کی آمد ورفت زیادہ ہوگئی۔ چنانچہ سام
بن نریمان قدیم اور مشہور پہلوان ایران حسب الحکم فریدون
سرپرآرائے فارس کے پنجاب کیطرف سے ایک بھاری فوج
لیکر آیا اور بارہ برس تک اوسکو یہان ٹھہرنے کی نوبت پیش آئی
دوسری بار خود مہاراج نے ایران سے بضرورت فوج طلب کی تہی
اور اوسکو بھی عرصہ دراز تک یہان قیام کرنے کا اتفاق ہوا تہا۔
ہندوستان کے لوگ ان آنے والے ایرانیونکی عادات اور طرز بود کی
نئے نئے طور پر دیکھہ کر متعجب ہوتے تھے۔ تاہم ان لوگون نے اپنا طرز
بود و باش نہ چھوڑا۔ ہندوستان مین بت پرستی اور سورج پرستی وغیرہ ۹۵ سنہ
برس قبل عیسی علیہ السلام سے شروع ہوئی۔ وجہ یہ ہوئی کہ اوسوقت
مین ایک راجہ سورج نام ہندوستانکا فرمانروا تہا۔ اوس کے

دربار مین ایک برہمن (جو ایرانیون کے میل جول سے کسی قدر دانا مشہور تہا) کوہ چہار کھنڈ سے آیا - اوسکی ذات سے بہت سی علوم وفنون عجیبہ مثل نیرنج وطلسم وسحر وغیرہ ظہور مین آئے تھے - اوسنے دربار مین عزت پائی اور راجہ اوسکی تعلیم سے بت پرست بنا - راجہ نے شہر قنوج آباد کیا اور اوسمین ایک بڑا بتخانہ بنوایا - ہندوستان مین یہ پہلا بتخانہ تہا - (از فرشتہ -)

اور اوسی برہمن کی تعلیم اور میل جول سے چند باتین اور مروج ہوئین - جنکا نتیجہ بت پرستی اور آتش پرستی اور کواکب پرستی وغیرہ بھی ہند مین پایا گیا - جبکہ یہان کے لوگ بتون سے واقف ہوگئے تو دوسرے ملکون کی تقلید مین اپنے عبادت خانون مین متقدمین کے نام کی مورتین بنا کر رکھنا شروع کیا - اور اُن عبادتخانون مین جسمین فقط تصور سے خدا ے واحد اور غیر مجسم کی سامی عبادت کی جاتی تھی اب اپنے ہاتھون کے بنائے ہوے مٹی اور پتھرون اور دہات وغیرہ کے پتلون کے سامنے سر جھکانے جانے لگے جو لوگ زبردست اور کسی قدر اوس قوم مین مہذب تھے وہ بڑے نامی پہلوانون اور سورج اور چاند کی تصویرین اپنی عبادت خانون مین رکھتے - اور ارذل لوگ جوکہ اُسوقت مین بھی

زیر دستون کے ماتحت اور خدمتگذار مانے جاتے تھے۔ وہ
صرف اُنھین کے نام کی شکلون پر اکتفا کرتے تھے جن سے کہ اُنکو
کبھی ایذا پہونچتی تھی۔ اور تکلیف پہونچنے کے سبب جنکو بُرے
نامون سے یاد کیا جاتا تھا یا جنکے زیر حکومت تھے۔ اونکی صورتین
بناکر اونکے خوش کرنے کو قربانیانؑ وغیرہ بھی چڑھائی جاتی تھین
رفتہ رفتہ یہ رواج خوب ترقی کرتا گیا اور دیبدم مندر مخصوص
نامون کے ساتھ بننے لگے۔

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ بعض دکھنی راجاؤن نے (جو
کبھی کبھی زبردست ہو گئے تھے) بنگالہ کے علاقہ مین سمندر کے
کنارے جگنناتھ اور دوسرے اور دو چار نامون کے مندر
تعمیر کرائے ہین۔ جو بہت قدیم اور متبرک مانے جاتے ہین۔ بلکہ
جگنناتھ کا مندر جسکی رتھہ جاترا ہوتی ہے بہت قدیم ہے۔ انکا زمانہ
بھی تحقیقات سے مذکورہ بالا سنین کے قریب پایا جاتا ہے
کیونکہ مہابھارت کی لڑائی کے بعد سہدیو مہاراجہ
بہار کو کشن جی۔ یعنی کنہیا سے (جو کہ متھرا کے ساتھ مخصوص
ہین اور اوتار ہشتم فرقہ ہنود مین مانے جاتے ہین)

عہ قربانیوں کا مضمون آئندہ شرح و بسط کے ساتھ لکھا جائیگا۔ انشاءاللہ تعالے۔

بڑی بہاری لڑائی متہرا کے قریب پیش آئی تھی۔ اوسمین کشن جی بھاگ کر گجرات مین پناہ گزین ہوئے اور وہان ایک شہر دوارکا آباد کر کے مدت تک مقیم رہے۔ یہ واقعہ حضرت عیسی علیہ السلام سے تخمیناً بارہ سو برس قبل پیش آیا تھا اور کشن کے مرنے کے بعد جگنناتہ جی پیدا ہوے جو کہ بعد کشن ممتاز مانے گئے ہین اور اونکی بہی وفات کے بعد اونکے نام کا مندر بنایا گیا ہے پس کسی طرح اس مندر کی بنیاد عیسی علیہ السلام سی آٹہہ سو برس قبل سے زیادہ نہین سمجہی جا سکتی۔ اور دوسرے مندر اسکے بہی بعد تعمیر ہوے ہین۔ یہ سب امور فرشتہ کے مضمون کی تصدیق کرتی ہین بنارس کا مندر سات سو برس قبل حضرت عیسی علیہ السلام سے بنایا گیا ہے۔ کیونکہ مہاراجہ سورج نے اپنے آخر زمانہ مین شہر بنارس کی بنیاد ڈالی اور ہنوز اوسکی تعمیر باقی تھی کہ قضا دامن گیر ہوئی۔ اوسکے بعد اوسکے بیٹے بہراج نے جو گدی نشین ہوا تہا اوس شہر کو اپنی بارہ برس کی کوشش بلیغ مین اتمام کو پہونچایا اور اوسمین مندر قائم کیا۔ سومنات وغیرہ کے مندر اوس سے بہی بہت مدت بعد تعمیر ہوے ہین۔

کشمیر کے بہت قدیم مندرونکی نسبت ایسا حال معلوم ہوتا ہے

کہ پنڈت کرپا رام مصنف گلزار کشمیر جو کہ بہت بڑا محقق اور
کشمیر کا مورخ گذرا ہے سب سے پہلے مندر کی جو خبر دیتا ہی تو وہ
مندر اشوک سے ہے جو کہ راجہ اشوک برادرزادہ راجہ جنک^{عہ}
کا نبایا ہوا ہے۔ لیکن اس راجہ کا عقیدہ بودہ کے عقائد سی ملتا تھا
چنانچہ اس سنے جانوروں کے مارنے کی ممانعت کے فرمان بہی جاری
کئے تھے جو اسکے ملت بودہ کے پیرو ہونے پر دال ہین۔ علاوہ اسکی
مصنف گلزار کشمیر بہی اس امر کا قائل ہے کہ راجہ اشوک نے بودہ
مذہب کے مندر نبائے۔ بودہ مذہب کے مندرون مین پہلی تصویرین
نہین ہوتی تہین۔ گوتم بودہ کے زمانہ سے تصویر کا رواج ہوا وہ
بہی صرف بودہ کی ہی تصویرین رکہی جاتی تھین۔ دوسری کوئی مورت
داخل نہ تہی۔ یہ مضمون بہی بت پرستی کی قلت پر بلکہ نہونے پر کسی قدر
دال ہوسکتا ہے۔ اوس مندر کی تعمیر کا بہی زمانہ حضرت عیسی علیہ السلام
سی تخمیناً ایکہزار تین سو بیالیس ۱۳۴۲ برس قبل پایا جاتا ہے۔ اس سی پہلی کا تعمیر
شدہ کوئی مندر کشمیر کی تاریخون سے نہین ثابت ہوتا۔

الغرض سرزمین ہندوستان مین بت پرستی کی کثرت وید کے زمانہ
کے بھی بہت بعد ہوئی۔ کیونکہ وید مین کسی جگہہ بتونکی پرستش کیواسطے

عہ یہ وہ راجہ جنک ہے جسکی بیٹی سیتا۔ راجچندر کی بی بی تہی۔

حکم نہین کیا گیا ہے۔ اس امر کو زمانہ حال کے آریہ گروہون نے بہت واضح طور پر بیان کیا ہے چنکہ بودہ مذہب کو ہندوستان مین زوال نصیب ہوا اور برہمنون نے پوران تصنیف کرکے قدیم وید کے مذہب کو بہت سی نئی باتون کی آمیزش کے ساتھ جاری کیا تب ہی سے بت پرستی کا پرچا ہند مین زیادہ ہوگیا۔ گویا پُران ذریعہ رواج بت پرستی گردانے جاتے ہین۔ اسکے بعد سے کار نمایان کرنے والے انسان اور اکثر ایسی عورات کی شبیہین (جو کہ کسی خاص امر مین باعث تعجب متصور ہوتی تھین) مندرون مین دیوتا اور دیوی کے نام سے شامل ہونے لگین۔ انجام کار گھر گھر ہزارون بت نظر آنے لگے۔ تاہم ابتدا مین بتون کی ترقی اور عبادت خانون مین انکی داخل کا صرف وہ ہی منشا تہا کہ نام آور اشخاص کی یادگار باقی رہے جنکو دیکھکر عوام کو اونکی اوصاف یاد آیا کرین اور ہر شخص اونکے اطوار کو اختیار کرے یہ غرض نہ تھی جو فی زمانہ مخلوق کے دلمین پیدا ہے۔ وہ کبھی بتونکو خدا کے اوصاف سے موصوف نہین کرتے تھے۔ بتون سے وہ امیدین نہین رکھتے تھے جو خدا سے برتر سے حاصل ہوتی ہین۔ اس مضمون پر اونکی وہ دعائین جو کہ عبادت کے وقت استعمال کی جاتی تھین بخوبی تمام دال ہین مرزا قتیل محقق حالات ہنود بیان کرتا ہے کہ سماڑتک

جو در اصل کتب شریعت اہل ہند ہین اور جنکی تصنیف کی ابتدا حضرت
عیسی علیہ السلام سے تین سو برس قبل سے شروع ہوئی ہے۔ اُنکے
مطالع سے صاف ظاہر ہے کہ وہ لوگ یعنی جو پابند شریعت ہنود تھے
خداے بیچون اور بیچگون کی پرستش کرتے تھے اور اوسکے ایسی مظاہر کو
جو بمنزلہ انبیا اور رسل وغیرہ کے مانے جاتے تھے قابل نیایش
جانتے تھے اور اُسی پر کاربند تھے۔ اُنکے عبادت خانون مین
مختلف بت بھی تھے۔ جنکی وقعت اونکے دلونمین صرف اسی قدر تھی کہ
جسقدر کسی دوست کی یاد کسی کے دلمین ہوتی ہے۔ اس یاد آوری
کا ذریعہ تراشیدہ پتھر کی مورت جانتے تھے۔ کبھی اونھون نے ایسے
ناموں باصفات کے ساتھہ اُن پتھرون کی شبیہون کو یاد نہین کیا
جس سے خداے تعالی کا اطلاق اونپر پایا جائے۔ بتونکا خدا تصور
کرنا اوسوقت سے جاری ہوا جب سے کہ پوران تصنیف ہوے
اور اونکے پیرون کی کثرت ہوئی اور دمبدم پرانون کی رہنما زیادہ
ہوتے گئے۔ رہنماؤن کی زیادتی کے سبب گمراہی پھیلی۔ یعنی بتون
کو قادر مطلق سمجھنے لگے۔ ذاتون کی تمیز اور اونکے مرتبے علیحدہ
مقرر ہوے۔ اور ہر ایسے شخص کو جس سے کوئی تعجب خیز امر
ظہور مین آیا۔ دیوتا کہنے لگے۔ چنانچہ دیوتاؤن کی تعداد تینتیس کرور

سے زیادہ ہوچکی ہے اور ابھی دنیا کے فنا ہونے مین اونکے خیال کے موافق بہت دیر ہے اسلیئے دوچار کردر شاید اورزیادہ ہوجائین۔ یہ تعداد کی زیادتی کچھہ دیوتا ؤن ہی پر مخصوص نہین ہوئی بلکہ تادیلات کرتے کرتے فطرتی قوت نے یہانتک علو ہمتی دکھائی کہ خدا اون کی تعداد بھی مثل قدیم یونانیون کے کچھہ بڑہا ئی گئی ہی خلاصہ یہ ہے کہ اب مذہب کے بارہ مین جس قدر اس قوم کی حالت عقلاً و نقلاً مذموم اور بے بنیاد اور ناپائیدار نظر آتی ہے شاید دنیامین کوئی دوسرا فرقہ بھی ایسا ہو۔ ایک بڑی تعجب کی یہ بات ہے کہ یہ قوم اپنے بزرگان دین کے ذات کے ساتھہ فحش افعال اور بدترین امور بھی نہایت فخر کے ساتھہ منسوب کرتی ہے معاذ اللہ کسی دوسرے گروہ کے لوگ کبھی ایسے فحش کے ساتھہ اپنے متقدمین کو یاد نہین کرینگے۔
جیسے مہادیوجی کے لنگ وغیرہ کے قصص۔

مذہب کیا چیز ہے

دنیامین اوس آفرینندۂ دوجہان کی صفات نامتناہی مین سے صفت تخلیق کی۔ تصدیق کرنے والے بے حد و بے نہایت ایسے

نمونہ نظر آتے ہین کہ جنکا خود موجود ہونا ہی کسی قدر کامل کے فاعل حقیقی
ماننے پر مجبور کرتا ہے اور وہ نمونہ باسباب ظاہر دو طرح کے پائے
جاتے ہین ایک نوری جو کہ فرشتہ وغیرہ کے نام سے مشہور ہین
اور وہ خواہشات عہ نفسانی سے بالکل مبرا ہین - دوسرے نمونہ
عنصری مخلوق کے نام سے نامزد ہین - اور یہی عنصری مخلوق
موالید ثلثہ کہلائی جاتی ہے (یعنی نباتات - حیوانات - جمادات)
پھر انمین سے بھی ہر اک کی بے تعداد نوعین دریافت ہوئی ہین
اور ہر نوع اک خاص کام کے واسطے پیدا ہوئی ہے - اوسکی
عادات اور خاصہ دوسرے سے جدا بنائے گئے ہین - اور
کچھہ ضروریات مقرر کی گئی ہین اور کچھہ قدرت دی گئی ہے جسکی سبب سے
وہ نوع اپنی ضروریات اپنے احاطہ اختیار و قدرت مین ادا کرتی ہے
اور اس ادا کرنے کے سبب ہمیشہ وہ راحت مین رہتی ہے -
نوری مخلوق اسوقت ہماری بحث سے جدا ہے اور نباتات اور جمادات
سے بھی یہان ہمکو سروکار نہین ہے - اسلئے ہم اپنا مدعا ظاہر کرنیکو
صرف حیوانات کا ذکر کرینگے - اور حیوانات بھی ہمارا روی سخن زیادہ

عہ خواہشات نفسانی مین سے دو خواہشین بہت زبردست اور مجبور کرنے والی ہین -
ایک بھوک - دوسری شہوت -

ترجیوان ناطق (یعنی انسان) کی طرف ہوگا کیونکہ ہماری تحریر کا منشا اس مقام پر اوسی کی ذات سے متعلق ہے۔

موالید ثلثہ مین سے ایک مخلوق حیوانات کی قسم سے ہے جو صرف بھوک پیاس اور شہوت کی خواہشون اور انہین کے متعلقات کے ساتھہ مخصوص کی گئی ہے اور وہ قدرت واختیار جو مبدۂ فیاض سے اسکو عطا ہوا ہے فطرت* یعنی جبلت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جوکہ اسکے مادہ کے ساتھہ ترکیب پائی ہوسے ہے اور دراصل وہ ایک جودت ہے جسکے باعث سے حیوان مین اسقدر آزادی پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود اپنی مرضی کے موافق اپنی تبدیل جاسے پر مختار رہے اور وہ اپنی خواہشون کے پورا کرنے کی طرف آزادانہ متوجہ ہوتا ہے اور اوسکو حاصل کرکے راحت پاتا ہے۔ فی نفسہ حیوان کی بھی بے نہایت نوعین عالم عناصر مین پائی جاتی ہین جنکی تعداد خود وہی نگاہدارندۂ جزو کل جانتا ہے۔

---

* فطرت کے معنی لغت مین پیدائش۔ خلقت۔ سرشت۔ آفرینش۔ نیچر دراصل فطرت اور جبلت کے ایک ہی معنی ہین۔ مگر اصطلاح مین صرف اسقدر اعتباری فرق سمجھا گیا ہے کہ انسان کی بحث مین لفظ فطرت مستعمل ہوتا ہے اور حیوان مطلق کی بحث مین جبلت کہا جاتا ہے۔

چونکہ خداے تعالیٰ کو قادر مطلق مانا ہے اور بے شک وہ اس صفت کے ساتھ پورا پورا موصوف ہے اوس نے ایک مخلوق ایسی پیدا کی جو خواہشات سے مبرا ہے۔ دوسری ایسی پیدا کی جسکا دار و مدار آزادانہ خواہش پر ہی موقوف ہے۔ اب ضرور ہوا کہ کوئی نوع ایسی بھی ہو جو خواہش سے مبرا تو نہو مگر آزاد بہی نہو اسلئے انواع حیوانی مین سے ایک نوع کو جوہر عقل عطا فرماکر مقید بنا دیا جسکی وجہ سے نفسانی خواہشین محدود ہوگئین اور چونکہ خواہش کا پیدا کر کے روک دیا جانا واقعی اک سخت تحمل اور ضبط کا کام تہا۔ جو دوسری انواع کی قوتون سے باہر معلوم ہوتا تہا لہذا اس خدمت کے سزاوار یہی نوع مانے گئے اور اسی بڑی خدمت کے اعزاز کے سبب باقی تمام انواع حیوانی مین ممیز ہوکر ممتاز گردانی گئی اور اشرف المخلوقات کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہی نوع۔ نوع انسان کہلائی گئی۔

لیکن معطی حقیقی نے خصوصیت کے ساتھ ہر ایک نوع حیوانی کو ایک ایک خاصہ عطا فرمایا ہے جسکے سبب وہ ہر ایک بھی اپنی باقی انواع سے ممیز ہوگئی ہے۔ اور چونکہ وہ نوع اک خاص کام کے واسطے وضع کی گئی ہے لہذا اوسپر کاربند ہوکر

اوسکی دائرہ مین اپنی حیات عارضی صرف کردیتی ہے۔ اس مضمون کی تصدیق مذہب ہنود کی ایک معتبر کتاب منوسمرتی سے بھی ہوتی ہے اوسمین لکھا ہے کہ برہماجی نے سب سے پہلے جس جاندار کو جس کام کے لیئے پیدا کر دیا آیندہ اوسکی نسل اوسی کام کے ساتھہ مخصوص ہوگئی مثلاً شیر کا بچہ ہمیشہ شیر کی خاصیت مین اور بکری کا بچہ ہمیشہ بکری کی خاصیت مین پیدا ہوتا ہے مگر قوت مدرکہ نہونے کے سبب وہ نوعین ایک دوسرے کی جبلت اور خاصیت دریافت نہین کرسکتین اور اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے عادات اختیار کرنے سے مجبور ہین البتہ انسان اپنی جبلی فطرت اور قوت مدرکہ کی بدولت اکثر بلکہ تمام حیوانی اطوار اور خواص سے واقفیت رکھتا ہے اور حاصل کرسکتا ہے مگر یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ نقسم حقیقی اگے تقسیم کئے ہوے خاصہ اپنے اپنے نوع کے واسطے بہتری کے ساتھہ مخصوص مانے گئے ہین کیونکہ خداوند تعالی کا کوئی فعل حکمت اور بھلائی کے نتیجہ سے خالی نہین ہے اور وہ ہر امر کے نتیجہ سے واقف ہے اسلئے کہ وہ سب فعل اور فعلون کی نتیجہ اوسکے قائم کئے ہوے ہین اور وہ قادر مطلق۔ حکیم۔ دانا

اور عالم الغیب سے ہے) مگر وہی اطوار اور خواص جو ایک نوع کے
واسطے ہنر تھے دوسری نوع کے واسطے غیر ضروری اور مضر
بلکہ بعض موقعون پر باعث ہلاکت ہوتے ہین۔ اکثر انواع کے خاصہ
جن سے ایک نوع کو راحت پہونچتی ہے دوسرے کیواسطے ضد
واقع ہوے ہین جو باعث کلفت و ہلاکت ہین۔

عقل فی نفسہ ایک جوہر لطیف ہے جو دریافت ماہیات اور
اکتساب حسنات کے لئے بمنزلۂ آلہ باطنی کے ہے اور اک حالت
محویت مین انسان کے متعلق کی گئی ہے (وہ خود یہ نہین جانتے
کہ مین اس مادہ مین کس غرض سے بھیجی گئی ہون) اُسکا خارج
مین کوئی وجود نظر نہین آتا ہے۔ مگر باطن مین اوسکو
انسان کے دل ودماغ سے ایسا تعلق ہے جیسے وزیر کو
بادشاہ کے ساتھہ۔ عقل اور فطرت مین اسقدر ضرور فرق ہے
کہ عقل کو انسان کی پیدایشی حالت سے کچھہ سروکار نہین
یہ اک قوت مدرکہ خارج سے انسان کے متعلق ہوتی ہے
اسکی ترقی انسان کے خارجی اسباب علوم مشاہدہ۔ تجربہ وغیرہ
پر موقوف ہے اور فطرت انسان کی پیدایشی۔ مادہ ساتھہ پیدا
ہوتی ہے اور اوسکو انسانی مادہ تخلیق سے واسطہ ہوتا ہے۔

چنانچہ میبذی وغیرہ مین بہت صاف اور طول طویل مباحثون کے
یہ مضمون تحریر ہے +

انسان مختص ہی نفس ناطقہ کے ساتھ اور نفس ناطقہ کہتے ہین اوس کمال اول کو جو جسم طبعی کے واسطے
ہوتا ہے اور وہ کمال صاحب آلہ ہوتا ہی واسطے ادراک امور کلیہ اور جزئیہ مجردہ کے پس اوس
نفس ناطقہ کے واسطے (بنظر اُن آثار کے جو اوسمین پائی جاتے ہین) دو قوتین ہین پہلی قوۃ عاقلہ ہے
جس سی نفس ناطقہ امور تصوریہ اور تصدیقیہ کو جانتا ہی اور اس قوت کو عقل نظری کہتی ہین اور دوسری
قوۃ عاملہ ہی جو انسان کے بدن کو اعمال جزئیہ کی طرف حرکت دیتی ہی بسبب فکر کے جیسے انسان
نے فکر کی اور اوسکی فکر سے یہ اعتقاد پیدا ہوا کہ بمبئی سی کلکتہ میری لئے بہت اچھا ہی یہ اعتقاد کرکی
اپنی جسم کو کلکتہ کی طرف حرکت دی اس قوۃ عاملہ کو عقل عملی کہتی ہین) اور نفس ناطقہ کی لئے (بلحاظ
قوۃ عاقلہ کے) چار درجہ ہین پہلا یہ کہ وہ نفس تمامی معقولات علم حصولی سی خالی ہوتا ہی ہان اتنا فرق
ہے کہ وہ اپنے آپ کو جانتا ہی لیکن یہ علم حضوری ہے اسیواسطے اوپر علم حصولی کے قید لگا دی
گئی - ہان استعداد اوسکو اون معقولات غیر حاصلہ کے حصول کی بالقوۃ ہی اس درجہ کو عقل
ہیولانی کہتے ہین اور دوسرا درجہ یہ کہ جب وہ نفس جزئیات پر حس ڈالتا ہی تب اوسکو
معقولات بدیہیہ حاصل ہوتے ہین اور استعداد اس بات کی حاصل ہو جاتی ہی کہ وہ ان
امور بدیہیہ سے نقل کرے طرف امور نظریہ کی اس کو عقل بالملکہ کہتے ہین اور تیسرا مرتبہ
یہ ہے کہ نفس ناطقہ امور نظریہ کو حاصل کرلے ولیکن اون امور نظریہ کا مطالعہ و معاینہ نکری
بلکہ وہ امور اوسکے خزانہ ذہن مین جو کہ ایک قوۃ ہے قوی باطنہ سے مجتمع رہین اس کو
عقل بالفعل کہتی ہین اور چوتھا درجہ یہ ہی کہ وہ نفس ناطقہ اپنی معقولات مکتسبہ کا مطالعہ کیا کرے
اسکو عقل مطلق کہتے ہین اور عقل بالملکہ جو دوسری درجہ کا نام ہے اگر نہایت اور اقصی مدارج
مین پہونچ گئی تو اوسکو قوۃ قدسیہ کہتے ہین -

(ہذا الملخص ما فی المیبذی فصل فی الانسان) از مولوی نظامی جبلپوری

چونکہ خلقت انسان مادۂ حیوانی سے ہے اسلیئے اسکی فطرت فطرت حیوانی سے علحدہ نہین ہو سکتے پس اسکا میلان طبع افعال وخواص حیوانی کی طرف ہوتا ہے۔ (یہ ضرور ہے کہ جس طرح دوسری انواع کو ایک ایک خاصہ عطا ہوا ہے اسیطرح یہ بھی خاص امور کا پابند یکیو اسطے مختص ہے) چونکہ کبھی مادہ فطرت نفس ناطقہ پر غالب آکر انسان کو افعال حیوانی کے اکتساب کرنے کی طرف متوجہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اور ناواقف انسان فطرت کے غلبہ سے بہت جلد آزادانہ افعال حیوانی کا مرتکب بنجاتا ہے۔ مگر افعال حیوانی بہت سے ایسے ہین جو انسان کے واسطے باعث ہلاکت ہین اور انسان اون سے بیخبر ہے۔ اسلیئے نیکی پسند منصف کامل اور منتظم حقیقی نے خیر اندیشی کے ساتھہ اون افعال سے باز رکھنے کے واسطے انسان کو عقل عطا کی اور چونکہ عقل مخلوق یعنی ممکنات مین سے ہے لہذا اُسکے خطا کرنے پر کوئی شئے مانع نہین ہوسکتی اسلیئے عقل کو خطا سے محفوظ رہنے کے واسطے ہادی (یعنی رسول) اور مصلح پیدا کیئے (جنکو حکماء کی اصطلاح مین ناموس اکبر اور حکیم باطن کہتے ہین اور یہانتک بحر رحمت موجزن ہوا کہ وہ ہادی اور مصلح انسان کے ہمجنس پیدا کیئے تاکہ اون کی ہدایت اور اصلاح

زیادہ تر موثر ہو۔
چنانچہ بیشمار پیغمبر اور ہادی اور مصلح وقتاً فوقتاً بنی آدم مین پیدا
کئے گئے اور بہت سے برگزیدہ اشخاص رہنمائی کرنے والے
(اور نفس انسان کو اون کامون سے بچانے والے جنکے نتیجے
انسان کے حق مین مضر متصور تھے) ظاہر ہوئے۔ جنہون نے
ہزارون لاکھون کرورون بلکہ بیشمار راہ سے بھٹکتے ہوئے
بنی آدمون کو منزل مقصود تک پھونچایا اور مطلق العنانی
سے انسان کو جوکہ تمامہ صفات حیوانی سے موصوف ہو رہے
تھے باز رکھا۔ علوم سکھائے۔ انسانی عقلون کو بیدار کیا
ہر امر کے نتیجہ سے آگاہی دی۔ تہذیب نفس کے ساتھہ اونکو
اون فرائض کی طرف متوجہ کیا جنکے واسطے اون کی آفرینش
ہوئی تھی اور انسانون کو انسانی حقیقت سمجھائی۔ اون ہادیون
پیغمبرون اور مصلحون کے پند و نصائح (جوکہ دراصل خاص خدا
کی طرف سے ہوتی ہین) وہی امور ہین جو بندہ اور معبود کے
درمیان روح اور دل کیواسطے سے قائم ہین اور انہین امور
اور ہدایات کی پابندی کا نام عام لوگون مین مذہب ہے

مذہب کے معنی ہین چلنے کی جگہ مگر عوام مین کسی رہنما کی پیروی کو کہتے ہین۔

اور مذہب کے احکام کو شریعت کہتے ہین اور انہین احکام
کے مکتوبی مجموعہ کا نام کتاب مذہب رکھا گیا ہے ۔ دراصل مذہب
کا خاص مدعا اور منشا وہ تہذیب نفس انسان ہے جو کہ اوسکو
عام خواص حیوانی سے بچاکر رتبہ انسانی پر فائض کرے ۔

سر سید احمد خانصاحب جو کہ علیگڈرہ کے محمڈن کالج (مدرسہ) کے
قائم کرنے کی وجہ سے یا اپنے نیچری خیالات کے سبب سے
(عام اس سے کہ وہ خیلات برائے کے ساتھ ہون یا بہلائی
کے ساتھ) فی زماننا ہندوستان مین بہت شہرت رکھتے ہین
حضرت موصوف کا ایک لکچر (لکچر اسلام) کے نام سے جو کہ لاہور
کے مطبع مجتبائی مین چھاپا گیا ہے میری نظر سے گذرا ۔ واقعی
جناب ممدوح نے عجیب وغریب دور اندیشیون کے خیالات
اور اکثر ذومعنی لفظون کی بندشون کے ساتھ نہایت عمدہ مضامین
سلیس زبان مین ارشاد فرمائے ہین ۔ مذہب اسلام کی حقیقت
خوب تحریر فرمائی ہو مگر جبلی فطرت کے باعث سے اپنی چلتی مین
کمی نہ کرسکے اور آخر پہلے ہی صفحہ کی دسوین سطر مین ایک لفظ
(ازلی) دخل در معقولات کی طرح اضافہ فرماہی دیا اور لکچر مین
وہ عبارت اسطرح تحریر فرمائی یہ منصب رسولونکا تہا ۔ اور

آخر کو جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلعم پر جن کا ازلی مذہب خدا ابد الآباد تک قائم رکھی مین کہتا ہون کہ یہان (ازلی) کی ضرورت کیا پیش آئی تہی - کیا رسول خدا صلعم کا کوئی مذہب دوسرا بہی تہا جو ازلی کی تخصیص فرما کر سید صاحب نے ایک کو دوسرے سے جدا کیا - اگر تاکید منظور تہی تو اس سے زیادہ اور کیا تاکید ہو سکتی تہی کہ (حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا مذہب) مگر انسانی فطرت کا خاصہ یہی ہے کہ جب تک ایجا د بندہ نہو خوبی نہین پیدا ہوتی - ظاہر ہوتا ہے کہ اس لفظ کی بنیاد اس وجہ سے ڈالی گئی ہے کہ جسکے سہارے سے کہین کسی دوسری بات کی دیوار اوٹہائی جائے - واضح رہے کہ سید صاحب نے یہ لکچر اسواسطے بیان فرمایا تہا کہ عام مخلوق کو ظاہر ہو جاے کہ سید صاحب کا کیا عقیدہ ہے اور اسلام کی بابت اونکی کیا راے ہے - اسمین شک نہین کہ اسلام کی حقیقت ایسی بیان فرمائی ہے جیسا کہ حق ہے مگر اس سے اونکو کیا حاصل کیونکہ وہ آخر مین اپنے تمام مضمون کا نتیجہ اور تقریر کا حاصل ان الفاظ کے ساتہہ بیان فرماتے ہین

کہ پس جو مذہب ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہین اون کی

صداقت کی یہی معیار ہو سکتی ہے کہ اگر وہ مذہب فطرت انسانی

یا نیچر کے مطابق ہے تو سچا ہے اور اس بات کی صاف دلیل ہو
کہ وہ مذہب اوس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے
اور اگر وہ مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خِلقت اور اون قوی
کے جو انسان مین ہین اور اون حقوق کے جو اُن قوی سے انسان
کے لئے پائے جاتے ہین اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ
مندی مین لانے سے باز رکھتا ہے۔ تو اس بات مین شبہ ہوتا
ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا بھیجا ہوا نہین ہے جس نے انسان
کو بنایا ہے۔ کیونکہ ہر شخص اس بات کو غالباً قبول کریگا کہ مذہب
انسان کے واسطے بنایا گیا ہے۔ اور اگر اسکو اُلٹ دو اور
یون کہو کہ انسان مذہب کے لئے بنایا گیا ہے تو بھی متحد نتیجہ پیدا
ہوتا ہے۔ پس مین نے مذاہب کی صداقت دریافت کرنے کی
لئے اور مذہب اسلام کی صداقت کی جانچ کے لئے بھی یہ اصول
قرار دیا ہے کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہے یا نہین۔ جو انسان
مین بنائی گئی یا انسان مین موجود ہے اور مجھکو یقین ہے کہ اسلام
اس فطرت کے مطابق ہے یہانتک عبارت سید صاحب کے
لکچر کی ہے
ایک دوسری کتاب جسکا نام مطالعۂ فطرت یعنی دین طبیعی ہی

جو بابو شوشی چندر دت کی تصانیف سے ہے بابو صاحب بھی پنچے جھاڑ کے فطرت کے پیچھے پڑے ہین - خدا جانے فطرت کو یہ لوگ کیا تصور کرتے ہین بابو صاحب نے تو صاف تحریر فرمایا ہے کہ دنیا مین کوئی کتابی مذہب یا الہام سچی حقیقت کی تعلیم نہین کرسکتا پس ہماری فطرت ہمارے واسطے پیغمبر ہے فطرت کی اوراق ہمکو مذہب کی کتاب ہین مین ان دونون حضرات کے جواب اور اور جو انکے پیرو ہون اور ایسے عقیدہ کے پابند ہون اونکے بھی جواب مین اپنے خیالات یون ظاہر کرتا ہون کہ مذہب وہی ہے جو فطرت انسانی کی متابعت نکرے کیونکہ فطرت پیدا ہوئی ہے انسان کے مادہ کے ساتھہ اور انسانی مادہ ہے دراصل مادۂ حیوانی پس فطرت انسانی بھی فطرت حیوانی سے علاحدہ نہین ہوسکتی - اگر واقعی مذہب فطرت کے مطابق ہوتا تو مذہب کی دنیا مین ضرورت ہی کیا پیش آتی اور گناہ اور ثواب اور فرمانبرداری اور نافرمانی کی نوبت جسکا نتیجہ تمام دنیا کے مذاہب کے احکام کی بموجب تکلیف اور راحت یعنی دوزخ اور جنت مشہور ہے کیون ہوتا کس لئے کہ حیوان جو اپنی فطرت سے اپنے فرائض معینہ کے پابند ہین اونکے واسطے کوئی مذہب نہین نہ اونکا کوئی رہنما

اور نہ وہ عذاب ثواب کے مخمصہ مین مبتلا نہ گنہگار†نہ تفکرات دین و دنیا مین گرفتار۔ اسی طرح انسان کی حالت بہی ہوتی کیا حیوان مین فطرت نہین۔ فطرت حیوانی اور فطرت انسانی کیا جدا جدا ہین کبہی نہین۔ کس لئے کہ انسان بہی فی نفسہ حیوان ہی اسکا مادہ بہی اونہین حیوانات کے ساتہہ اور اونہین کے طریقہ پر ترکیب پایا ہے جنکو حیوان مطلق کہتے ہین (اسمین تمام دنیا کے حیوانات شامل ہین) پہر انسان کی فطرت کس طرح فطرت حیوانی سے جدا ہوسکتی ہے اور فطرت حیوانی اس امر کی مقتضی ہے کہ بالکل آزادانہ اپنی خواہشین پوری کی جائین مثلاً کوئی حیوان جب غلبہ شہوت سے بیتاب ہوتا ہے اوسکے نوع کے جو مادہ اوس کے سامنے آتی ہے اوس سے جفتی کرتا ہے اور اپنی ہوس کو پورا کرتا ہے۔ چاہے مادہ وہ حیوان ہو جسکے بطن سے یہ خود پیدا ہوا ہی یا اوسی کے نطفہ سے کوئی پیدا شدہ ہو۔ اور وہ اس فعل سے نہ نادم ہوتا ہے نہ گنہگار کیا یہ فطرت کا مقتضی نہین تہا؟ جو حیوان سے ظہور مین آیا۔ اور اسیطرح کی بے شمار مثالین ہر انسان اپنے جی مین خود سوچ سکتا ہے۔ تو کیا یہ فعل اور ایسی فطرت انسان کے واسطے

† بابو صاحب بہی اپنی تصانیف مین مقر ہین کہ حیوان مطلق گناہ سے مبرا ہین۔

کوئی بھلائی کی بات ہے ؟ ہان فطرت کے پیروؤن کو اس قانون
سے حظِ نفس تو ضرور حاصل ہوا ہوگا - کیونکہ انسان حریص ہوتا ہے
اوس امر کی طرف جس سے وہ منع کیا جاوے - اس لیے فطرت
کے مقلدون کو ماننا پڑے گا کہ فی نفسہ فطرت کو مذہب کے امور
مین دخل نہین اور مذہب ہمیشہ اقتضاے فطرت کے خلاف
ہوتا ہے بلکہ فطرتی افعال کی اصلاح اور درستی کے واسطے مذہب
کی ضرورت پیش آتی ہے اگر صرف فطرت ہے انسان کی تہذیب
نفس کے واسطے کافی ہوتی تو عقل کیون دی جاتی - انسان
کو عزت فطرت کی بدولت نہین ہے بلکہ اسی جوہر عقل کے سبب
اس نے تمام مخلوقات پر شرف پایا ہے اور عقل کے معنی لغت
مین (باندہنا) بھی تحریر ہین - بیشک انسان کی فطرتی آزادی
باندھی گئی ہے اور محدود کردی گئی ہے عقل کا کام ہے کہ جو خیالات
انسان کے دل مین پیدا ہوتے ہین وہ اون خیالات پر غور کرتی
ہے جو انسان کے مفید ہوتے ہین اونکی پیروی کی اجازت
دیتی ہے اور جنکا نتیجہ بُرا ظاہر ہونے والا ہوتا ہے اون سے باز
رکھتی ہے - بابو صاحب اور سید صاحب اگر لفظ فطرت کی جگہ
لفظ (عقل) تحریر فرماتے تو کسی قدر اونکے کلام کو استواری ہوتی

اور اگر کہا جاے کہ عقل کو ہی فطرت کہتے ہین تو بابو صاحب خود
کتاب مطالعہ فطرت کی ستائیسوین صفحہ مین مان چکے ہین کہ عقل
اور فطرت جداگانہ دو قوتین ہین جنکے کام بہی علٰحدہ علٰحدہ
ہین۔ اور سید صاحب بہی ضرور اسکے مقر ہونگے کہ عقل اور فطرت
مین کچھہ فرق ہے۔

مذہب کا رواج دنیا مین دو طریقہ پر ہوتا ہے۔ ایک ہادی یا
پیغمبرون کی ہدایت سے۔ دوسرے چند حکماء کی جمہوری اتفاق سے
اہل اسلام نے ہادی یا رسول دنیا مین دو طرح کے تصور کئے
ہین۔ ایک مرسل+ دوسرے غیر مرسل۔ مرسل وہ ہین جو در اصل
حسب فرمان رب العزت بنی آدم کی اصلاح نفس کے واسطے
دنیا مین معمور ہوے ہین۔ اور اونپر وحی+ نازل ہونا لازمی امر ہے
اور وقتاً فوقتاً اون سے معجزے+ ظہور مین آتے ہین۔
ایک بڑی بات یہ بہی ہے کہ رسول مرسل کے نزول کے بعد پہلی
شریعت کے احکام (جو کہ انسانون کی مطلق العنانی کے سبب فعال

+ وحی ایک قسم کی حالت خاص خدا کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔ اوسمین امر ونہی کی بابت حکم ہوتا ہے یا کسی خاص امر کے تردد کے وقت ہدایت ہوتی ہے اور اس کا ظاہر مین کوئی ظہور نہین ہوتا ہے صرف قلب پر اثر پیدا ہوتا ہے۔

+ معجزہ اوسکو کہتی ہین جو کسی رسول خدا سے کفار کو طلب کرنے پر ایسا فعل بعید از عقل ظاہر ہو جو کہ امکانات بشری سے باہر ہو۔

حیوانی زیادہ ہو جانے سے فضولیات سے آمیز ہو جاتے ہین
اور فی الحقیقت احکام شرعی لاطائل اور بیہودہ باتون سے ایسے
چھپ جاتے ہین کہ گویا اونکا وجود ہی نہین رہتا تم منسوخ ہو جاتی
ہے۔ یہ منسوخی احکام ایسے نہین ہوتے ہے کہ جسمین اصول ملت
منسوخ ہون۔ نہین بلکہ اصول وہی قدیمی قائم رہتے ہین مگر وہ امور
جو در اصل مخلوق کی بہتری اور تہذیب کے واسطے مناسب
وقت جانکر اصول کے ساتھہ ملائے جاتے ہین جنکی پابندی کا
حکم بہی قریب قریب اصول کی پابندی کے ہوتا ہے۔ ازسر
نو تبدیل ہوتے ہین۔ چنانچہ آدم علیہ السلام سے اسوقت
تک بہت سی شریعتین تبدیل ہوئین مگر اصول ملت وہی قائم
ہین جو کہ ابو البشر آدم صفی اللہ کے وقت قائم ہوئی تہی۔
جیسا کہ کتب آسمانی توریت زبور۔ وانجیل۔ و فرقان سے ظاہر ہی
کہ علی الترتیب حضرت موسیٰ۔ و داؤد۔ و عیسیٰ۔ و محمد صلعم جلیل القدر
رسولون پر نازل ہوکر تبدیل ملل کا باعث ہوئی ہین۔
پیغمبر غیر مرسل وہ لوگ کہلاتے ہین جنکو خدا نے مخلوق کی ہدایت
کے واسطے نہین حکم فرمایا۔ مگر کسی شعبدہ مثل نیرنج وطلسم وغیرہ
پر وہ لوگ مہارت کلی پیدا کر کے مخلوق کو معجزہ کے نام سے

دکھا کر اپنی طرف متوجہ کرتے ہین اور جب مخلوق کسیقدر اونکی طرف
متوجہ ہوتی ہے تو وہ کچھ نئے اصولون کے ساتھ خلقت کو
تعلیم کر کے اپنا پیرو بنا کر نئے مذہب کے بانی ہو جاتے ہین
ایسے بہت سے لوگ زمانہ قدیم مین گذرے ہین جنکے ایسے
ہی سبز باغ لگائے ہوے بعض بعض آبادیون کے سادہ لوح
انسانون کو ضلالت کے ظاہری نسیم کے جھونکے (جو دراصل
باد سموم کی آندھیون کے طوفان ہین) کھلا کھلا کر بوستان عالم
کے ظاہر ایسی صاف روشون پر سیر کرا رہی ہین جیسکہ راہزن
اور بٹ مار لوگ ناواقف مسافرون کے بہکانے کو شاہراہ
کے خلاف نخلستانون اور بیابانون مین ہموار اور ستھری ایسی راہین
بناتے ہین جو تھوڑی دور تک جاکر ناپید ہوجاتی
ہین مگر مسافر اون کو دیکھکر اپنی منزل پر پہونچنے کا ذریعہ
قوی تصور کر کے اوسطرف چلتے ہین آخر حیران و پریشان ہنکر رخت
وسامان بلکہ اپنی جان سے بہی ہاتھہ دہوتے ہین۔ ایسے مذاہب
مین ہواے نفسانی کے امور کسیقدر آزادانہ ترقی پذیر رہتے
ہین اور اونکے رواج پانے کا یہی امور بڑا سبب ہوتے ہین
لیکن ان جھوٹے رویون کے بانی اکثر عقلا اور حکما کی مد مین ضرور محسوب

ہوتے ہین۔ کیونکہ اونکی دانائی اورحکمت مشہور زمانہ ہوکر اونکو مرجع خلائق بناتی ہے۔

دوسرا جمہوری طریقہ بنیاد ملت کا یہ ہوتا ہے کہ چند عقلا ملکر مخلوق کے اطوار اور کردار اور عقائد وغیرہ درست کرنے کے واسطے کوئی مجموعہ احکام یعنی قوانین تہذیب ترتیب دیتے ہین۔ جو مرغوب خلائق یا باوشاہی حکم کو مطیع ہونی کی وجہ سے رواج پاتے ہین۔ انمین ضرور کسی قدر اچھی باتین بھی ہوتی ہین۔ مگر یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ امر الٰہی کی طرح ہر طور پر مفید ہون۔ کیا عجب کہ اونکی بھلائیان اوسی طرح کی صاف راہین ہون جیسے ٹھگون کی راہ ناتمام۔ البتہ پیغمبران مرسل کے بتائے ہوے راستے کبھی بنی آدم کو ادہر مین نہین چھوڑتے۔ اونکی پابندی کرنے والا منزل مقصود کو پہونچ جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت خداوندی کا بڑا فرض یہی ہوتا ہے کہ انسان کو خصلت بہائم سے تمام وکمال بچاکر اوس کو اوس صفت کا مصداق بنا وے۔ جسکے سبب سے وہ انواع حیوانی مین ممتاز ہوا ہے۔ تاکہ اشرف المخلوقات کا خطاب اوسپر صادق آجاے۔

پیغمبران غیر مرسل کے چند ملل کا حال المجوس جلد اول الھند

مین گذر چکا ہے۔ باقی آیندہ اپنے اپنے موقع پر بیان ہوگا انشاء اللہ تعالے۔

جمہوری مذاہب کے نمونہ مثل مذہب بودہ اور مذہب وید اور مذہب پوران۔ اور بعض گروہ تثلیث وغیرہ موجود ہین جنکا حال مفصل مناسب مقامات پر ناظرین کی نظر سے گذریگا۔

وید۔ آریہ۔ غیر آریہ

جب انسانی روح کو جسم کے ساتھہ ایک خاص مدت تک متعلق ہونا پڑا اور عالم علوی سے عالم سفلی مین قیام نصیب ہوا۔ تو اوسکی اوس راحت اور آزادی مین بڑا فرق پڑ گیا جو کہ عالم بالا پر حاصل تہی۔ اس راحت کے چھن جانے کے سبب اوسمین یکبارگی وحشت پیدا ہو گئی اور وہ گہبرا کر اس امر کے خواہشمند ہوے کہ کسی طرح پہر اوس آزادی اور راحت کو حاصل کرے۔ چونکہ جسمانی تعلق ہونے کے بعد اوسکو عقل بہی مل چکی تہی۔ لہذا عقل کی مدد سے وہ اپنے مدعا کے حصول کے لیئے کچھہ غور و فکر مین مصروف ہوے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس

جسمانی تعلق کو سلامت روی کے ساتھہ گذارنے کے واسطے اوسکو
چند طریقون اور پابندیون پر مجبور ہونا پڑا اور وہ پابندیان اور
طریقہ خود اوسکی عقل نے تجویز کر لیئے۔ اور باوجود اس بات
کے کہ عقل پوری روشن نہونے کی وجہ سے اوسکے مجوزہ قوانین
اور آئین اوسکی روح کو حقیقتاً راحت ابدی پہونچانے کا
کافی سبب نہوسئے۔ کیونکہ ناقص عقل کی تلاش اور تجویز بھی نقص
سے خالی نہین ہوسکتی۔ تاہم بغیر طریقہ معینہ کے انسانی روح
کو دنیا مین رہنا دشوار ہوا (واقعی انسان چاہے ظاہرا کیسا
ہی آزاد ہوجاے مگر پھر بھی چند ایسے ضروری امور کے ساتھہ
پابند رہیگا جنپر آزادی کی پوری تعریف صادق نہین آسکے
گی۔ کیونکہ درحقیقت وہ آزادی بھی چند ضروریات کی پابندی
پر موقوف ہے) اسی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ انسانی روح
اپنی زندگی سلامت روی سے گذارنے کے واسطے کچھہ طریقہ
اور ڈھنگ مقرر کر لینے پر مجبور ہے جنکی وجہ سے اوسکو
کسی قدر اطمینان اور راحت ابدی ہوتی ہے اور اوس روح
کی وہ وحشت (جو اوسکو جسم کے تعلق سے پیدا ہوئی ہے)
کسیقدر کم ہوتی ہے۔

یہ ضروری امر ہے کہ تمام انسانون کے مجوزہ آئین اور قیود بوجہ ناقص العقلی کے برائی سے بچ نہین سکتی ہین۔ لہذا خداوند تعالے۔ رحیم و دانا نے چند انسانون کو عقل کا مادہ زیادہ عطا فرمایا تاکہ عام لوگون کے مجوزہ قوانین کی اصلاح کرین۔ (دنیامین یہ لوگ اکثر حکماء اور دانا کے نام سے مشہور ہوئے ہین) اون مصلحون نے فقط تنہا اور اکثر چند حکماؤن نے ملکر بالاتفاق بہی کچھہ قوانین مرتب کرکے انسانونکو (انسانی بہلائی کیواسطے) اونکی پابندی کی تعلیم کی۔ جبکہ کاروبار دنیاوی اسقدر زیادہ اور نتیجہ خیز ہوگئے کہ حکماء اور معمولی مصلحون کا انتظام تہذیب نفس انسانی کے واسطے کافی نہوسکا (کیونکہ وہ حکماء بہی حقیقتاً تمام وکمال عقل سلیم نہین رکھتے ہین۔ البتہ علم کی بدولت اونکو کسیقدر صفائی قلب زیادہ حاصل تہی) تو منصف حقیقی نے حجت تمام کرنے کے واسطے اونہین بنی آدم مین سے چند اشخاص ایسے پیدا کردیے جنکو عقل سلیم عطا فرمائی اور اونکو اپنے رسول یا پیغمبر اور نبی کے خطاب سے ممتاز کرکے تمام بنی نوع انسان کی بہلائی کے لیئے چند قوانین کا خود حکم دیکر انسانون کی ہدایت کے واسطے مقرر کیا۔

اب ہم پہلے اون قوانین کو بیان کرتے ہین جنکو اہل کتاب† نے حکمار کا ترتیب دیا ہوا تحریر کیا ہے۔

تہذیب نفس انسان کے اون ہدایت نامون اور قانونون مین سے جنکو حکماء نے ترتیب دیا ہے ایک وید ہے جو ہندوستان مین قوم ہنود کی ایک مذہبی کتاب یا اونکے خیال کے موافق آسمانی ہدایت نامہ کہلاتا ہے۔ اس مجموعہ مین زیادہ تر خدا کی حمد و ثنا اور عبادت کے طریقہ اور دنیاوی کاروبار کے ڈہنگ۔ آپس کے برتاؤ۔ باہمی متعلقات اور ہمدردی وغیرہ کا ذکر ہے۔

واضح رہے کہ قوم مذکور اس امر کو یقین کے ساتہ مانے ہوے ہے کہ یہ ہدایت نامہ ابدالآباد سے باری تعالی کا مقرر کیا ہوا ہے اور مخلوق کو تعلیم کیا ہوا ہے۔ لیکن بڑے مشکل اور تعجب کی بات ہے کہ وید نہ کسی پیغمبر کے نام سے نامزد ہے نہ کسی اونکے مقبول دیوتا نے اونکو پہونچایا ہے۔ اونکا عقیدہ ہے کہ اون کے یقین کئے ہوے خداے برتر نے خود پیکر انسانی مین جلوہ افروز ہوکر مخلوق کو تعلیم کیا ہے۔ پیکر انسانی کی تصدیق وہ لوگ اسطرح بتاتے ہین کہ اونکے رب نے چند مرتبہ آسمان سے زمین پر انسان کی شکل مین رونق افروز ہوکر اپنے آپ کو اوتار کی

† اہل کتاب یہودی۔ داؤدی۔ نصارا اور مسلمانونکو کہتے ہین۔

نام سے ظاہر کیا۔ جن سے انسانی حالت مین تمام افعال واطوار انسانی بہی مثل دوسرے انسانونکے ظہور مین آتے تھے۔ اونھون نے دنیا کا انتظام بہی کیا اور احکام کی تعلیم بہی کی۔ فرقہ موصوف اس امر کا مدعی ہے کہ ہماری نسل اور ہماری آسمانی شریعت ابدالاباد سے (جسکے ابتدا لاکھون اور کرورون برس اور اس سے بہی زیادہ مدت سے جسکا شمار وہ خود نہین تبا سکتے) قائم ہے لیکن یہ دعوی اونکا صرف اونکے دل ودماغ کے احاطہ کے اندر ہی چکر کھا رہا ہے وہ اسکا نہ عقلی ثبوت پہونچا سکے نہ نقلی۔

انسان ضعیف البنیان نے دنیا کے بہت سے امور اور اسباب کی حقیقت ازروے علم وتجربہ دریافت کی ہے اور ایسے ایسی گنج کاویان کی ہین کہ خود جنکا نتیجہ اپنی اہم اور دشوار ہونے پر دال ہے مگر ہمت اور ارادہ کی مدد سے اونہون نے اوس دشواری کو حل کیا ہے۔ چنانچہ وید کے تحقیق کی بابتہ بہی کوشش رائیگان نہ گئی۔

تحقیقات سے اس مجموعہ کی تالیف اور تصنیف اور ترتیب اس طرح دریافت ہوئی ہے کہ ہندوستان کی سب سے پچھلی راج گدی اجودہیا پر ایک راجہ مہاراج فرمانروائی کرتا تھا اوسوقت

اسکا مفصل حال اجاؤنکی حالات مین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی

مین ہندوستان بنی آدم سے بھرا ہوا تھا اور آسایش کے اسباب
اور زراعت وغیرہ کچھہ کچھہ رواج پا چکی تھی - یہ لوگ آریہ تھے
نہ اوسوقت مین آریاؤنکا روے زمین پر وجود تھا - ان باشندگان
ہند کا مذہب توحید مطلق تھا مگر اصول بودہ کا رواج بھی چھوٹی باتون
تمام پھیلا ہوا تھا اسے زمانہ مین عجم کے تخت پر جمشید بادشاہ اپنی
عظمت وجلال سے مخلوق کو تھلکہ مین ڈال رہا تھا - اطراف عرب
مین شدید اور شداد بادشاہون کے پھریرے لہراتے
تھے - مصر کی بادشاہت کو طولیس کی حکومت سے زینت تھی -
چین کی سرزمین مین یاؤ کے خاندان کے لوگ یکے بعد دیگرے
حکومت کر رہے تھے اور اس خاندان کی بادشاہی کا تخمیناً او سط
زمانہ محسوب ہوتا تھا - خطہ یونان کیطرف اہل فنیقیان کے قافلہ
سیاہ بادلونکی طرح امنڈے ہوے دمبدم چلے جا رہے
تھے اوسوقت مین ایک گروہ ممالک آلان[+] سے نکلکر فرقہ
آلانی کے نام سے مشہور ہوتا ہوا دیار خراسان اور مازندران
کی سیر کرتا ہوا سرزمین ہرات مین پہونچا جن ملکون اور
بستیون مین یہ گروہ گذرتا گیا کچھہ لوگ اون بستیون کے بھی
ضرور اسکے شامل ہوتے گئے - اسی طرح انکی تعداد ہر دم

[+] یہ بستیان ایشیا و روم مین کوہ قاف کے شمال پائی جاتی ہین

اور ہر لحظہ زیادہ ہوتی گئی - یہ زمانہ از روے تحقیق عیسٰی سے
دو ہزار برس قبل پایا جاتا ہے - اوسوقت ہرات کی زمین ۲۰۰۰ ق م
غیر آباد تھی سب سے پہلے جو آبادی وہان قائم ہوئی وہ
اسی گروہ کی تھی - جب یہ گروہ اوس سرزمین کو تر و تازہ
اور قدرتی فرحت افزا منظر دیکھکر مقیم ہوا تو وہ خطہ آلانیات
کے نام سے پکارا جانے لگا (یہی اوسکا پہلا نام ہے) چونکہ
اس گروہ مین بہت سے گروہون کی لوگ شریک تھے اور
دمبدم اسکی تعداد زیادہ ہوتی جاتی تہی لہذا اسکی زبان
بہت سے ملکون کی زبانونکا مجموعہ ہوگئی تہی اور فی نفسہ ایک
مرکب زبان نئے طور پر معلوم ہونے+ لگی - اس گروہ مین جس فرقہ
کے لوگ زیادہ ہوتے گئے وہ اپنی روزمرہ کی ضروریات رفع
کرنے کیواسطے آپس مین اپنی قدیم ‡زبانونکا استعمال بہی کرتے
رہتے تھے -

جبکہ یہ مجمع زیادہ ہونے لگا تو مدبران قوم نے معاملات زیادہ

+ یاد رکہنا چاہیے کہ وید اس زبان مین نہین لکہا گیا ہے بلکہ یہ وہ زبان ہے
جسمین بودہ پوران وغیرہ یا دوسری سنسکرت کتابین لکہی گئی ہین -

‡ یہ مختلف زبانین ہند مین رواج پاکر خدا جانے کیا سے کیا ہوگئی ہین انکو پراکرت کہتے ہین

ہوجانے کے سبب تجویز کے کہ کچھہ قواعد رفع احتیاج خلق کے
واسطے مقرر ہونا چاہیین جس سے آپس مین فتنہ و فساد نہونے
پائے اور سب ایک سیدھے راستے پر چلنے کی کوشش کرین
انسانی تہذیب کی ترتیب ہونی چاہیے۔ اس خیال کو قائم کرکے
تقرر قوانین کا سلسلہ شروع کردیا اور ہر نئے امر کے واسطے
ایسا کچھہ قرار پایا کہ ایک نیا کام پہلی مرتبہ تجویز ہوکر جسطرح
انجام پائے آیندہ ہمیشہ اوسکا وہی طریقہ برتاؤ مین رکھنا چاہیے
چنانچہ عیسیٰ سے دو ہزار برس قبل خراسان سے نکلتے وقت
یہ انتظام شروع ہوگیا تہا۔ بعد ازان یہ گروہ مازندران مین اکر
براے چندے مقیم ہوا۔ چونکہ وہان کے باشندے نہایت
قوی ہیکل اور مہیب شکل کے انسان تھے اور قوت وطاقت
مین بھی اپنا نظیر نہین رکھتے تھے لہذا اس گروہ پر بعض مازندرانی
لوگ بطور حاکم قابض ہوگئے اور حاکمانہ تصرف کرنے لگے
یہ گروہ اونکا مطیع اور فرمانبردار بنگیا۔ بعد ازان جب خطہ ہرات
کی طرف کوچ کیا تو مازندرانی بھی حکومت کرتے ہوے انکے
ساتھہ آئے۔ اب اون قواعد مین ان حاکمون کے اسقدر مداخلت
ہوئی کہ وہ قوانین خاص افسرون یعنی مازندرانیونکی زبان⁺ مین

⁺ اسی لیے وید کی زبان کو دیوبانی کہتے ہین۔

لکھی گئی۔
الغرض تمام شامل شدہ انسانون سے جو مختلف گروہون کی قوانین اور باتین حاصل ہوئین اونمین سے مفید اور بہتر چن چن کر جمع کی گئین (اونکی حفاظت اور یادداشت کے واسطے خاص لوگ جوکہ عقیل تھے مقرر ہوے۔ رفتہ رفتہ وہ لوگ اون قوانین پر اسقدر حاوی ہوگئے کہ بغیر اونکی مرضی کے یا اونکی تعلیم کے کوئی غیر اونکو سمجھہ نہین سکتا تہا کیونکہ وہ دیو لوگون کی زبان مین مقرر کئے گئے تھے اور تمام لوگون کی زبان اوس سے غیر یعنے سنسکرت تہی) اوس مجموعہ کا نام وید✝ رکھا گیا۔ اور چونکہ مازندرانی لوگ قوی ہیکل اور مہیب صورت کے زبردست انسان ہوتے تھے لہذا عام لوگ بلکہ تمام دنیا کے باشندے اونکو دیو✝ کے نام سے پکارتے تھے۔ اس لیئے اس گروہ مین بہی وہ لوگ دیو اور دیوتا کہلائے گئے اور چونکہ اونکی زبان مین وید کی ترتیب ہوئی ہے لہذا کہا جاتا ہے کہ وید دیوتاؤنکی زبان مین ظاہر ہوا ہے

✝ وید کی معنی علم۔ دانائی۔ واقفیت۔ دانستن وغیرہ۔

✝ تمام تواریخ چین وجاپان۔ وایران۔ وتوران۔ وشاہنامہ۔ وتاریخ تاتار۔ وبرما وسریا اس امر کو بخوبی ظاہر کرتے ہین کہ ساکنان مازندران دنیا مین دیو بولے جاتے تھے۔

گروہ آلانی جبکہ ہرات مین مقیم تہا وید کی ترتیب جاری تھی۔
تھوڑے عرصہ تک یہ لوگ وہان بود و باش کرتے رہے۔ چونکہ
اس گروہ مین مختلف اقوام اور غیر گروہون کے لوگ شامل
ہوتے جاتے تھے لہذا اختلاف تلفظ اور کثرت اجتماع زبانہاے
انسانی سے لفظ آلانیات (چونکہ بولنے مین زبان کو کسی قدر
سختی اور تکلیف بہی پہونچاتا ہے) بگڑنے لگا اور آلانیات
سے آلیانت اور بعدہ آلیات سے آریات مشہور ہوگیا۔
سکندر اعظم کے زمانہ تک خطہ ہرات کا نام شہر آریات
مشہور تہا اسکی تصدیق تاریخ اسکندری سے بخوبی تمام
پائی جاتی ہے۔ اوسمین چند مقام پر یہ لفظ تحریر ہے (اور اسی
طرح اوس گروہ کا نام بہی آلانیہ سے آلیہ اور آلیہ سے آریہ
تبدیل ہوگیا) چونکہ اب وقتاً فوقتاً زبانون اور تلفظون کے
ڈہنگ مین تبدیلیان ہوتی جاتی تھین لہذا لفظ آریات نے
بہی زمانہ کا دمبدم رنگ بدلتے ہوے دیکھکر اپنی حالت بدلنی
اختیار کی۔ یعنی آریات سے آرات ہی رہ گیا اور پہر اسپر بہی
قرار نہین ہوا آرات سے ہرات بنگیا جو اسوقت تک مستعمل
ہے۔ شہر ہرات کی بنیاد کسی طرح عیسیٰ سے اٹھارہ سو برس قبل

سے زیادہ نہین پائی جاتی۔

گروہ مذکور نے ہرات سے نکلکر گوشۂ جنوب و مشرق کی طرف بڑہا اور دریاے انڈس کو عبور کرکے پنجاب کی سیراب زمین کو اپنا مسکن بنایا یہ زمانہ قریب سولہ^۱۶^سو برس قبل عیسیٰ سے محسوب ہوا ہے۔ تاریخ ملک بہار کا مصنف اور ٹاڈ ہنٹر اور گلبرتہ صاحب مورخین اپنی تحقیقات مین تحریر کرتے ہین کہ اس گروہ کے پنجاب مین مقیم ہونے پر بہی وید کی تصنیف اور ترتیب جاری تہی کیونکہ مخلوق کی زیادتی کے سبب کاروبار کی کثرت ہوتی جاتی تہی اور اس کثرت کے باعث سے نئے قوانین کی ضرورت پیش آتی تھی لہذا ہنوز وید کی تکمیل بہی نہ ہوئی تہی کہ بودہ مذہب نے ہند مین ترقی شروع کردی۔ اس نئے مذہب کی ترقی ہونے کے سبب وید کی ترقی مسدود ہوگئی۔

گروہ آلانیہ جو کہ آخر مین بہت سے تغیر پاکر آریہ ہی مشہور ہوگیا۔ تمام دنیا کے جماعتون اور فرقون سے زیادہ دانا اور ہوشیار اور عقیل اور فہیم تہا وجہ یہ تہی کہ تمام دنیا کے فرقون مین سے تھوڑے انسان اسمین شامل تھے اور سب گروہون کے خیالات اور دستورات اور قوانین سے

سے یہ گروہ واقف تہا اور ہوتا جاتا تہا۔ اسلئے تمام دنیا کے
عقلا کے اصول انکے برتاؤ مین آئے اومین سے چن چن
کر عقل وشعور کی باتین اس گروہ کے عقلا نے جمع کی تہین۔ پہر
اس فرقہ کا عقلمند نہونا تعجب کی بات تہی۔ خاص وہ لوگ جو درحقیقت
آلافی تھے بعد حاکمون اور سردارون کے معزز متصور ہوتے
تھے۔ اونکے رنگ گورے چہرہ پر عقل وخرد کے آثار نمایان۔
ہمت اور شجاعت کا جوہر اونکے بشرے سے ہویدا تہا۔ جنگ
کی تدبیرین اچھی طرح کرتے تھے جس سے اونکو اکثر فتحیابی
حاصل ہوتی تھی۔ پکا کھانا کھاتے تھے زراعت کرتے تھے
جانورون کو ہلا لیتے تھے۔ شکار بہی کرتے تھے۔ کتا۔ بلی۔ گائے
بیل۔ گھوڑا۔ بکری۔ اونٹ وغیرہ کو پالتے تھے۔ ایسے علا
قدر مراتب خاص خاص کام لیتے تھے۔ مثلاً شکار مین کتا۔
لڑائی مین گھوڑا۔ زراعت مین بیل۔ باربرداری مین اونٹ
قربانیون مین بکری گاے وغیرہ مستعمل ہوتے تھے۔

(از مختصر تلخیص۔ لب التواریخ)

جبکہ یہ گروہ پنجاب مین مقیم تہا اوسوقت مین اور بہت سے دور
دور کے فرقہ مثل تخہکاو رنالک مصر سو مصتر اور چہتری اور

ملک خطا سے ناگ + اور ملک شام سے جاٹ اور عرب سے
عرب اور یونانی وغیرہ وغیرہ اپنے اپنے ملکون سے
نکالکر یہان آملے اور سب آریہ مشہور ہو گئے۔ بعض مورخون
نے لکھا ہے کہ جب یہان بہی اسکی زیادتی ہوئی اور سبزہ وسب
کی بود و باش کو کافی نہوا تو بعض شمال اور مشرق اور بعضی جنوب
اور مشرق کی طرف بڑہکر اپنی اپنی راحتون کے سامان اور
مقام تلاش کرنے لگے۔
اوسوقت مین ہندوستان مین وہ قدیمی اقوام کثرت سے مقیم
تہین جو اولاً شیا اور دون ابناء حام بن نوح کی نسل
سے یہان آئی ہوئی تہین۔ وہ ان نووارد اور ہوشیار آریہ
لوگون کی تہذیب سے پورے طور پر واقف نہ تہین۔ یہ لوگ
کسیقدر بدشکل اور بدڈول صورتون کے سیاہ رنگ کے
انسان تھے جنکو تازہ وارد گورہ رنگ والون نے ان آریہ
اور وحشی اور راکھشش کے نام سے نامزد کیا ہے غرض آریہ
لوگ چونکہ عقلمند تھے ہر کام اونکا انجام بینی کے ساتہہ ہوتا
تہا لہذا جب کبہی کوئی قوم اونکی سدراہ ہوتی تو وہ اکثر اوسپر
فتح پاتے اور موقع پاکر کبہی کبہی آگے بڑہتے تھے اوسوقت مین

+ تواریخ چین سے ثابت ہے کہ ساکنان خطا کو ناگ کہتے مین

ہندوستان مین بہت سے شہر اور قصبہ اور بڑی بڑی آبادیان موجود تہین اور اکثر عظیم الشان راج گدیان بہی تہین جنکا حال راجاؤن کے سلسلہ مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

الغرض آریہ لوگ کئی سو برس کے عرصہ مین پنجاب سے گذر کر بہت سی لڑائیون کے بعد بدقت تمام الہ آباد تک پہونچے اور یہان مدت دراز تک مقیم رہے۔ پنجاب اور ممالک مغربی وشمالی مین آریہ لوگون کی حکومت تہی اور علاوہ اسکے باقی تمام ہندوستان مین غیر آریاؤن کی بہت سی زبردست حکومتین قائم رہین۔

فی زمانہ تمام قوم ہنود کے مہذب اپنے آپ کو آریہ تصور کرکے فخر کرتے ہین۔ مگر یہ خیال اونکا کچہہ ہستی نہین رکھتا ہے۔ کیونکہ اونکو جسقدر تحقیق ہے انگریزی کے علم سے حاصل ہوئی ہے حالانکہ انگریزی تعلیم اور تحقیق (جو آجکل تحقیق کامل ہونے کا دعوی کرتی ہے) غلط اور ناکافی بلکہ تعصب سے بہری ہوئی ہے۔ کیونکہ انگریزی تحقیق اور تلاش اونکی ہر ایک محقق کے خیال پر ختم ہوجاتی ہے اور وہ محقق یہ خیال کرتا ہے کہ بس جسقدر میری سمجہہ مین آیا یہی صحیح تہا باقی غلط اور جہوٹ ہے

اور یہ امر قانون تحقیقات کے محض خلاف ہے۔ آجکل جو ہندوستان
مین اقوام ہنود چار فرقون پر تقسیم ہے (برہمن۔ چھتری۔
ویش۔ شودر) یہی چار فرقہ ہندوستان مین آریاؤن کے
آنے سے قبل ہی مروج تھے اور غیر آریاؤنکی بہت بڑے
راجہ مہاراج والی اجودھیا نے جمشید بادشاہ عجم
کی دوستی کے سبب ہندوستان مین جاری کئے تھے۔ آریاؤن
مین بھی وہ فرقہ آمیز ہوگئے اور اونہین نامون سے مشہور رہے
یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آریہ لوگون نے جنکو آن آریہ
تحریر کیا ہے وہ کئی قسم کے لوگ تھے۔ ایک تو وہ کہ جو بالکل
وحشی اور مثل حیوان مطلق کے تھے جنہین کسی قسم کی تہذیب
نہ تھی اور جنکی نسلین ہنوز ہند مین مثل گونڈ۔ سنتھال۔
بھیل۔ ماری ورآوڑی وغیرہ وغیرہ کی مشہور ہین اور
دوسرے وہ لوگ تھے جو انپر حاکم تھے اور بہ نسبت انکے
عقیل تھے اونکی حکومتین اور حکومتونکے قوانین اور انتظام
ملک اور ترتیب جنگ وجدل اور غیر ممالک سے اتحاد اور
رسوم اور ہمدردی وغیرہ وغیرہ کرنا اس امر پر دال ہین کہ
گو وہ مثل آریاؤن کے مہذب اور ذی شعور نہ تھے مگر تاہم

ملک داری اور فتح وشکست اور رنج وراحت اور مخلوق کی آسایش
کے اسباب مہیا کرنے کے ذریعون سے اچھی طرح واقف تھے
اسکی تصدیق اونکے قدیم آثارون (مثل ہتھیار۔ زیور۔ ظروف وغیرہ)
سے بھی ہوتی ہے جو پہاڑی گھاٹیون مین دستیاب ہوئی ہین۔ اور
اونکا آریائون سے بہت سی لڑائیان پیش آئین جنمین اکثر غیر آریا لوگ
بھی فتح یاب ہوئے اونکی فتح کا یہ پورا ثبوت ہے کہ دو سو برس
تک آریائون کو پنجاب سے آگے بڑہنا نصیب نہوا اوسکے بعد بہت
عرصہ گذرنے پر جب غیر آریون مین باہم فتنہ✠ وفساد کے سبب قوت
کم ہوگئی تو آریہ الہ آباد اور بنارس تک پہونچے مگر پھر بنارس سے
آگے بڑہنے کی مدت دراز تک جرأت نہوئی۔ کیونکہ بہار اور بنگالہ
کی راج گدیونکی وہی زبردست قوتین سدِ راہ تھین جو آریہ نہین کہلائی
جاتی نہین۔ اسی مضمون کو غیر محقق اور کوتہ اندیش مورخون نے یون بیان

✠ یہ فتنہ وفساد اندروی تحقیق کے وہ ہنگامہ پایا جاتا ہے جسکو فرقہ ہنود مین مہابہارت کی لڑائی کہتے ہین کیونکہ یہ لڑائی غیر آریہ راجاؤن مین ہوئی ہے اور کورو اور پانڈو یہ دونون گروہ غیر آریہ تھے اس لڑائی مین تمام ہندوستان کے رئیس اور راجہ ہر دو فریق کے جانب ہوکر لڑکر مرگئے تھے اسیوجہ سے آریاؤنکو بے کھٹکے ملک مین بڑہتے چلے جانیکی جرأت ہوئی اور تمام ممالک مغربی وشمالی واودہ مین ملک بہار تک آریاؤن کا راج قائم ہوگیا اور ملک بہار دار العلوم قرار دیا گیا یہ زمانہ حضرت عیسی علیہ السلام سے تخمیناً ۱۴۵۱ برس قبل کا محسوب ہوتا ہے چنانچہ کالند کا پرکاش کی شرح مین جسکے اجزاء کا ترجمہ تزک ہند کے نام سے مشہور ہے بحوالہ برہد کتھا یہ حال بہت صاف تحریر ہے ۱۲

کیا ہے کہ آریاؤنکو جبکہ وہ پنجاب مین مقیم تھے وہان کے سیرابی کافی تھی آگے بڑہنے کی ضرورت نہ تھی۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو گروہ دشت نوردی اور بادیہ پیمائی کا خوگر ہو سکو خاصکر کوئی مقام اپنی عمر حیات کے واسطے کافی تصور کرکے مقیم ہونا کسدرجہ دعوے کی دلیل ہوسکتا ہے اور ایسے محققون کی تحقیقات کو کہانتک قوت پہونچا سکتا ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ وہ گروہ ممالک آلان اور کوہ قاف سے نکلکر تمام ممالک شام اور خراسان اور مازندران اور ہرات وغیرہ کی طرف گشت کرتا ہوا آیا۔ مگر اوسکو کہین کافی جگہہ میسر نہین آئی اور صرف پنجاب کافی متصور ہوا۔ یہ کلمات اون محققون کی تحقیقات ناکافی اور ناتمام ہونے پر صاف دلالت کرتے ہین۔ وہ شخص جس نے زمانہ قدیم کے تاریخی حالات غور وتامل سے دیکھے ہین کبھی ایسی ضعیف حجتون کو اپنے جی مین جگہہ نہین دیسکتا ہے۔ اب اگر انگریزی تحقیقات پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آریاؤن کے تین گروہ وسط ایشیا سے نکلکر چھوٹے چھوٹے کئی گروہ بنکر اپنی اصلی وطن سے گوشہ شمال ومشرق اور گوشہ جنوب مشرق اور ایطرف مغرب روانہ ہوسے۔

اور تمام اقوام اہل کتاب (یعنی داودی۔ یہودی۔ نصارا مسلمان)

اس امر پر اتفاق رکھتے ہین کہ بعد طوفان نوح - دنیا اونکے تین بیٹونکی اولاد ہے جو کہ اپنے وطن وسط ایشیا سے تین گروہ نبکر اطراف مذکورہ کی طرف روانہ ہوئے تھے (انہین روانہ شدہ لوگون کو انگریزی محققون نے آریہ بیان کیا ہے۔

ہنود بھی اس امر کے قائل ہین کہ کلجگ کے آغاز مین منش (یعنی انسان) منو کے تین بیٹون کی اولاد ہین جو دنیا مین آباد ہین - اس سی پیشتر جو مخلوق زمین پر آباد تھی یہ لوگ اوسکو منش نہین کہتے ہین (یعنی آدم خاکی) اب خیال کرنے کی بات ہے کہ پھر جب وسط ایشیا کے مسافر سب کے سب آریہ کہلائے تو غیر آریہ کہان سے پیدا ہو گئے - جو لوگ طوفان نوح کے قائل ہین اونکو تو ماننا پڑیگا کہ طوفان کے وقت سواسے نوح اور اونکے بیٹون کے کوئی انسان زندہ نہین بچا اور اونہین کی نسل دنیا مین ہے۔

اور کلجگ والے اپنے منش کی دلیل کو خوب مضبوط پکڑے رہینگے - اور آریہ فرقہ اس امر کا مدعی ہے کہ آریہ وسط ایشیا سے دنیا مین پہلے اور آریہ لوگون کی نسل دنیا مین سب سے پہلی نسل ہے اور اونکا مذہب سب سی قدیم مذہب ہے - باقی تمام نسلین آریہ کی شاخین ہین اور اوس سی پیدا ہین - اس نا عاقبت اندیش فرقہ نے اپنے زعم مین آکر یہانتک

غلو کیا کہ منش اور منو سے قبل ہی اپنی نسلین بتانے لگے۔ تاریخ جھجھر رسالہ اور بدیع مین آریہ سمت لاکھون کرورون بلکہ اس سے بھی پہلے کی تحریر ہین آریہ سماج فرقہ عجب مخمصہ مین مبتلا ہے۔

علاوہ انکے مجوسی طرق بھی قائل ہین کہ کیومرث کی بادشاہی سے پہلے سب لوگ فنا ہو گئے تھے معدودے چند باقی تھے جنسے نسل کا سلسلہ قائم ہوا۔

اب خیال کرنے سے اور امور مذکورۂ بالا کی تحقیق اور تطبیق کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آغاز کلجگ اور کیومرث کا ظہور اور طوفان نوح یہ سب واقعات ایک ہی زمانہ مین گذرے ہین (جیسا کہ المجوس جلد اول الکنہ سے ثابت ہے)

پس جبکہ وسط ایشیا کے تمام باشندے (جو کہ تمام دنیا مین پھیلے اور جنکی نسلین آجتک دنیا مین آباد ہین) آریہ ٹھہرے تو غیر آریہ کہان سے نکل آئے انکا پتہ کوئی محقق صاحب نہین بتاتے۔ پس ایک نقطہ کہہ کے چھوٹ گئے کہ اصلی باشندے تھے۔ آخر اصلی باشندونکی کوئی بنیاد تو بتانا چاہیے آسمان سے بارش کے قطرونکی طرح تو ٹپک ہی نہین پڑے ضرور کسیکی نسل مین ہونگے۔ اگر کہا جاسے کہ طوفان سے قبل کی نسلین کہین بلند مقامات اور پہاڑون وغیرہ پر فنا ہونے سے رہ گئی ہونگی۔ تو کیا دنیا طوفان سے پہلے ایسے احمق تھی جسکا نمونہ زمانہ حال کی غیر آریہ

ہو سکتی

ہوسکتی ہین۔ اگر ایسا تھا تو ہنود کے دیوتا اور اونکے ہوا خواہ اور اقوام اہل کتاب کے پیغمبر اور اونکی پیروامتین اور پارسیون کے مقبولہ اکابر اور دوسری اقوامونکے پیشوا کیا سب غیر آریہ تھے اور اونکے اطوار غیر آریا ئونکے سے اطوار تھے۔ معاذ اللہ کوئی فرقہ اور کوئی فرد بشر اس امر کو تسلیم نہین کر سکتا ہے اور نہ یہ قابل پذیرائی ہے۔ اس لیئے تمام ہندیون کی طبیعت کو اسطرف متوجہ ہونا پڑیگا کہ آریہ اور غیر آریہ سب اون تین اشخاص کی اولادین ہین جنکو ہنود چاند۔ سورج یون کہتے ہین اور اقوام اہل کتاب۔ سام۔ یافث۔ حام۔ تحریر کرتے ہین اور اسکے مان لینے کے بعد آریہ اور غیر آریہ کی اصلیت وہی قابل تسلیم ہوگی جو ہم ابھی بیان کر چکے ہین یا کچھہ مختصر حال سالمجوس جلد اول السند مین بیان ہو چکا ہے۔

آریا ئونکی قومی ترتیب

یہ امر مسلم ہے کہ جب انسان معمولی تردداتسے مطمئن ہوتا ہے تو اوسکو نئی باتین سوجھتی ہین اور خیالات مین وسعت پیدا ہوتی ہے کیونکہ انسانی عقل کو گذشتہ واقعات اور حادثات کے تجربہ سے مشورہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور موجودہ امور مین اصلاح کی نوبت پیش آتی

ہے چنانچہ اسی بناء پر عیسیٰ سے تخمیناً سولہ یا سترہ سو برس قبل آریہ لوگ پنجاب مین مقیم ہوے اور یہان چندے اس فرقہ نے اطمینان سے قیام کیا اوسوقت تمام انسان ہرکام دینی اور دنیاوی مین شریک ہوتے تھے کوئی غیریت یا تفریق نہ تھی ہرکام کا آغاز بادشاہ کے حکم یا اجازت سے ہوتا تھا۔ بہت سے گروہ تھے ہرگروہ مین ایک سردار اوسی قبیلہ سے ہوتا تھا اور سب لوگ اوس سردار کے فرمان کو تسلیم کرتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے سب سردار کسی ایک بڑے سردار کے ماتحت اور فرمانبردار متصور ہوتے تھے یہی بڑا سردار بمنزلہ حاکم یا بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ بعض اوقات اس معمول سے کچھ دقتین بھی پیدا ہوتی تھین کہ ایک ہی حاکم مختلف کامونکے آغاز یا انجام کیواسطے درکار ہوتا تھا۔ لہذا اس فراغت کے زمانہ مین اس عقیل اور دانشمند فرقہ نے اس دشواری کو حل کیا اور بہت سی اصلاحین پیدا کین اور اپنے گروہ کی لوگون کے انتظام اور آرام کی طرف توجہ کی جس سے مخلوق کو ہرطرح کی راحت اور آسانی ہوگئی۔ سب سے پہلی جو اس گروہ سے پہلا انتظامی کام ظہور مین آیا وہ آدمیون کے پیشہ کی ترتیب اور تحقیق تھی۔ تمام امور دنیاوی اور دینی کے انجام کیواسطے چار قسم کے لوگ مختص ہوئے یعنی تمام گروہ مین سے جو لوگ زیادہ تر عقیل اور فہیم تھے انتخاب

کرکے اوسکی ایک جماعت قراردی اور اس جماعت کے متعلق وید کی ترتیب اور تکمیل اور تعلیم اور امور دینی کا انجام کرانا وغیرہ وغیرہ ہوگی۔ اس گروہ مین تمام قبیلونکے لوگون مین سے عقیل آدمی انتخاب ہوئے تھے جو کہ اس بڑے آریہ گروہ مین شامل ہو چکے تھے اور چونکہ یہ گروہ دانا تھا اس لیئے حاکمونکا مشیر بھی رہا اور رفتہ رفتہ تمام کاروبار ملکی بھی اسی جماعت کے مشورہ پر ٹھہر گیا اس جماعت کا نام برہمن مقرر ہوا۔

دوسرے جماعت اسطور پر منتخب ہوئے کہ تمام قبیلون مین سے قوی اور دلیر لوگ چُن چُن کر علاحدہ کیئے گئے اور اوسکے متعلق صرف محاربات کا انتظام اور جنگ وجدل کے کاروبار سپرد ہوئے۔ اس فرقہ مین بھی سب نسلون کے انسان تھے۔ چونکہ یہ گروہ باقی تمام انسانونکا محافظ سمجھا گیا اسلیئے سرداری کے خطاب سے ممتاز رہا اور چھتری کہلایا۔ کیونکہ چھتر فارسی زبان کا لفظ ہے اسکے معنی (سایہ) کے ہین چونکہ تمام انسان انکے سایۂ حفاظت مین تھے اسواسطے یہ گروہ چھتری کی لفظ سے پکارا گیا۔

تیسرا فرقہ اسواسطے مقرر کیا گیا کہ جو لوگ حفاظت مین مصروف رہین یا دینی کاروبار مین مبتلا رہین اونکے واسطے قوت فراہم کرنے کی تدابیر

عمل مین لائے اور اونکی ضرورتونکی سامان مہیا کرے تاکہ اون کے
منصبی کاروبار مین حرج نہ واقع ہو اور ہر چیز اونکو ہر وقت طیار ملے
اس گروہ مین بہت سے پیشہ مقرر کیئے گئے اور ہر قسم کے کام کیواسطے
تھوڑے تھوڑے انسان مخصوص کیئے کس لیئے کہ سامان ضروریات
زیادہ تھے اور دمبدم زیادہ ہوتے جاتے تھے۔ چونکہ تمام انسانون کی
زندگی اور راحت اسی تیسرے فرقہ پر موقوف سمجھی گئی اور کہنیے وغیرہ
کا تعلق بالکل اسی جماعت سے تہا اس لیئے یہ جماعت تمام انسانونکی
نظر مین محبت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی اور ہمیشہ سرداروںکی مہربانی
اس گروہ پر رہتی تھی۔ اس گروہ مین بھی مذکورہ بالا طریقہ کے موافق
تمام قبیلون کے لوگ شامل تھے اور یہ گروہ تعداد مین سب سی بڑا
تہا اس جماعت کا نام ویش رکھا گیا۔

چوتہا گروہ خدمتی لوگونکا مقرر ہوا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اوس گروہ کے تمام
موجودہ انسانون مین پست ہمت اور سست اور کاہل کریہ منظر وغیرہ تھے
بعض مفتوح شدہ غیر آریہ بھی اس فرقہ مین داخل ہو گئے تھے۔ لیکن
غیر آریہ جو کسیقدر ذی شعور تھے ویش کی جماعت مین ہی شامل ہو گئے
تھے اس جماعت کا قوت مخدومونکی ذات کے متعلق مانا گیا۔

الغرض یہی چار جماعتین بعد چندمدت کے چار ذاتین مقرر ہو گئین۔ پھر رفتہ

رفتہ

رفتہ رفتہ ہر پیشہ ایک ذات متصور ہونے لگا۔ چنانچہ فی الحال کئی ہزار ذاتین شمار مین آتی ہین۔ لیکن یہ فرقون کی ترتیب آریاؤن کی جدت طبع کا نمونہ تھا بلکہ اسکے دو ماخذ بہت قوی معلوم ہوتے ہین۔ ایک تو یہ کہ مدت دراز سے ملک فارس مین جمشید بادشاہ نے یہی انتظام اپنے ممالک مین جاری کر رکھا تھا جسکا زمانہ آریاؤن کے اس انتظام سے بہت قبل محسوب ہوتا ہے اور دوسرے ہندوستان مین غیر آریاؤنکی بہت بڑے راجہ مہاراج والی اجودھیا کے زمانہ مین جو کہ جمشید کا معاصر اور دوست تھا یہی طریقہ مقرر ہو چکا تھا۔ کیا عجب کہ ایرانیون کی آمدورفت کے سبب اور ہندوستان کے غیر آریاؤن کے حالات معلوم ہونے کے سبب سے یہ رواج آریاؤنکو معلوم ہوا ہو اور پسند ہو کر اوس گروہ کے عقلا نے اپنے گروہ مین جاری کر لیا ہو۔

اوسوقت مین آریہ فرقہ کے لوگ آگ اور پانی اور ہوا کی عزت کرتے تھے (شاید یہ مجوسیونکے میل جول کا اثر تھا) وید جو کئی سو برس سے ترتیب ہوتا چلا آتا تھا زیادہ تر پنجاب مین مقیم ہونے کے بعد ترتیب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہان اونکو کسیقدر دشت نوردی سے مطمئن ہو کر بیٹھنا پڑا تھا۔ آخر زمانہ مین جو تخمیناً عیسیٰ سے پندرہ۱۵ سو برس قبل سمجھنا چاہیے ایک شخص بیاس نامی نہایت عقیل اور دانا پیدا ہوا جس نے ویدونکے حصے کیئے

اور بعدہ مہابہارت تصنیف کیا۔ ابتداً برہمن سب ایک فرقہ مین شمار ہوتے رہے مگر جب اس فرقہ کو قوت ہوگئی تو رفتہ رفتہ اس قوم کا ہر شخص جو کسی زبردست حاکم کا مشیر ہوتا اپنے آپ کو دوسرون سے اچہا تصور کرتا تہا۔ اور بعدہ اوسکی نسل اپنی بزرگی پر فخر کرکے اپنے آپکو اوسکے نام ہی اور اوسکے خاندان سے مشہور کرتے تہے۔ اسی بناء پر ہندوستان مین یکے بعد دیگرے کئی تختگاہین زبردست ہوگئین جہان کی تخصیص کے ساتہہ کئے گروہ صرف برہمنون کے معزز سمجہے جانے لگے۔ یہانتک کہ دس فرقہ ہوگئے اور اونکی سکونت اور خاندان کے اعتبار سے اونکی مستند اور غیر مستند ہونے پر دلائل قائم ہونے لگے وہ دس فرقہ یہ ہین سارست۔ گوڑ۔ قنوجیہ۔ متہیل۔ اوتکل۔ مہاراشٹ۔ دَرَور۔ کارناٹک تیلنگ گورجر علاوہ انکے ایک اور فرقہ برہمنونکا ہے جو ساکت دیپی کہلاتا ہے۔

چہتری پہلے تین قسم کے گنے جاتے تہے ایک سورج بنسی جو مثل کچہواہا کہلوت وغیرہ کے ہین۔ دوسرے چندربنسی جو مثل راٹہور۔ چندیل جادون وغیرہ۔ تیسرے جو اگن کنڈ سے پیدا ہوئے۔ یعنی پنوانڑہ۔ چوہان۔ پرہار۔ سولنکہی وغیرہ کہلاتے ہین اب ان قسمون کی پانچسو شاخین ہوگئی ہین۔

ا ساکت دیپ (یعنی سیتہیا) جسکو ایرانی لوگ (ساکا) کہتے ہین یہہ خطہ یونان متعلق ہے ۱۲

مخفی نرہے کہ زمانۂ سابق مین برہمن کوئی خاص قوم یا نسل نہ تھی۔ اک عہدہ تہا جو اکثر دوسرے فرقہ کے لوگون نے بہی حاصل کیا ہے اور برہمن کہلائے ہین بلکہ ان فرقونکا انتظام صرف افعال پر منحصر تہا اس بیان کی تصدیق سگرست صفحہ ۸۔ اشلوک ۲۸ سے ہوتی ہے جسکا ترجمہ بابو مدم دیو رام پانڈے رئیس (سریا ضلع بلیا) نے بہی کیا ہے اور علاوہ اسکے وشوامتر جو دراصل چندربنسی چہتری تھے صرف عبادت اور ریاضت شاقہ کرنے کی بدولت برہمن کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ اسیطرح بہت سے ویش اور برہمن جنکو جنگ وجدل کا شوق تہا ہمت اور مردانگی کے جوہر کو نہین چہپا سکتے تھے میدانون مین جرأت دکہا دکہا کر چہتری کہلائے ہین راجہ رجبنسو کی اولاد مین پرت رتنہ جو راجہ چہتری چندربنسی گذرا ہے اوسکی اولاد کرن گوت کی برہمن کہلائی اور کئی راجاؤنکی نسل سے برہمن اور بیش بہی پیدا ہوئے ہین (ہربنس پوران)

آئینہ اخلاق کا مصنف نقل کرتا ہے کہ ایک قول منوجی کا ہے جسکا یہ مدعا ہے کہ محض جنم سے کوئی شخص برہمن یا چہتری نہین ہوتا بلکہ کرم کی بدولت ہوتا ہے سری مدبہاگوت کی پانچوین جلد مین ریشبو کے اٹھارہ لڑکون کے حالات لکھے ہین۔ خاندانی چہتری تھے

اور اپنے افعال حسنہ کی بدولت برہمن کے درجہ کو پہونچے (ہندو دہرم ترجمہ ملف ۲)
اور شنکر اچارج کی تصنیف مین بہی یہی مضمون درج ہے باوجود اس بات کے
کہ آریا گروہ مین ضرورتون کے واسطے چار فرقون کی بنیاد پڑ گئی تہی مگر وہ لوگ آپس مین سب ایک جگہ
رہتے اور ایک ہی ساتھ قبیلہ قبیلہ کے لوگ کہاتے پیتے تھے ایک فرقہ کے لوگون کا پکایا کہانا دوسرے
فرقہ والے بلاکراہت و اشتباہ کہاتے پیتے تھے چہوت وغیرہ کا کوئی خیال نہ تہا جیسے
اس زمانہ مین ذات جاتی رہتی ہے چنانچہ منوسمرت مین سوائے شودر کے اور فرقہ کے
آدمیون کے ساتھہ کہانے پینے کی یا ایک ذات کا پکایا ہوا کہانا دوسری ذات کے لوگون کو کہانے
کی کہین ممانعت نہین پائی جاتی ہے۔ البتہ شودر کا چہوا کہانیکے واسطے کفارہ تحریر ہے وہ
بہی بالکل خفیف یعنی سات روز صرف آش جو پینا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس
زمانہ مین ذات کوئی عزت اور توقیر کا باعث نہین سمجہی جاتی تہی بلکہ کاروبار کی اصلی
اور انتظام کیواسطے ذات کا لحاظ تہا (ادہیا ۱۱۔ اشلوک ۵۳) (بدیع) فرقہ کایست یہ
فرقہ ہندوستان مین بہت معزز اور قدیم سے پایا جاتا ہے مگر اسکا کسی کتاب مین مفصل حال نہین
دیکہنے مین آیا ہندوستان کے زمانہ قدیم کی کتابون مین اسکا کوئی ذکر نہین ہے۔ بعض نوشتون سے جنکا
زمانہ عیسوی سال کے آغاز کے بعد پایا جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرقہ پٹنہ کے راجہ چندر گپت
کی نسل سے جاری ہوا ہے جسکا زمانہ ازروئے تحقیق دو سو چالیس سن قبل عیسی سے تہا اسنے تاریخ
(بدیع ہندوستان) کے مؤلف نے بہت سے وجوہ بہی پیش کئے ہین لیکن آخر کو وہ خود ہی اقرار
کرتا ہے کہ سلسلہ کہ چندرگپت سے بہت مدت قبل کایستہون کا بنگالہ مین قدیمی اور بہت زبردست
راج تہا جسکے راجاؤن کے شجرے سے طول طویل شجرہ سلسلہ وار موجود ہین انشاء اللہ راجاؤن

کے حالات کیساتھ تحریر ہونگے - اور چندر گپت کے بیٹے کی نسل سے انکا سلسلہ مان لیا جائے تو قدیمی بنگالہ کا راج طبیعت کو مشکوک کرتا ہے اور اگر قدیمی راج کو یقین کے ساتھ قبول کیا جائے تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید پورانوں کی تصنیف کے زمانہ مین یہ فرقہ موجود نہ تھا کیونکہ اوس زمانہ مین جسقدر اقوام ہندوستان مین موجود تھین سب کا حال پورانون مین تحریر ہے مگر اس فرقہ کا کہین ذکر نہین غرض اس گروہ کی نسبت کوئی راے قائم نہین ہوسکتی اسقدر ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یہ فرقہ مخلوط النسل بیشک ہے

آریاؤنکے فنون اور علوم

جبکہ آریہ گروہ کے دانشمند پیشونکا انتظام کر چکے اور ملکی حفاظت سے مطمئن ہوئے - آسائش کے سامان دمبدم مہیا ہونے لگے خدمتی لوگ بھی ہر طرح کے آرام پہونچانے لگے - دینی امور کی تکمیل اور تحفظ کے واسطے ایک فرقہ مخصوص ہو چکا تھا بلکہ یہ دانشمند بھی خود اوسی فرقہ مین شامل تھے - تو اس آسایش کے وقت مین بھی انکے متلاشی دماغ اور دوربین عقل نے ہونہار طبیعتون کو چین سے نہ بیٹھنے دیا - پیشونکی ترقی اور ترتیب ہوتے ہی اونکو اس امر کا خیال ہوا کہ فنون کے واسطے قواعد منضبط ہون اور اوسکو عقل کے ذریعہ

سے مکمل اور مدلل کرنا چاہیے تاکہ ہر کام مین آسانی واقع ہو۔ انہین
خیالات سے آریہ فرقہ مین علوم کی بنیاد پڑی اور چند روز مین فنون
کے سبب سے بہت سے علوم پیدا ہو گئے اسواسطے کہا جاسکتا ہی
کہ فنون کو علوم پر قدیم مرتبہ حاصل ہے۔ لیکن کاروبار کی زیادتی
کے سبب سواے فرقہ برہمن کے باقی سب فرقہ علوم سے بہرہ
یاب نہو سکے اور علوم اسی فرقہ کے حصہ مین رہے۔ اس گروہ نے
اونمین بہت ترقی پیدا کی آخر یہان تک نوبت ہوئی کہ علوم مین نو ستدگاد
پیدا کرنا برہمنون کا خاص کام ہو گیا اور اسی سبب سے اونکو عزت
حاصل ہوتی رہی کس لئے کہ ہر پیشہ کے قواعد اور اصول وغیرہ مین
برہمنونکو دخل تھا اور صلاح بتانا ضرور ہوتا تھا اسلئے ہر شخص کو اس
فرقہ سے واسطہ پڑتا تھا۔ جب ایسی حالت ہوئی تو برہمنون نے نہایت
کوشش کے ساتھہ کچھہ ایسے اصول جاری کئے جسکے سبب سے
دوسرے فرقہ کے لوگ علوم کو حاصل کرنے کے مستحق اور سزاوار
نہ سمجھے گئے۔ اسطرح علوم دوسرے فرقون سے چھپائے گئے
عیسٰی سے چودہ سو برس سے کچھہ قبل آریہ گروہ کا تسلط بہار اور
بنگالہ پر بہی ہو گیا تھا لہذا ہندوستان کے برہمنون نے سب سے
بڑا ایک کتب خانہ ملک بہار مین قرار دیا اور اوس سرزمین مین ایک

دار العلوم ایسا بڑا بنایا کہ جسمین ہر قسم کے علوم اور فنون کی تعلیم ہوتی تھی۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ مہابہارت کی لڑائی کو تھوڑی مدت گذری تھی ملک مین کوئی فرقہ آریہ گروہ کے مقابلہ مین سر اوٹہانے ۱۵۱۴ ق م کے قابل نہ تہا اور تخمیناً ۱۵۱۴ برس قبل عیسیٰ سے بیاس جی نے ویدون کے حصے بہی کر لیئے تھے اور مہابہارت بہی تصنیف ہو چکی تھی علوم کا چرچا ہو چلا تہا مگر فنون کے حصول مین فرقہ ویش کی سب جماعتین شریک تھین اور علوم صرف برہمن کی قوم کے حصہ مین تہا باقی سب محروم تھے۔ غیر ملکون کے لوگ بہی اس دار العلوم مین نہ جا سکتے تھے نہ شامل ہو سکتے تھے۔ کیونکہ ذات اور قوم کی پابندی سے علوم اور فنون چہپائے جاتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ مین بہت سے علوم پیدا ہوئے علوم مین بے انتہا ترقی ہوئی بڑے بڑے کمال پیدا کیے گئے تاریخ مرأة الانظار کا مصنف تحریر کرتا ہے کہ جب ملک بہار مین دار العلوم قرار پایا تہا اوسوقت مین معاملات اور تنازعات کا فیصلہ ایک سردار کے سامنے اسطور پر ہوتا تہا کہ مدعی اور مدعا علیہ کے اظہار لیئے جاتے تھے فیصلے کے واسطے جگہہ مقرر تھی اہل معاملہ وہان آکر جمع ہوتے تھے بادشاہ کے واسطے بھی قانون کی پابندی لازمی تھی اوسکو روز و شب کے اوقات قانون کی

پابندی کے ساتھ گذارنے ہوتے تھے۔ برہمنون کی بات بادشاہ کی بات پر افضل ہوتی تھی دار العلوم مین بارہ ہزار طلبا تحصیل علوم کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ اوس خطہ کا نام *بہار مشہور ہوگیا اس سے قبل اوس سرزمین کو مگدہ دیش کہا کرتے تھے۔ طلبا کا صرف حاکم یا سردار کے متعلق تھا چونکہ اوس زمانہ مین انسانی عقول کو بے سود اور لاطائل باتون سے فراغت تھی دنیا کے جھگڑے انسان کی ساتھہ اسقدر نہ تھے کہ اوسکو مہلت نہتی لہذا وہ علوم کہ جنکو عقل سے زیادہ تر تعلق پایا جاتا تھا بہت ترقی پذیر ہوئے۔ چنانچہ حکمت نظری اور فلسفہ اور نجوم وغیرہ زیادہ ترقی کر گئے حتی کہ کوئی طالب علم ایسا نہ تھا جسکو دو چار مسائل ایسے علوم کے یاد نہون۔ اسی زمانہ مین علم الہیات کی طرف زیادہ توجہ ہوئی ہے جسکا نمونہ یہ ہوا کہ ذات باری تعالی کے کنہہ کی دریافت مین چھہ فریق پیدا ہوگئے اور ہر فریق اپنے تحقیق کے جدا راگ گانے لگا۔ اون چھہ فرقون کے خیالات کے جدا چھہ کتوبی مجموعی ہین جنکو چھہ شاستر کہتے ہین۔ اونکے نام سانکہ۔ بشیشک۔ نیائی۔ جوگ۔ یعنی پاتنجل۔ میمانسا۔ ویدانت ہین۔ علاوہ انکے اور بہی دو شاستر ہین جنکو برہمن لوگ گمراہ بتاتے ہین یعنی بودہ اور جین اب

* بہار سنسکرت کا لفظ ہے اسکے معنی دار العلوم کے ہین

اب ہم ہر ایک شاستر کے مضمون کا تھوڑا تھوڑا خلاصہ تحریر کرتے ہین جس سے ناظرین کو خیالات کی تفریق معلوم ہو جائیگی۔

پہلا سانکہ شاستر ہے یہ شاستر کپل حکیم کا بنایا ہوا ہے اسمین لکھا ہے کہ عالم کی آفرینش پرکرت (یعنی سبب مادی) سی ہے۔ دوسرے مقام پر عالم کو قدیم بھی مانا ہے اور لکھتا ہے کہ عالم کی نیستی درجۂ معدومیت کو نہین پہونچتی ہے بلکہ معلول داخل علت ہوتا ہے جیسے کچھوا اپنے دست وپا اپنے جسم مین داخل کرلیتا ہے اور پھر باہر نکالتا ہے اس پرکرت یعنی مادہ کی ابتدا اور انتہا نہین ہے عقل وگیاست نہین رکھتا ہے اس شاستر کا مصنف جزلایتجزا کا قائل ہے اور کہتا ہے وہ علت ہوتا ہے معلول نہین ہوتا۔

پیدائش اور ترتیب عالم اسطرح مانی ہے کہ پیدائش چار قسم پر ہے ایک پرکرت یعنی علت۔ دوسرے اور تیسرے پرکرت بکرت یعنی علت اور معلول چوتھے نہ علت نہ معلول۔ اول پرکرت سے بدہ یعنی علم وادراک پیدا ہوا اوسکو مہتت کہتے ہین دوم مہتت سی اہنکار (یعنی یقین کرنا کہ مین ہون) پیدا ہوا۔ سوم گیارہ اندری یعنی پانچ گیان اندری جنکو حواس خمسہ باطنی کہتے ہین اور پانچ کرم اندری جنکو حواس خمسہ ظاہری سے تعبیر کرتے ہین اور گیارہوان

انتہ کرن جو حس و حرکت دونون کا ذریعہ ہے پیدا ہوئی - جو چیز جس سے پیدا ہوئی ہے اور جس جس ترتیب سے پیدا ہوئی ہے وقت فنا اوسی ترتیب سے سلسلہ وار برعکس پیدایش اوسی مین داخل ہوتی چلی جائیگی - اس شاستر مین بہت مباحثے اسی قسم کے لکھے ہین -

دوسرا - شاستر بیشیشک ہے اوسکو کنا د دانشمند نے ترتیب دیا ہے اسمین اکثر الہیات اور محسوسات پر بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ عالم اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا جنسے عالم نے ترکیب پائی ہے ایسے ہین جنمین از خود حرکت کرنے اور جمع ہوجانے کی قوت ہے اور وہ اجزا ابدی ہین جو کہ ہمیشہ سے بنے ہوے ہین -

تیسرا - نیائی شاستر ہے جسکو گوتم[1] رشی نے بنایا ہے - اس شاستر مین طبعیات - الہیات - ریاضی - منطق - مناظرہ وغیرہ کا بیان ہے - ذات باری تعالی کو تعدد اور اشتقاق اور جسمانیت وغیرہ سے پاک لکھا ہے اور ایسا خیال کیا ہے کہ وہ ذات - ازلی ابدی - آفرینندہ - نگاہدارندہ اور بسط حقیقی ہے اونکا قول ہے کہ

---

[1] یہ گوتم رشی زمانہ قدیم مین ایک بڑا حکیم تھا جو بہار کے مدرسہ کا تعلیم یافتہ تھا اور اوس گوتم کے سوا ہے جو کہ بودہ مذہب کے ساتھ مخصوص ہے اس گوتم کا زمانہ گوتم بودہ سے بہت قبل گذرا ہے -

موصوفہ بالا خداوند تعالی نے سب سے پہلے ایک شخص کو پیدا کیا جسکا
نام عوام مین برھما مشہور ہے اور بعد پیدا کرنے کے اوسکے ساتھ
پیوند خاص پکڑا جیسے تعلق جسم کا روح کے ساتھ برھما جی
خدا کے منشا سے تمام کاروبار کرتے ہین۔
اس شاستر مین تحریر ہے کہ خدا تعالی فاعل مطلق ہے اور بندونکے
اعمال معلول قدرت ہین۔ نیکی بدی کا تمیز کتب آلہی سے ہوتا ہے ہر
شخص اپنے اعمال نیک و بد کے عوض دوزخ و جنت مین جائیگا
اور بعد سزا و جزا وہان سے نکلکر دوسرا جنم لیگا۔ اسیکو تناسخ کہتے
ہین اور یہ تناسخ کا سلسلہ اوسوقت تک جاری رہتا ہے جبتک
بے نیازی حاصل ہو۔ اس شاستر کے پیروؤن مین سے بعض بلند پرواز
لوگ اجزاے عالم کو حادث ٹھہراتے ہین اور بعض اپنے خیالی
قوت کے ضعف سے قدیم ٹھہراتے ہین۔ باری تعالی کی آٹھہ صفتین
بیان کی گئی ہین۔ اول گیان یعنی دانش۔ دوم خواہش سوم تدبیر کار
و ترتیب۔ چہارم تعدد پنجم مقدار ششم تشخیص و تمیز ہفتم سنجوگ
یعنی ملنا اور ملانا ہشتم بھاگ یعنی جدا ہونا۔ منجملہ ان آٹھون کے حیہ ولی
کی قدیم تصور کرتے ہین۔
چوتھا شاستر جوگ جسکو پاتنجل رشی نے ترتیب دیا ہے اس

شاستر کے معتقدین کا عقیدہ ہے کہ ایشر یعنی واجب الوجود ایک ذات ہے جسکی صفت واحد یکتا اور بے ہمتا ہے اور ایشر کے سوا مخلوق مین جو کچھہ ہے جیو ہے (یعنی ممکن) اور لغت مین جیو کے معنی جان کے مستعمل ہوتے ہین کہتے ہین ایشر فاعل ہے تمامی عالم کا اور تمام عالم اور عالمیان اوسکی بنائے ہوے ہین اور اوسکی ذات مقدس اذلام اور اسقام اور عیوب سے منزہ ہے اور جناب اوسکے اعمال اور افعال سے بری ہے مراد اس سے یہہ کہ اوس ذات مقدس کو عبادات شرعیہ وغیرہ لازم نہین اور وہ تمام ہونے والے امور سے واقف اور تمام موجودات سے آگاہ ہے اور ایسا حاکم ہے کہ کسی دوسرے کا محکوم اور فرمانبردار نہین ہے۔ مرگ اور رنج کو اوسکی حیات سرمدی سے کوئی تعلق نہین ہے اور جیو وہ ہے کہ قید آلام بند اسقام و شکنجہ تکالیف و آزار و زندان اعمال و کردار مین مبتلا ہوکر کسی دوسرے کے حکم کا محکوم اور فرمانبردار ہے اور یہ جیو درحقیقت جسم وجسمانی نہین ہے بلکہ جسم مین گردان ہے لیکن غفلت سے اس نے خود اپنے آپکو ابدان سے تصور کیا ہے اور جسم سمجھا ہے اور اسی حالت سے کچھہ مدت گذرنے کے بعد افعال بدنی چھوڑنے سے متردد ہوتا ہے اور

دوسرے جسم مین جانے سے پریشان ہنتا ہے کیونکہ جان کو بغیر
یوگ کی رستگاری نہین (یوگ کے معنی اہل ہند کی لغت مین پیوستن اور
وصول کے ہین اور مراد یوگ سے یہ ہے کہ دل کو ہمیشہ یاد حق مین معروف
رکھے اور وہ دل جو بمنزلۂ بیت المقدس اور خانہ خدا کے ہے اوسکو
غیر کے قیام سے باز رکھے) اور اس طریقہ کیواسطے آٹھہ ڈہنگ ہین
ہر ڈہنگ ایک عضو کے نام سے نامزد ہے۔ اول یم۔ دوم نیم۔ سوم
آسم۔ چہارم پرایا نا۔ پنجم پرتیا ہار۔ ششم دیارنا۔ ہفتم دہیان۔ ہشتم سمادہار
اب یم بھی پانچ قسم پر ہے اول (اہمسا) یعنی بے آزاری اور اس
اصول کا جزو اعظم یہ ہے کہ کسی حیوان کو نہ مارے (یعنی جیو تہیا نکرے)
دوم (استیم) یعنی راستی سوم (استیم) یعنی چوری نکرنا چہارم (برہم چارج)
یعنی عورت سے دوری اختیار کرنا اور اختلاط نسوان چھوڑ دینا تجرد اختیار
کرنا اور خاک پر سونا۔ پنجم (اپرگرہم) یعنی کسی سے کچھہ خواہش نرکھنا اور کچھہ
طلب نکرنا اور اگر بے طلب بھی ملے تو نہ لینا۔ دوسری قسم اونھین آٹھون
مین کی نیم ہے یہ بھی پانچ طور پر تقسیم ہوتی ہے۔ اول (تپ) یعنی
ریاضت دوم (جپ) یعنی تسبیح اور دعا خوانی ذکر اذکار وغیرہ سوم
(سنتوش) یعنی رضا و خورسندی چہارم (شوچم) یعنی پاکیزگی و عبادت
و تقدس۔ پنجم (ایشر پوجا) یعنی خدا پرستی و عبادت اور تیسری قسم

اقسام ثمانیہ مین سے (آسم) ہے جسکو ہندی زبان مین (آسن)
یعنی نشست کہتے ہین اور یہ بھی کئی قسم پر ہوتا ہے قسم چہارم اقسام
ثمانیہ مین سے (پرایاتم) ہے یعنی سانس اندر اور باہر کو بقاعدہ
معینہ لینا۔ پنجم قسم اقسام ثمانیہ مین کی (پرتیا بار) ہے اسکا یہ مدعا
ہے کہ تمام خواہش نفسانی اور لذائذ حواس سے دلکو باز رکھنا۔
ششم قسم اقسام ثمانیہ کی (دہارنا) ہے یہ دلکی سنجیدگی ہے اور اوسکو
قابو مین کرلینا ہے ہفتم (دہیان) اور یہ مرتبہ یاد خدائے تعالی کا ہی
ہشتم (سمادہارن) یعنی دل کو یاد خدا مین فنا حاصل ہونا ہے۔ جب یہ
سب باتین پوری ہوجاوین تب سمجھنا چاہیے کہ یوگ پورا ہوا جبتک
روح انسان اس حالت کو نہین پہونچیگی جسمانی تکالیف سے رہائی نہوگی
اور تبدیل اجسام یعنی جنم ہوتا رہیگا۔ انکا عقیدہ ہے کہ آخر مین ایک
حالت بہت تغیر اور تبدل کے بعد ایسی ہوتی ہے جس سے یوگ پورا
ہوتا ہے اور انسانی روح کو نجات ہوتی ہے۔ لیکن اوسکی تکلیف دور
کرنے کیواسطے انسان کو عبادت اور ریاضت سے کوشش کرنا
بھی بہت ضروری ہے ورنہ انسان ظالم متصور ہوگا۔
فی الحال جو ہندوستان مین اس شاستر کی پیروی کے ساتھ ایک فرقہ مخصوص
ہے جسکو جوگی کہتے ہین کچھہ اونکے خیالات اور حالات تحریر کئی جاتی ہین

جوگی لوگ اپنے آپ کو واصلان حق سے سمجھتے ہین اور خدا کا نام الک کہتے ہین انکے اعتقاد کے بموجب خدا کا برگزیدہ اور خاص بندہ گورکھ ناتھ ہے اور اسیطرح مچھندر ناتھ کو بھی کاملان حق سے تصور کرتے ہین اور برہما۔ بشن۔ مہیش کو فرشتہ جانتے ہین۔ کہتے ہین کہ وہ گورکھ ناتھ کے شاگرد اور مرید ہین یہ جوگی بارہ طریقہ کے ہین یعنی نیت ناتھ۔ آئی پنتی۔ کجلھر۔ پراگ۔ ناتیری۔ ارذناری۔ نابری امرناتھ کم بیب داس۔ جوبی باندی۔ ترنگ ناتھ۔ باکر پراگ پنتی نیکر نیت۔ انکے خیال کے موافق خداوندان جمیع ادیان و ملل و مذاہب از انبیا و اولیا شاگردان گورکھ ناتھ سے ہین اور اونہون نے جو کچھہ پایا ہے اونھین سے پایا ہے اور عقیدہ رکھتے ہین کہ محمد پیغمبر آخرالزمان بھی گورکھ ناتھ کے شاگرد تھے مگر مسلمانون کے خوف سے ظاہر نہین کرتے تھے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اس گروہ کے مذہب مین کوئی چیز محرمات مین سے حرام نہین سمجھی جاتی ہے جب خوک کا استعمال کرتے ہین تو ہنود اور نصاری کی مثال دیتے ہین اور گاسے کا استعمال کے وقت مسلمانون کے گروہ مین شمول ہوتے ہین اور بعض اوقات زمانہ سابق مین انسان کو مارکر اوسکا گوشت بھی کھاتے تھے۔ اس گروہ مین ایک فرقہ نہایت غلیظ

اور کثیف الطبع لوگ ہین یعنی بول و براز تک کھانے پینے مین کمی نہین کرتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ اس عمل کا کرنے والے بڑے بڑے کامون پر قادر ہوجاتی ہین - اور نادر اشیاء کے حالات سی خبردار ہوتے ہین - اس ناپاک گروہ کو نیلیا اور اگھوری کہتے ہین - انکا قول ہے گورکھ ناتھ تک رسائی کرنے کا اونہین بارہ طریقون مین سے ایک طریقہ ہوسکتا ہے چاہے کوئی سا اختیار کرو - حبس دمی کو بہت اچھا جانتے ہین جیسے کہ فرقہ آذر ہوشنگ پارسی کا طریقہ ہے جیسے کہ اوس گروہ کے بادشاہون نی حبس دمی اختیار کی تھی جنکا ذکر باستان نامہ مین تحریر ہے (کہ افراسیاب ابن پشنگ در فرہستن دم رسا بود و ازین ہنر چون از کمند ہوم عابد بجست در آب نہان گردید واین داستان مشہور است) ظاہر ہوتا ہے کہ ہنود اور فرقہ پارسی یزدانی مین کوئی عبادت اس سے زیادہ بہتر نہین ہے - ہنود مین جب کوئی شخص ارادہ کرتا ہے کہ عمل حبس دمی اختیار کرے اوسپر لازم ہوتا ہے کہ جماع اور خورش شور و تلخ و ترش و محنت سی پرہیز کرے اور ایسا تصور کرے کہ نشستگاہ سے سر تک سات مرتبے ہین کہ فرقہ آذری پارسی نے اوسکا نام (ہفت خوان) آمیضی اور جوگیون نے (سپت چکرم) رکھا ہے - علاوہ اسکے بہت سی مسائل

اس شاستر مین سانکہ شاستر کے مطابق تحریر ہین اور بہت سے طریقہ عبادت اور ریاضت کے اور صد ہا ڈہنگ آسنون کے لکہی ہین۔

پانچوان شاستر میمانسا ہے جسکو جیمن رشی نے ترتیب دیا ہو اس شاستر کے مصنف کا عقیدہ کسیقدر دوسرون سے جدا پایا جاتا ہے اور اس ضعیف البنیان انسان کی فکر رسائی دنیا کے انتظام کو دوسرے طور پر سمجہا ہے یعنی عالم محکوم حکم حاکم حقیقی اور قائم بوجود موجود تحقیقی نہین ہے۔ جملہ خیر وشر وثواب وعقاب جو مخلوق کو لاحق ہوتا ہے سب نتیجہ اعمال و افعال انسان پر منحصر ہی جہانکے باشندے سراسر اپنے اعمال و افعال مین قید ہین۔ برمہا و بشن و مہیش مظہر ایزدی نہین ہین بلکہ انسان ہین لیکن اپنی نیک کرداری اور عبادت وریاضت وغیرہ کے سبب اس مرتبہ پر پہونچے ہین کہ تمام مخلوق کی ہست ونیست پر قادر ہین اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ ہر سہ مراتب بالامدت معینہ کے واسطے ایک عہدہ ہو کہ اوس مدت تک نیک کردار شخص جو اپنے نتیجہ اعمال کی بدولت اوس رتبہ پر پہونچتا ہے اور جبتک وہ شخص اوس عہدہ پر قایم ہے۔ دوسرے لوگ جو اعمال کے نتیجہ سے اوس رتبہ

کے مستحق ہوتے ہین امید وار رہتے ہین جب شخص معہود کی مدت
پوری ہوتی ہے تب ان امید وارون مین سے کوئی مستحق اُس
عہدی پر ممتاز ہوتا ہے۔ اسیطرح دنیا کا کاروبار جاری ہو
اسیطرح تمام ملائکہ وغیرہ کے مراتب ہین جنپر یہ انسان اپنے
عمل صالح کے سبب سے پہونچتے ہین یا یکہ ملک یعنی فرشتہ وغیرہ
دراصل کوئی چیز نہین ہین صرف ایک مرتبے کا نام ہے جو ہمیشہ
انسانون کو اپنے افعال اور اعمال کی بدولت حاصل ہوتا ہے
بعضے حکماء فارس بھی عقیدہ رکھتے ہین کہ بعد از تکمیل تمام ارواح
بشریہ اجرام علویہ کو متعلق ہوتے ہین اور بعد گزرنے چند دورون
ثوابت کے نفوس ملکیہ عقول عالیہ کی طرف ترقی کرتے ہین۔
اس شاستر مین لکھا ہے کہ جہان کے واسطے نہ ابتدا ہے نہ انتہا
تمام ارواح زنجیر گفتار وکردار مین گرفتار ہین۔ بلند مرتبہ انسان
جو کم رتبہ لوگون کے کام کرتے ہین وہ بلند مرتبہ نہین پا سکتے
کم رتبہ اگر بلند مرتبہ یا نیکے کام کرے تو اوسکو بلند مرتبے نصیب
ہوتے ہین۔ اعمال دو قسم کے ہین ایک کردنی دوسری ناکردنی
کردنی وہ ہین جنکے واسطے وید مین حکم آیا ہے جیسے طاعت
عبادت ریاضت دوسرون سے رحم اور شفقت وغیرہ دوسرے

ناکردنی وہ ہین جنکے واسطے ویدمین ممانعت ہے۔ جیسے چوری
کرنا۔خون کرنا۔اور اس امر کو یقین کے ساتھ جانتے ہوے ہین
کہ ایزد متعال ہماری طاعت وریاضت سے بالکل مستغنی ہے
اوسکو کوئی حاجت یا ضرورت ہماری بندگی کی نہین ہے بلکہ اس
طاعت وعبادت وغیرہ کا نتیجہ ہماری ذات کو لاحق ہوتا ہے۔
جسطرح کہ طبیب کسی بیمار کو پرہیز کی ہدایت کرے تو پرہیز کا نتیجہ
طبیب کے واسطے کچھہ سودمند نہین بلکہ مریض کو مفید ہوتا ہے
اسیطرح ہمارے اعمال کا نتیجہ ہمارے واسطے برائی یا بھلائی
پیدا کرتا ہے۔پس انسان پر واجب ہے کہ ایسے عمل اختیار کرے
جس سے جلد نجات حاصل ہو اور نجات کو مُکت کہتے ہین مکت
حاصل ہونے کا یہ طریقہ ہے کہ انسان لذات نفسانی سے کنارہ
کشی اختیار کرے۔بلکہ ہر امر مین خواہشات کی ضد کرنا بہتر ہے۔
تاریخ بدائع ہندوستان مین لکھا ہے کہ اس شاستر کا مصنف بہشت
دوزخ وتناسخ وغیرہ کا قائل ہوا ہے اس شاستر مین ہر فرقے
کے واسطے اعمال جدا جدا تحریر ہین۔
چھٹا۔بیدانت شاستر ہے اس شاستر کا ترتیب دینے والا
مشہور اور معروف وہ دانا انسان ہے جسکو بیاس جی کے

نام سے یاد کرتے ہین۔ یہ شخص ایک نہایت مرتاض اور پرہیزگار شخص تہا۔ یہ شخص چونکہ عالم کو مصنوع کہتا ہے اس لیے اوسکو ماننا پڑا کہ عالم کا کوئی صانع بھی ہے لہذا کہتا ہے کہ دنیا کا جو صانع ہے اوسکا بھی ایک صانع حقیقی اور ہے جسکی تعریف اسطرح کرتا ہے کہ حقیقت موجود حقیقی علم کے مانند ہے اوسکی بساطت پر یہی مثال کافی جانتا ہے۔ اوسکی ذات صفات تمام نقائض ونقائص سے پاک ہے جملہ انفاس اور ارواح پر اوسکی ذات مقدس مثل بادشاہ کے قادر ہے۔ اوس ذات مقدس اور وجود مکرم کو پرم آتما کہتے ہین جہان اوسکا ایک شعبدہ ہے اور وہی ایک ذات تہا تین لباسون مین ظاہر ہوئی (یعنی برمہا بشن مہیش) اور اوسی ایک نے جہان کو آشکارا کیا۔ روح کو اوسکی ذات کے ساتھ اسطرح نسبت ہے جیسے دریا کو موج سے اور شرار کو آتش سے۔ اسی بنا پر روح اور نفس کو جیو آتما کہتے ہین۔ نفس حواس اور بدن سے مجرد ہے۔ خودی کے غلبہ سے قید مین پڑا ہے اسیواسطے اوسکو نفس کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین۔

نفس کی تین حالتین ہین اول جاگرت اوستھا یعنی بیداری اس حالت مین لذائذ طبعی اور مشتہیات جسمانی سے (جیسے کہ کھانا

اور پینا وغیرہ مین آسایش مین تہا مگر غلبہ گرسنگی وتشنگی وغیرہ سے رنجور
ہوا۔ دوسرے سوپنا اوستھا یعنی خواب اس حالت مین مال
مطلوب ومرغوب مثل زر وسیم وغیرہ کے خواب مین جمع کرنے سے
مسرور تھا اور اوسکے عدم حصول مین مغموم تیسری سو پینت اوستھا
یہ وہ حالت ہے جسمین مدعا کے حصول اور اصلاح ہونے پریشانی
وغم کا اظہار ہو اور آسایش اور آزاری سے بیخبر ہو۔ یون خیال
کرنا چاہیے کہ خواب دو قسم کا ہے ایک وہ کہ جسمین انسان کو کچہہ نظر
آوے جسکو عربی مین رویا کہتے ہین۔ دوسرے وہ جسمین بیخبری اور
بیہوشی رہے الغرض اس کتاب کا مصنف نفس کو انہین تین حالتون
مین ہردم گرفتار جانتا ہے اور کہتا ہے کہ انہین حالتون مین
نفس اجساد اور ابدان سے متعلق ہوکر ثواب اندوزی اور نکوکاری
کے سبب خداشناسی اور خودشناسی سے خودوانی پر پہونچتا ہے
اوسوقت دام غفلت ٹوٹتا ہے اور عرفان حاصل ہوتا ہے
اسی عرفان کو گیان کہتے ہین اور گیان وعرفان کے معنی اسطرح
ظاہر کرتے ہین کہ جیسے عام لوگ خواب مین کچہہ دیکہکر جب بیدار ہوتے
ہین تو خواب کی دیکھی ہوئی حالت کو معدوم سمجھتے ہین اور عارف اور
گیانی حالت بیداری کو بہی خواب بیقین کرتا ہے جسطرح رسّی کو غفلت

ہین کبھی سانپ تصور کر کے خوف کھاتے ہین۔ اسیطرح دنیا کی
تمام کاروبار دہوکا ہین اور جوکچھہ نظر آتا ہے اوسیکی ذات ہے
اس ذات کو تریا اوستھا کہتے ہین۔ اور جب عارف علائق اور
عوائق جہانی اور قیود امکانی سے رہا ہو جاتا ہے اس حالت کو
مُکت کہتے ہین۔ یہی مقام برمہا۔ بشن۔ اور مہادیو کے یعنی ہمیشہ
کے ہین۔ مُکت کے بھی پانچ درجہ ہین۔ درجہ اول مقامات برمہا
و بشن و مہادیو وغیرہ اور درجہ دوم و سوم و چہارم اوسی درجہ
اول کے مرتبہ حضوری کے ترقی متصور ہوتے ہین۔ ہر درجہ کی
علیحدہ نام تحریر ہین۔ درجہ پنجم وہ حالت ہے کہ انسان ذات
مین بالکل فنا ہو جاتا ہے۔ دوئی کا مرتبہ باقی نہین رہتا۔
الغرض اس فرقہ کے لوگونکا یہ اعتقاد ہے کہ عالم نمود بی بود اور
ہست نیست نما ہے اور اوسکی حقیقت واجب الوجود ہے۔
اور اشیاء کا ظہور اور عدم اور صور اور ترکیب اور ہیئت سراب
کے مانند ہے اور نیکی۔ بدی۔ غم۔ خوشی۔ طاعت۔ عبادت۔ ریاضت
سب اوہام ہین اور یہ پیکرہاے گوناگون خیالی ہین۔ اور درکات
جہنم اور طبقات بہشت۔ ورجعت وتناسخ وجزاے کردار سب
صور خیالیہ ہین اور فرقہ بیروجوان ویدانت کا عقیدہ ہے کہ

بید یعنی وید مین (جوکہ کتاب آسمانی تصور کرتے ہین) خدا کی ستائش کے باب مین فرشتونکا ذکر ہے اوسکی حالت یہ ہے کہ وہی ذات واحد فرشتون کے لباس مین جلوہ گر ہوئی ہے ورنہ فرشتے وغیرہ کچھ ہستی نہین رکھتے ہین۔ برمھا۔ بشن۔ مہیشر حق کی تین صفتین ہین (برمہا یعنی آفرینندہ۔ بشن یعنی نگاہدارندہ۔ مہیشر برہم زنندہ) اور درحقیقت یہ صفتین دل کی ہین جسکو (مَن) کہتے ہین۔ دل نے جسوقت کسی چیز کا تصور کیا اوسوقت برمھا کی حالت مین ہوا اور جب اوس چیز کو قائم رکھنے کا خیال کیا بشن کے مرتبہ مین مانا گیا اور پھر جب اوسکو برہم کرنے کا تصور کیا مہیشر کہلایا۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ ریاضت اسواسطے کی جاتی ہے تاکہ سالک پر یہ راز افشا ہو جاسے کہ جہان نمود بےبود اور موجود حقیقی خدا ہے اور سواسے خدا کے جو کچھ ہے خیال ہے جو اوسی خدا کی طرف سے ہے۔ فی الحقیقت کوئی وجود نہین رکھتا ہے۔ ان سب دعوونکی دلیل وید کے مضامین سے بتاتے ہین۔ اس شاستر مین چھ نامون پر کامل بحث کی ہے وہ چھ نام یہ ہین۔ برمہا۔ ایشر۔ جیو۔ اگیان۔ سنبندہ۔ بھید لکھا ہے کہ برہم قادر مطلق اور ہستی ہے جسکو پرم آتما کہتے ہین۔ اگیان یعنی اظہار اور غیب دانی۔ سنبندہ یعنی پیوند اگیان کا برہم

کے ساتھ۔ بھید یعنی جدا ہونا انکا ایک دوسرے سے۔ اگیان مین
دو قوتین ہین یعنی اظہار اور غیب دانی جنمین سے اول قوت کو
مایا کہتے ہین اور غیب دانی کی قوت کا ابدیا نام ہے۔ ذات
برہم کا پیوند پانا مایا کے ساتھ ایشر کہلاتا ہے اور جب ذات
برہم ابدیا سے آمیز ہوتی ہے اوسکو جیو بولتے ہین۔ اس شاستر
مین پیدائش عناصر اربعہ اور آکاس یعنی آسمان اور حواس خمسہ وغیرہ
کا بھی بیان ہے اور لکھا ہے کہ جب جیئو آتما یعنی روح اس
کثیف جسم کو چھوڑتی ہے تو چندر لوگ یعنی جرم قمر مین جاتی
ہے اور وہان سے ایک آبی رفیق کے ساتھ مینھہ کی صورت مین
برستی ہے جسکو کوئی نباتات جذب کر لیتا ہے اور وہ نباتات
کسی حیوان کی غذا ہو کر بچہ کے قالب مین پہونچتا ہے۔ اسیطرح
دوسرا جنم لیتا ہے اور پھر فنا سے ظاہری پاتا ہے جبتک
مکت یعنی نجات ابدی نہین حاصل ہوتی یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔
یہی عقیدہ گروہ آخشجان مجوسی کا ہے۔

اس شاستر کا مصنف بیاس جی اور میمانسا شاستر کے مصنف
جیمن کا ایک زمانہ گذرا ہے اور یہ دونون شاستر ایک ہی
زمانہ کی تصنیف ہین (پنج ہزار سالہ) اور یہ بیاس جی اوس بیاس جی

سکے سوا ہین جو زردشت بانی مذہب زردشتی ملک فارس کا شاگرد تھا یہ بیاس جی جنکی تصانیف سے مہابھارت اور ویدانت شاستر وغیرہ ہین بیاس شاگرد زردشت سے بہت قبل گذرا ہے۔ علاوہ ان شاستر ون کے دو شاستر بودھ اور جین نام سے مشہور ہین جنکا حال اپنے موقع پر آئیگا۔ برہمن لوگ ان دونون شاسترونکو شاسترون کی تعداد مین تو شمار کرتے ہین لیکن اُنپر عمل نہین کرتے کہتے ہین کہ یہ گمراہ کرنے والے ہین انکے خیالات اور مضامین پیروان شریعت ہنود کے خلاف ہین۔

الغرض علم حکمت کے سوا اور بہت سے علوم مثل ریاضی۔ ہندسہ۔ جرثقیل۔ علم مثلث۔ طب۔ تشریح وغیرہ ہند مین پیدا ہوے اسکا پورا اطمینان نہین ہوتا کہ یہ علوم خاص ہندیونکے ایجاد ہین کیونکہ اوسوقت مین جبکہ انکی ابتدا ہندوستان مین پائی جاتی ہے اکثر ملکون مین متفرق مقامات پر یہ علوم جاری ہو چکے تھے اور اون ممالک کے باشندے ہندوستان مین آ آکر مقیم ہوتے تھے پس ہوسکتا ہے کہ آنے والونکے میل جول سے یہ علوم آریہ برہمنون مین جاری ہوے ہون۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الغرض رفتہ رفتہ بہت سی صنعتین اور بہت سی علوم رواج پاگئے

اور ملک بہار کے کتب خانے اور مدرسہ کی بدولت تمام علوم شستہ
اور صاف ہو ہو کر ترقی کے ساتھ مخلوق کو فائدہ پہونچانے لگے
ایک علم اکرم بپاک کے نام سے نامزد ہوا جو دنیا کے کسی ملک مین
نہین پایا جاتا جس سے تناسخ ہاے گذشتہ کا حال صاف بے کم و
کاست ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا چشم دید واقعہ۔ یعنی یہ جزای
اعمال متوفی کی اوسکی دوسرے جنم مین کیا کیفیت ہے اور اوسکی
آزادی اور رہائی کا چارہ کیا ہوسکتا ہے اور کس عمل کی وجہ سے
فرزند پیدا نہین ہوتا۔ کیون تہیدست ہے۔ اسی قسم کے تمام حالات
معلوم ہوجاتے ہین۔

ایک اور علم ہے جو اندرجال کہلاتا ہے اوسمین نقوش اور طلسم
اور نیرنجات اور شعبدہ وغیرہ کا ذکر ہے۔

ایک علم رتن پریچھا کہلاتا ہے اوسمین جواہرات کی شناخت اور
اونکی تاثیرین وغیرہ تحریر ہین۔

ایک علم رس بدھیا کے نام سے مشہور ہے۔ اسمین دہاتونکے
کشتہ کرنے اور اونکی تاثیرین اور استعمال وغیرہ کی ترکیبین
درج ہین یہ علم بہت مفید ہے جسکی بدولت لاکھون امراض لاعلاج
کا دفعیہ ہوتا ہے اور طرح طرح کی قوتین معلوم ہوتی ہین۔

ایک علم کام شاستر کہلاتا ہے جسمین طرز معاشرت مرد وزن کے چور اسی طریقہ بتائے گئے ہین اور ہر طریقہ کی بھلائی برائی مثل آئینہ کے ظاہر کی گئی ہے۔
ایک دوسرا علم ہے جو سنگیت کہلاتا ہے اسکے اصول ایسے دلفریب ہین کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا تمام راگ وغیرہ کی کنہہ اور طریقہ اور اوسکے اثر اور اوقات اور دلچسپیان بیان کی ہین اہل ہند نے اس علم کے اصول کچھہ اسطرح کے قائم کئے ہین کہ سمجھنے سے روح کو کیفیت اور فنائیت کے حالت پیدا ہوتی ہے واقعی یہ علم دنیا کے تمام اقوام کے علم موسیقی سے نئے طور پر ہے۔ ہر قوم اور ہر ملک مین اس علم کا چرچا ہے مگر ہندوستانکا علم موسیقی سب سے علحدہ ہے البتہ کچھہ باتین ملک فارس کے علم موسیقی سے تطبیق رکھتی ہین۔
علم نجوم مین تو ہندکے برہمن دیگر ممالک کے اختر شناسون سے کہین اعلی ہین اور بہت خوب کنج کاویان کی ہین۔ حالات نہایت صحیح دریافت کرتے ہین۔ جبتک ہندوونکا راج رہا۔ اس علم کا ہند مین بہت چرچا رہا بلکہ دربارون مین اس علم کی بہت قدر و منزلت رہی حتی کہ کوئی امرا یا فرمانروا بغیر منجم کے مشورہ کے کوئی امر نہین

کر سکتا تہا۔ البتہ اہل اسلام کے زمانہ مین اس علم کی بے قدری ہوئی کیونکہ وہ لوگ اپنے مذہبی اصول کے موافق اس بات کو بُرا جانتے ہین اور غیب کے حال کا راز دار سواے خداے بزرگ کے کسیکو نہین سمجہتے۔ تاہم ابتک کبہی کبہی کوئی اختر شناس ہندوستان مین ایسا نکل آتا ہے جو اس علم مین پوری دستگاہ رکہتا ہے۔ مگر اب یہ سب علم بوجہ انقلاب زمانہ ہندوستان سے ناپید ہوگئے ہین اور ہوتے جاتے ہین اور بہی علاوہ انکے بہت سے علوم اور فنون اہل ہند مین مروج ہین جو خاص ہندیونکی ایجاد سمجہی جاتی ہین۔

ہندوؤنکی چند کتب کی تصنیف کا زمانہ

زمانہ تصنیف

نام کتاب	قبل از عیسی علیہ السلام	بعد سنہ عیسی علیہ السلام	قبل سمت بکرم	قبل سلاکہ سالاہن
وید	۲۰۰۰		۱۹۴۳	
ویدکے چار حصہ ہونے	۱۴۵۰		۱۳۹۳	
مہابہارت	۱۴۵۰		۱۳۹۳	
ویدانت شاستر	۱۴۰۰		۱۳۴۳	
میمانسا شاستر	۱۴۰۰		۱۳۴۳	
یاگ ولک سمرتی	۱۴۲۰		۱۳۶۳	
روپک سدہانت	۴۰۰		۳۴۳	
پراسر سمرتی	۸۵۰		۷۹۳	
پانتے کاتیاین بیاڑسے	۲۵۰		۱۹۳	
بیج سدہانتکا		سنہ ۵۰۶	سمت ۵۶۲ بعد	
سریہ سدہانت شرومنی		سنہ ۱۱۱۴	سمت ۱۱۷۱ بعد	
بہاگوت سکند بوجی کی	۱۴۵۰		۱۳۹۳ قبل	
برہد لتہا				
اتہاس وبیکا چانڈکے	۳۲۵		۲۶۸ قبل	
بہوشش پران				
بشنو پران				

اشاعت مذہب بودہ

واقعی وید کے پہلے مصنفون نے ابتدائے تہذیب قوم اور ترتیب وید سے استحکام آئین کا ایسا ڈہنگ ڈالاتہا کہ گویا وید آریہ گروہ کے انسانون پر بمنزلۂ بادشاہ ذی اختیار اور حاکم خود مختار کے تہا اور گروہ کے تمام مرد وزن بطور رعایا اوس بادشاہ کے فرمانبردار اور مطیع کار مانے جاتے تھے۔ وید کے احکام سے گریز کرتے ہوے انسان ڈرتے تھے وجہ گریز نکرنے کی بظاہر یہ معلوم ہوتی ہی کہ احکام وید کے بغیر تعمیل کئے ہوے چارہ نتہا کیونکہ تمام کاروبار اوسی پر موقوف تھے۔ علاوہ اسکے شروع سے نہ علوم تھے نہ اونکی طرف توجہ کرنے کی نوبت پیش آئی تھی۔ مدبران قوم نے جسکو جوکچہہ بتا دیا تھا وہ اوسی کا پابند ہورہا تھا اوس سے سرتابی یا اوسمین چون وچرا کرنا گویا خلاف ورزی امور ملت اور انحراف حکم بزرگان دین جانتے تھے۔ ہرشخص سرجہکائے احکام وید کو تسلیم کئے ہوے سیدہے راستہ پر چلا جاتا تھا۔ کسیکو ٹہٹکنے یا راہ روی کے اسباب دریافت کرنے اور اسباب کیواسطے حجتین پیدا کرنے سی کام نہ تھا۔ جبکہ آریہ برہمنون کو علوم کی ترقی نصیب ہوئی اور

انسانی دماغی قوتین تخیلات کے بار برداشت کرنے پر آمادہ ہوئین
تو نئے نئے نتیجے پیدا ہونے لگے یعنی قوت واہمہ اس موجودات کو
عالم اسباب پر قرار دیکر فرضی دلائل قائم کرنے مین مصروف ہوئی
اور وہم وگمان کے خودسر حاکم یعنی انسان نے تصور کی بے بنیاد
قلعہ کی حفاظت اور امن کیواسطے دلائل کے بودی فوج کو کافی
جانا۔ چنانچہ طلبار مدرسۂ بہار کے وہ طائران فکر جنکو قدیم سے بے بال و
پری کا دعوی تھا اب فلسفی اشارات کی سبب پر پرواز پیدا کر گئے
اور اس فلسفہ کو استدلالی اور طلسمی ڈہونگ کو اک شگفتہ باغ اور
خوش منظر تصور کرکے سیر وتماشا کرتا چاہا اور نئے نئے مضامین کی
ہواے سرد نے دل ودماغ کو تازگی پھونچاکر تصورات کی وسعت
کا سبق پڑہایا تو بہت سے طالب علم فیلسوف بننے کی غرض سے
کتاب حکمت کے اوراق کھولکر اپنی اپنی ناقص فکر کی رسائی دکھانی
لگے اور اوس نظریات کو جو وہم وگمان سے بھی دور ہے صفحہ ہستی
کے ناپائیدار بدہیات پر موقوف سمجھکر خیالی گھوڑے دوڑانے لگے
اجرام علوی کو اجسام سفلی سے مشابہ کرکے زمین وآسمان کے
قلابے ملائے گئے اور خاکی مخلوق کو نوری کے مراتب پر پہونچاکر
اُلوہیت کے بھی خاکے اوڑائے گئے ذہنیات اور الہیات

بھی ان تصوری حملون سے سلامت نہ بچے۔ فلسفہ کے لق و دق میدان مین کوتاہ نظر مادہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر مقامات خالق و مخلوق کی جستجو مین ہر طرف نگران ہوئے اور دائرہ افق کو اپنی منزل مقصود کا کنارہ تصور کرکے اپنے اپنے سامنے کے سمت صاف اور بے روک ٹوک دیکھکر جلد پہونچ جانے کے امید مین دوان ہوئے جاے غور ہے کہ ضعیف اور کمزور مادہ کی پیدایش انسان جو کہ اپنی بے بنیاد ہستی کی ظاہری حالت بھی کماحقہ نہین دریافت کر سکتے۔ وہ اوس خدا اے عالم اور پایندہ ہستی مطلق کی کنہ اور باطنی امور کو کیا سمجھہ سکتے تھے۔ آخر دیوانہ وار ہر طرف بھٹکنے لگے۔ حتی کہ خیالی قوت اپنی اصلی طاقت سے بلند پروازی کے باعث ضعیف ہوئی اور اوس وسیع میدان تصور کے لاطائل نشیب و فراز سے کوشش بلیغ کے پاے ہمت کو بیجا دوا دوش سے شکستگی نصیب ہوئی پھر توماندگی کے سبب طبع ملول کو میدان کے ہر بلندی نشان منزل معلوم ہونے لگی اور ہر تودہ سنگ سنگ در مطلوب نظر آنے لگا آخر انتہا سے ضعف سے جو جہان گر پڑا اوس نے وہی منزل سمجھہ لی۔

چنانچہ ظاہر ہوتا ہے کہ چھون شاسترونمین ہر شاستر کا مصنف اپنی اپنے منصوبہ کی رام کہانی جدا جدا بیان کرتا ہے۔ علاوہ شاسترون کی

اور بھی بہت سے گروہ جو دراصل جدا جدا تعلیمون کے بانی ہوئے
ہین تھوڑی تھوڑی جماعت کے ساتھ مختص رہے ہین اونکے مذہب نے
غلو حاصل نہین کیا اسیوجہ سے اونکے مکتوبی مجموعہ بہت کم پائے
جاتے ہین - صرف اونکی تعلیم کا رواج سینہ بسینہ چلا آتا ہے - اصل
مین اونکو کسی بڑے فرقہ سے کسی قدر تعلق ضرور ہوتا ہے
جسکی پیروی اونکی پردہ دار ہوتی ہے اوسمین اونکے توہمات اور نئے
عقائد مل جل کر اپنے گروہ کو دوسرون سے جدا کرتے ہین - ان
سلسلون کو کئی سو برس تک ترقی ہوتی رہی اور بہار کا دار العلوم اطراف عالم مین
مشہور ہوا - ہندوستان کی متفرق بستیون سے علم کے مشتاق تحصیل
علوم کے لیئے آتے اور کامل ہو ہو کر اپنے وطن کو جاتے تھے -
للتا دستر اکا مصنف لکھتا ہے کہ اسی زمانہ مین ملک بہار کی ایک
بستی جسکا نام پہلے کپل وستو تھا آریہ کے ایک چھوٹے گروہ قوم ساکیا
سے آباد تھے - یہ بستی شہر بنارس سے ایک سو میل کے بعد پر گوشہ
شمال و مشرق مین روہنی ندی کے کنارے جسکو اب کوہا کہتے
ہین بسے ہوئے تھے - یہ ندی ہمالیہ پہاڑ سے اوس بستی سے ۳۰
یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر شمال مین نکلی تھی - آریہ گروہ کا یہ چھوٹا سا مجمع
باقی آریہ گروہون سے پورب کی طرف زیادہ بڑہکر علٰحدہ ہو گیا تھا

بلکہ چند بڑی غیر جماعتون کے درمیان حد فاصل ہوگیا تھا یعنی اس جماعت کی پورب مگدہ کی بڑی قوی بادشاہت تھی اور شمال مین تاتاری فرقہ جو منگولین خاندان سے وحشی کہلائے جاتے تھے آباد تھی - پچھم مین وہ زمین تھی جسکو آریہ برہمن متبرک جانتے تھے اور وہ زمین بھی انہین مذکورہ وحشیون سے آباد تھی - اونھین اطراف مین ایک دوسری زبردست آبادی تھی جسکا نام سہراوستو تھا اس آبادی کے باشندون اور مگدہ کی رعایا مین اکثر مخالفت رہا کرتے تھے - اسی مخالفت کے باعث ساکیا قوم خود مختار رہتی تھی اور جو حملہ اس پر ہوتا اوسکو آسانی دفع کرتی تھی اوسوقت مین گروہ ساکیا کی گذران کا ذریعہ مویشی اور دھان کی پیداوار تھی - کوہا ندی کا پانی اونکی ضرورتون کے واسطے کافی سمجھا جاتا تھا - اس ندی کے شمال مین اکثر بستیان اوس قوم کی تھین جسکو کول یا کولین کہتے تھے - بعض اوقات کولین اور ساکیا فرقون مین وہی ندی کا پانی جنگ وجدل اور قتل وغارت کا سبب ہوتا تھا - لیکن کول خاندان کے راجہ کی دولڑکیان ساکیا کے راجہ یا حاکم کو منسوب تھین اور وہ دونون بے اولاد ہونے کے سبب مایوسانہ زندگی بسر کرتی تھین کیونکہ آریہ گروہ کا عقیدہ تھا کہ انسان کو مرنے کے بعد آرام تب حاصل ہوتا ہی جب اوسکا بیٹا کریا کرم کرے

جاتکا کی شرح جو ۴۳۰ء مین لنکا مین لکھی گئی ہے اس مضمون کو ظاہر کرتی ہے کہ بفضل ایزدی پینتالیس برس کی عمر مین بڑی بہن کو حمل رہا اور میکے جاتے وقت راہ مین لمبنی کنج کے مقام پر ایک لڑکا تولد ہوا جسکا نام بودہ مشہور ہوا اوس بچہ کی والدہ میکے نہ گئی اپنے گھر کو واپس آئی اور بعد سات روز کے راہی ملک بقا ہوئی متوفیہ کی دوسری بہن نے جو دراصل اوسکی سوت بھی تھی اوس بچہ کو پرورش کیا۔ سب سے پہلے اوس لڑکے کا نام سید ہارتار کھا گیا۔ (اس نام سے اوسکی قوم مین اور بھی چند انسان گذرے تھے۔) خاندانی نام جب اوس بچہ کا حسب رسم قدیم گوتم مقرر ہوا کیونکہ اُن اطراف کے راجپوتون کا خاندانی نام قدیم سے اتبک گوتم ہوتا ہے ہم بھی آیندہ اس کتاب مین اس لڑکے کو گوتم کے نام سے معروف کرینگے اس مذہب کے مقلدون نے گوتم کا نام بوجہ ترک ادب چھوڑکے اپنے مکتوبات مین بودہ منی اختیار کیا ہے۔ اسی بنا پر اور بھی چند نام اوسکے مشہور ہین۔ یعنی ساکھاسنگہ۔ ساکتامنی۔ سوگاتا۔ ساتھا جنا۔ بھاگوا۔ لوک ناتھ۔ سروجنا۔ دہرم راج وغیرہ۔

گوتم کی شادی صغر سنی مین اوسکے ماموں کی بیٹی سے ہوئی تھی جنوبی

٭ نگر ضلع بستی مین ایک قصبہ ہے جو زمانہ قدیم مین راجہ لمبنی تھی اوسکی تمام خاندانی لوگونکا بھی لقب گوتم تھا۔

تحریری واقعات سے افشا ہوتا ہے کہ گوتم کے چند رشتہ دار اوسکو
تارک الدنیا دیکھکر طعنہ زن ہوے کہ گوتم بوجہ عیش وعشرت سپاہگری
اور ملک داری کی قابلیت نہین رکھتا۔ گوتم اس امر سے واقف ہوکر
ایک روز معین کرکے تمام راج کنور ون کے مقابلہ مین فنون سپہ گری
مین کامل اور پورا ماہر ظاہر ہوا۔ اس بیان کی تصدیق کتاب
مدہو رتھہ ویلاسنی کے مضامین سے بھی ہوتی ہے۔ شاید یہ واقعہ
شادی سے قبل گذرا تھا۔ بعض مورخون نے اس واقعہ کی بنا یہ لکھی
ہے کہ گوتم تنہائی اور خاموش بیٹھا رہنا ہر دم پسند کرتا تھا اسیوجہ سے
اوسکے باپ نے خیال کیا کہ اسکو کسی دوسرے شغل مین مشغول کرنا چاہیے
تاکہ اوسکے خیالات تبدیل ہوکر ملکی معاملات کی طرف متوجہ ہون کہ
بعد وفات اپنے باپ کے ملک کا انتظام اچھی طرح کرسکے۔ اسی
منصوبہ کو پختہ کرکے گوتم کی شادی کی تجویز کی اور بیٹے پر طعنہ زن ہوکر
اوسکو اوس سوبمبر (یعنی شوہر پسند کرنے کی مجلس) کی طرف آمادہ کیا
جوکہ اوسکے ماموں کی بیٹی نے اپنے بیاہ کے واسطے قرار دی
تھی۔ آخر گوتم نے باپ کی فرمانبرداری سے سوبمبر مین پہونچکر تمام
کنورون اور راجون اور راجہ زادون کو معرکہ مین ہرا کر شادی
کا استحقاق ظاہر کیا اور شادی ہوئی۔ اس شادی کے زمانہ مین بھی

وہ اپنا وقت ہمیشہ یاد خدا اور دھیان معبود مین گذارتا تھا اسیطرح اونچاس ۲۹ برس کی عمر تک اوسکی یہی حالت رہی ۵۹۶ برس قبل مسیح سے اوسکے ایک بیٹا بھی پیدا ہوا جس سے وہ اور زیادہ متردد ہوا کہ دنیاوی تعلقات جن سے انسان کو مشکل سے رہائی ہوتی ہے دمبدم زیادہ ہوتے جاتے ہین۔ بودہ کی سوانح عمری کا مصنف لکھتا ہے کہ لڑکا تولد ہونے سے کسیقدر پہلے گوتم کے قلب مین قابلیت اثر پذیری کی زیادہ ہوگئی تھی چنانچہ غیب سے مختلف وقت مین چار صورتین کچھہ بیمار اپاہج ستیجے وغیرہ نظر آئین جنسے گوتم کے دل پر بھاری اثر پڑا اور دنیا کی بری حالت اور بے ثباتی اوسکی نظر مین یقین کے مرتبہ کو پہونچی گوتم نے اپنے مصاحب چاناسے اون حالات کی اصلیت دریافت کی جو کہ اوسپر بیمارونکے معاینہ سے پیدا ہوئی تھی۔ اوسکے مصاحب نے بھی کچھہ پُرتاثیر مضامین گوش زد کئے جنکے سُننے سے وہ دنیا سے نہایت دل برداشتہ ہوگیا غرض جس شب کو گوتم کے بیٹا پیدا ہوا اوسی شب کو نصف شب گذرنے کے بعد چاناسے گھوڑا (بقول بعض رتھہ) طلب کرکے سوار ہوکر مصاحب کو ہمراہ لیکر آبادی سے دور بھاگ جانے کی غرض سے چلدیا یہ حالت سنسکرت کی ایک کتاب مہانبس کرمنا سوترا نام مین بھی تحریر ہے

الغرض گوتم اوسی حالت سے مصاحب کو ہمراہ لیئے ہوے کولیا
حکومت کی حد کے اوسپار الوما ندی کے کنارہ پر پھونچا وہان
اپنا زیور اور گھوڑا وغیرہ تمام سامان جو سفر مین ہمراہ تہا چانا کے
حوالہ کیا کہ کپلوستو کو واپس لے جائے۔ مصاحب سے جدا ہونے
کے بعد گوتم نے سر کے بال وغیرہ تراش کر سادہو ونکی سی صورت
بناکر راج گڈہ یا (راج گر) کی راہ اختیار کی۔ اوسوقت مین
راج گڈہ مگدہ کا دار السلطنت تہا وہان کا راجہ جو ہمت اور
شجاعت اور قوت ملکی بخوبی تمام رکھتا تھا بمبسارا کے نام سی مشہور
تھا۔ یہ شہر عمدہ مقام پر آباد تہا اسکے چارونطرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیان
جو بندھیاچل کے شمالی دامن کہی جاسکتی نہین قدرتی حکمت سے
پیدا تھین ان پہاڑیون کے گوپھون مین بہت سے فقیر اور سادہو
جو تارک الدنیا معلوم ہوتے تھے رہتے تھے۔ سادہو شہر سے دور
آدمیونکے غل و شور سے بچکر یہان دھیان گیان کی مالا جپتے تھے
اور آیند و روند کے خطرات سے محفوظ ہوکر قدرتی دل خوش کن
منظرون کی سیر مین مصروف ہوکر اس شعر کی مضمون کی تصدیق کررہے تھے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقِ دفتریست معرفتِ کردگار

گوتم نے سب سے پہلی ان برہمن سادہوون مین ایک شخص الارا

نام سے تعلیم کا سلسلہ شروع کیا مگر بعد چندے جب قلبی تشفی نہوئی تو اودکارا سے توجہ اور حصول مدعا کی کوشش کی۔ الغرض یکے بعد دیگرے یہان کے سب موجودہ برہمن سادہوون سے جوکہ دراصل عالم ہی تھے فلسفہ کے رموز اور اشارات کماحقہ حاصل کئی بعض مورخ مذکورۂ بالا مضمون تعلیم گوتم کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ گوتم سب سے پہلے نبارس گیا اور وہان علم الہیات کی تکمیل کرکے ان سادہوونکے پاس آیا کیونکہ نبارس ایسے علوم کے واسطے اُسوقت مین مشہور آفاق ہورہاتہا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ بات بہی یادرکھنے کے قابل ہے کہ برہمنون کی فلسفہ اور علم الہیات وغیرہ کی وہی چہہ شاستر مروج تھے جنکا ذکر ہم اوپر لکھ چکے ہین۔

الغرض گوتم کو تعلیم سے تسکین نہ حاصل ہوئی تب اوس نے قصد کیا کہ علٰحدہ گوشہ گیر ہوکر نفس کشی کے قواعد پر لحاظ کیا جاسے کہ یہ بھی کچہہ مفید ہوتے ہین یا نہین۔ اسی انتشار مین گوتم پہاڑون پہاڑون قدرتی منظرون سے دل کے خیالات کو ترقی دیتا ہوا گیا کے قریب یو ملا کے جنگل مین پہونچا اور چہہ برس تک مع پانچ شاگردون کے سخت ریاضت اور نفس کشی مین مصروف رہا۔ اس مشقت سے بھی جب کچہہ نہ حاصل ہوا تو گوتم کا قلب ڈانواڈول ہوا کہ مبادا اندہ العمر

کی محنت رائیگان جائے اور گوہر مراد نہ ہاتھ آئے اس دو بدہ میں ایک روز ضعف سے غش آگیا اور جب غش سے افاقہ ہوا تو طبیعت کو یکبارگی پلٹ دیا اور نفس کشی کو چھوڑ کر راحت تن کو خواہشات کی آزادی سے حاصل کرنے مین مبالغہ کرنے لگا اور شاگردون کو بھی تعلیم کی کہ نفس کشی فضول ہے راحت اختیار کرو۔ اس بیان سے شاگرد متنفر ہو کر گوتم کو چھوڑ گئے یہ تنہا رہ گیا۔ ایسی ہی حالت مین گوتم تنہا نرنجارہ ندی کے کنارہ پہونچا وہان اوسکو ایک نا آشنا اور غیر گاؤن کے لڑکے نے کہانا کہلایا جسکا نام سوجانا تہا گوتم نے پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھکر کھانے سے سیری حاصل کی اوس روز سے اوس درخت کا نام بو برجہہ[عسہ] (یعنی درخت دانش) پڑ گیا۔ بعدہ اُس درخت کی پرستش ہونے لگی۔ بودہ گیا کے مندر[+] مین ایک درخت ابتک موجود ہے بعض کا قول ہے کہ اوسی درخت کی ایک شاخ لگادی گئی تھی۔ ہندؤن مین پیپل کے درخت کی عزت اوسی روز سے اور اوسی بنا پر کی جاتی ہے کہ وہ ایک بزرگ شخص کے ایک واقعہ کی یادگار ہے۔ یہ عزت بودہون سے لی گئی ہے۔

+ یہ مندر سنہ [illegible]ء مین راجہ امر سنگہ نے تعمیر کرایا تہا۔ لیکن بعض کا قول ہے کہ اس مندر کی نیو راجہ اشوک کو ہے

عسہ اس درخت کی ایک شاخ عیسیٰ سے تین سو برس قبل ایک شہر انورادپورہ مین جو ملک لنکا مین واقع ہے لگائی گئی ہے جو ابتک موجود ہے۔ یہ درخت تمام دنیا کے درختون سے پرانا ہے۔

آئینہ خلاق کی عبادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بودہ اس درخت
کے نیچے تمام دن رہا اور وہی خیال اور وسوسہ اوسکے دلمین سماتی
رہے۔ جس فلسفہ پر اوسکو رہبری کا یقین کامل تہا وہ راہزن نظر آیا
اور جس ریاضت کو اوس نے حضوری کا پورا ذریعہ جانا تہا وہ دہوکا
معلوم ہوا۔ ہمیشہ گوتم کے دل مین خیال جمارہا کہ تمام دنیاوی چیزونمین
بدی کا تخم ضرور ہے مگر اسوقت مین وہ اون خیالات سے باز آیا اور
گھربار کی خوشی موج زن ہوئی۔ دولت کی محبت کشش کرنے لگی
اسی کشمکش مین دن تمام ہوا شام کو ہونے والی بات نے رنگ
جمایا کچہہ غش سا آیا جسمین گوتم نے روشن ضمیری کا مرتبہ پایا اور تمام
وسوسہ جو اوسکے دل مین راہ سے گمراہ بنانے کی کوشش کر رہے
تھے سب صاف ہو گئے۔ رنج و راحت کا مسئلہ بخوبی تمام حل ہوگیا
اسکے بعد گوتم نے اپنے تجربہ اور خیالات مذہبی (کہ جو اوسکو وسوسہ
دور ہونے کے بعد پیدا ہوے اور وہ وہی خیالات ہین جو اوسکا
مذہب ہے) ظاہر کرنے کی غرض سے اور اپنا مذہب پہیلانے کی
وجہ سے بنارس کا ارادہ کیا ترتنا دہرم راج کی تصنیف سے معلوم
ہوتا ہے کہ تہوڑے عرصہ کے بعد ایک روز شام کے وقت اوس
مقام پر پہونچا جسکو رمنہ کہتے تھے اور اب دہمک کے نام سے

مشہور ہے۔ یہ مقام بودہ مذہب والون کے خیال کے موافق
متبرک سمجھا جاتا ہے مگر اوس درخت دانش سے مرتبہ مین کمتر مانا
جاتا ہے راجہ اشوک نے عیسٰی سے تین صدی قبل اس
مقام پر ایک مینار بھی بنایا تھا چین کے سیاحون نے اوسکو
دیکھا ہے وہ اپنے سفرنامون مین اوسکے حالات نقل کرتے ہین
ابتک اوسکے نشانات کسی قدر باقی ہین۔ الغرض یہ مقام شہر سے
تین میل کے فاصلہ پر تھا یہان اوسکے وہ شاگرد بھی جو کہ تپشا
وغیرہ کے وقت (جبکہ اوسکے خیالات بدل گئے تھے) اوس سے
جدا ہو گئے تھے پھر آملے۔ بودہ نے اونکو اپنے مذہب کے
سچے اصول سمجھائے جنکو آٹھا انگ کہتے ہین اور وہ یہ ہین۔
شودو وشواش (یعنی سچا عقیدہ۔ شو یشی یعنی سچا اصول۔ شودہ یاک یعنی
سدست گوے۔ شودہ کرم یعنی افعال۔ شدہ جیون یعنی سچا طریقہ
بسر اوقات۔ ست جتن یعنی سچی کوشش یا فکر۔ شودہ جتنا۔ یعنی
راست توجہ۔ شودہ سمادہی۔ یعنی سچے دل سے دہیان کرنا۔
اس راہ پر چلنے کی ضرورت چار سچائیون سے ہوتی ہے۔ اول
دوکھ دویم دوکھ کا کارن سوم دوکھ کے نبرتے۔ چہارم جس
طریقہ سے دوکھ کی نبرتی ہوتی ہے۔ اول دوکھ پیدایش سے

جسمین بیماری موت سب تکلیف وہ ہین جس چیز کو پیار کرتے ہین
اوسکی جدائی سے دوکھ ہوتا ہے ایسی چیزون سے نفرت
کرنی جسکو نظر سے دور نہین کر سکتے۔ ایسی چیز کی خواہش کرنی جو
نہین ملسکتی یہ سب موجب تکلیف ہین۔ المختصر دل کی وہ حالت
جسمانی تعلق کے ساتھ رہتی ہی جسکا یہ یقین ہو کہ ہم بھی کوئی چیز ہین اور
سب چیزون سے جدا موجود ہین موجب تکلیف ہے۔
دوم۔ دوکھ کا کارن یہ ہے کہ دنیاوی کام خواہش کی ترشنا
یعنی تکلیف کو بڑہاتا ہے اور ترغیب دیتا ہے کہ کوئی چیز ایسی چاہیے
جس سے اوسکی تشفی ہویا اون چیزون کی خوف سے جو نفسانی
خواہشات کی تابع ہین یہی دوکھ کا کارن یعنی سبب تکلیف ہے۔
سوم۔ دوکھ کے نبڑتے۔ پوری کامیابی حیوانی خواہشات و
ترشنا کا ناش یعنی دوکھ کزوال کے یہی دفیعہ تکلیف ہے۔
چہارم۔ وہ طریقہ جسکے ذریعہ سے دوکھ کے نبڑتے ہوتے
ہی اون آٹھون انگ کا مقصد ہے جو اوپر بیان ہو چکے ہین۔
اسکے بعد یہ گوتم نے بیان کیا کہ یہ مراتب اوسکو نہ وید کی تعلیم سے
حاصل ہوئے نہ کسی کے سکھلانے سے۔ صرف خیالی دانش اور
باطنی ترقیون سے حاصل ہوے ہین۔ یہ سب مضامین گوتم کی

سوانح عمری کا مصنف اپنی تحقیقات مین خوبی کے ساتھ لکھتا ہے۔ ان شاگردون مین سے سب سے پہلے جس نے گوتم کا مذہب اختیار کیا اوسکا نام کوندینا تھا اور دوسری اُسکے بعد معتقد ہوسے۔ گوتم کی تعلیم مین ذات کا لحاظ نہ تھا ہر ادنیٰ اعلیٰ امیر غریب عالم جاہل وغیرہ سب کو برابر تعلیم دیتا تھا۔ بنارس پہونچکر سب سے پہلے دو عورتین ایمان لائین۔ مردونمین چیلے ہونے کی غرت سب سے اول جسّا نام نے پائی یہ شخص پہلے دولتمند تھا بعدہ فقیری پسند ہوا اوسکے بعد جسّا کے بال بچے بیوی وغیرہ سب بودہ متی ہوگئے۔ بودہ مذہب کی یہ قید نہ تھی کہ سب فقیر ہوجائین۔ نہین بلکہ وہ گرہستون کی بھی بڑی قدر کرتا تھا۔ اب روز روز گوتم کے معتقدین ترقی کرتے جاتے تھے اور اونکی تعداد ہر دم زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ پانچ مہینے گوتم نے پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھکر تعلیم اور توجہ باطنی کا درس دیا۔ بعدہ تین مہینے بیگدلا کے رہا۔ اس اٹھ مہینے مین گوتم کے شاگردون کی تعداد قریب ساٹھ چیلون کے پہونچی تب اونکی سب کو یکبارگی سامنے طلب کرکے متفرق مقامات پر مذہب کی پھیلانے کے واسطے جو ہدایت کی تھی اوسکا مضمون یہ تھا۔

میرے پیارے شاگردو۔ مین اوس حواس خمسہ کی قید سے آزاد ہو چکا ہون جو مثل جال کے آدمیون اور دیوتاؤن کو گھیرے ہوئے ہی۔ تم لوگ بھی اوس اعلیٰ تعلیم کی بدولت جو ہم نے تمکو سکھلائی ہے آزاد ہو۔ اب ہم لوگون پر فرض ہے کہ آدمیون اور دیوتاؤن کے لئے محنت کرین اور اونکو راہ راست پر لاوین۔ اب ہم لوگ جدا ہون۔ مختلف راہ سے جائین۔ اس طور پر کہ دو شخص ایک ہی طرف نہ جائین۔ تم لوگ رخصت ہو اور اس عمدہ ترین دہرم کو سکھاؤ۔ ہر ایک باریکی کو صراحت اور وضاحت سے بتاؤ۔ بڑی خبرداری اور توجہ سے اسکے عقیدہ کو حل کرو اس قانون کے آغاز اور وسط اور آخر سے ہر ایک شخص کو بلا قید کے آگاہ کرو۔ عام طور پر اس راز کو ظاہر کرو۔ بیشک تم کو ایسے لوگ ملینگے جو خواہشات کے تابع ہین۔ تمہاری تعلیم سنکر اس غلامی سے آزادی حاصل کرینگے۔ مین موضع سیبنا کی طرف جو جوار یولا کے متصل ہے جاتا ہون جاؤ سدہارو۔

یہ وعظ سن سنا کر سب نے ایک ایک طرف کی راہ لی اور گوتم کی تعلیم کے موافق عمل درآمد کرنا شروع کر دیا۔ گوتم کا یہ حال ہوا کہ خود آٹھ مہینے چلتا پھرتا اور چار مہینے برسات کے کسی خاص مقام

پر قیام کرکے تعلیم دیتا۔ چنانچہ جنوبی ملکون مین جہان بودہ دہرم
مروج ہے اتبک سادہو لوگ گوتم کی تقلید کرتے ہین۔ اب
اکثر سادہوؤن نے آبادی بھی اختیار کرلی ہے مگر برسات کے
موسم مین جیسے کہ گوتم آبادی سے کچہہ فاصلہ پر پھونس کے جھوپڑون
مین بسر کرتا تھا اسیطرح یہ لوگ آبادی چھوڑتے ہین بلکہ اکثر آبادی کے
لوگ ان سادہوونکو بلاکر اپنی حدود مین بھی لایا کرتے ہین اور
سادہو وہان چار مہینے آرام سے پالی زبان کا ٹیکا پڑہ پڑہ کر
لوگون کو سناتے ہین۔ سامعینون مین بلا قید رذیل و شریف اور
مرد و عورت اور مذہب اور غیر مذہب سب کو داخل کرتے ہین
اس زمانۂ برسات کو واس کہتے ہین جسکا سنسکرت لفظ ورش
ہے اور معنی بارش کے ہین۔ لنکا مین یہ زمانہ بہت سہانا ہوتا ہی
لنکا مین یہ جھوپڑے متبرک متصور ہوتے ہین اور اونہین بانا
یعنی باک پڑہتے ہین۔ تاڑ کے درخت کے نیچے کپڑہ اور پتون
سے جھوپڑونکو آراستہ کرکے شب ماہ مین صاف زمینون پر
بیٹھکر اکثر جاتکا سناتے ہین وہ جھوپڑے ہر طرف سے
کھلے رہتے ہین۔ اس کتھا کو لوگ نہایت دلچسپی سے شب بھر سنتے
ہین۔ زمانہ حال مین یہ جلسہ بطور یادآوری رسم قدیم ہوتے ہین

اب انکی اصل غرض فوت ہو گئی ہے۔
الغرض اسی سیاحت کے زمانہ مین گوتم ارویلا کے جنگل مین پہونچا وہان تین شخص جو آپس مین بہائی تھے اور اونکو کاسپ کہتے تھے اپنی عبادت ریاضت مین ہمیشہ مصروف رہا کرتے تھے شہر کو چھوڑ کر آبادی سے دور جنگل مین جہان انسان کا گذر کم تھا یاد معبود مین مشغول تھے۔ ان اشخاص کا مذہب آتش پرست تھا۔ تھوڑے عرصہ تک گوتم اونکے قریب مقیم رہا بعد کچھہ عرصہ کے بڑا بھائی اوسکا مطیع ہوکر مذہب بودہ مین شامل ہو گیا۔ رفتہ رفتہ گوتم کے پند و نصائح کا ایسا اثر ہوا کہ تینون بھائی بودہ مذہب کے مقلد ہو گئے۔ جب یہ تینون شخص بودہ متی ہو گئے تب گوتم نے ایک عجیب پُر اثر وعظ بیان کیا جو کہ تیکا مین اوتیا پرسی مایا سوت کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے۔ گوتم کی طرز تعلیم اور طریق اس وعظ سے بہت صاف معلوم ہوتی ہے آخر گوتم انھین نئے شاگردونکو ہمراہ لئے ہوے مقام گیا تک پہونچا۔ سامنے راج گڈہ کا پر فضا میدان نظر آتا تھا شب کو یہان قیام کیا اوسی شب پچھلی رات کے وقت جنگل مین آگ لگی اوسپر گوتم عجب پر تاثیر مضمون بیان کرنے لگا۔ یعنی جبتک

آدمی جہالت مین مبتلا ہے آگ اوسکو جلاتی ہے۔یعنی دنیاوی
چیزون سے اوسکی باطنی قوتون مین جوش ہوتا ہے۔یہ چیزین
حواس خمسہ اور دل کے واسطہ سے اپنا اثر دکھلاتی ہین مثلاً
آنکھ دیکھتی ہے اس دیکھنے سے باطنی جوش ہوتا ہے جسکا
نتیجہ سُکھ یا دُکھ یعنی رنج یا راحت ہوتا ہے کیونکہ یہ اس
باطنی آگ (یعنی شہوت) عفت وجہالت وپیدایش وزوال
وموت وغیرہ تفکرات کے حق مین لکڑی کا کام کرتی ہے اور
یہی دوسرے حواس کا کام ہے مگر جو بودہ کی تدبیر سے
دل پر قوت حاصل کرتا ہے یعنی اس طریقہ کے چارون منزلون
پر قادر ہو جاتا ہے جسکا دروازہ پاکی اور مقصد محبت ہے
وہ دانشمند ہے اوس حالت مین حواس خمسہ لکڑی کا کام نہین
کرتا کیونکہ اونکی تمام خواہشین جل جاتی ہین اس طور پر سچے مقلد
اس ترشنا (یعنی خواہش) سے آزاد ہین جو تمام برائیون کی
جڑ ہے۔

مرأۃ الانتظار کا مصنف بعد تحقیق کامل لکھتا ہے کہ بعدہ گوتم
گیا سے مع شاگردونکے چلکر راجگدھ مین داخل ہوا۔گوتم نے
اونہٖ آتش پرست چیلون سے راجہ کے سامنے آتش پرستی چھوڑنیکا سبب پوچھا

کاسپ نے جواب دیا کہ زندگی کے واسطے خوشی قلب سے بڑھکر کوئی دوسری چیز اچھی نہین۔ تمام انسان اسیکی کوشش کرتے ہین۔ بعض لوگ کسی دیدار سے حظ اوٹھاتے ہین اور بعض راگ رنگ کے کار سے۔ کچھہ لوگ لذیذ چیزونکے کھانے سے محظوظ ہوتے ہین اور کچھہ دیوتاؤنپر بلدان اور قربانیان چڑہانے سے۔ کسیکو نشۂ دولت کی مستی ہے۔ کسیکی خوشی کا ذریعہ نفس پرستی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ سب کچھہ بے سود ہے۔ اسیواسطے ہم نے ہر قسم کی پرستش کو ترک کرکے ایک بہت اچھا ڈہنگ اختیار کیا ہے یعنی نروان ایسی حالت ہے جسکی خوشی کے سامنے تمام خوشیان ناپائیدار نظر آتی ہین اور یہی حالت انسانی روح کو دائمی خوشی پہونچا سکتی ہے۔ یہ وہ آرام کی حالت ہے کہ انسان آواگون پیدایش۔ زوال۔ موت وغیرہ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ یہ خوبی باطنی ترقیون سے پیدا ہوتی ہے۔ ان باتون کو سنکر راجہ بھی معتقد ہوا مذہب اختیار کیا۔ پہر کچھہ اور لوگ بھی پیروی مین داخل ہوے۔ اوسیوقت مین گوتم نے واسطے انتظام ورہنمائی جماعت کی قواعد مقرر کئے ہین۔ اس مجموعہ کا نام پاتی موکھ

رکھا گیا۔

چونکہ گوتم بودہ کے مذہبی طریقہ کا ڈہنگ اچھا نہ تھا یعنی دریوزہ گری کرکے اوقات بسر کرنا تھا اس طریقہ سے بہت سے لوگ جو شاگردون مین شامل تھے جی مین اس فعل سے ناخوش تھے آخر ناخوشی کی یہ نوبت پھونچی کہ گوتم سے شکایت کرکرکے بہت سے لوگون نے سلسلہ مین سے نکل جانا مناسب جانا اور سواے معدودے چند گوتم کی سنگت مین شاگرد باقی رہ گئے۔ اوسوقت مین گوتم کے رشتہ دار جو کپلوستو مین رہتے تھے گوتم کے حالات سے بیخبر نہ تھے۔ آخر گوتم کے باپ نے اوسکو بلایا اور وہ جب شہر کے باہر کسی باغ مین مقیم ہوا یہان اوسکے باپ اور چچا و دیگر رشتہ دار اور بعض شہر کے دوسرے لوگ اوس سے ملنے کو آئے۔ فقرانہ حالت مین باپ بیٹے کو دیکھکر خوش نہوا۔ وہان کا قدیم سے یہ دستور تھا کہ جو سادہو شہر کے قریب مقیم ہوتے تھے اونکے خورد ونوش ونیز راحت کا سامان راجہ کے انتظام سے ملتا تھا۔ حالانکہ گوتم بھی سادہو ونکی شکل مین مع چند شاگردونکے وہان پھونچا تھا مگر راجہ کی کبیدگی خاطر کا یہ اثر ہوا کہ ان کی خبرگیری بھی نہوے۔ دوسرے روز گوتم مع ہمراہیون کے کاسہ گدائی ہاتھ مین لئے ہوے اپنے معمول کے

موافق شہر کے کوچہ و بازار مین بھیک مانگنے نکلا۔ جب یہ خبر راجہ کو پہونچی کہ گوتم سڑکون پر بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ دہرم پد کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ بنیا بانہ اوسکے پاس پہونچکر یون گویا ہوا کہ کیون صاحبزادے تم ہم لوگون کو شرمندہ کرتے ہو کیون بھیک مانگتے ہو کیا تم نہین سمجھ سکتے تھے کہ اتنی سادہو وںکا کھانا مہیا کرنا کوئی مشکل تہا۔ گوتم نے جواب دیا مہاراجہ ہم لوگونکا یہی دستور ہے۔ راجہ نے کہا ہم لوگ خاندان کے چہتری مشہور ہین۔ ہم مین سے آج تک کسی نے بھیک نہین مانگی۔ گوتم نے جواب دیا کہ آپ اور آپکے خاندانیونکا دعوی ہوگا کہ ہم چہتری ہین۔ مگر میری نسل تو سابق بودہا سے ہے جو ہمیشہ بھیک مانگکر بسر کرتے ہین۔ میرے والد جس شخص کو کوئی دفینہ یا خزانہ میسر آجاتا ہے اوسکا فرض ہے کہ اوس خزینہ کے عمدہ سے عمدہ جواہر اپنے باپ کی نظر کرے۔ یہ کہکر گوتم نے اپنے والد کی خدمت مین تمام مقاصد اپنے دہرم کے حسب ذیل بیان کئے۔

جبکہ بھلائی کا راستہ موجود ہے تو تامل کرنا بے سود ہے۔ وقت کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ سچی اور باقاعدہ زندگی پر عمل کیجئے۔ بہت مبارک ہے وہ انسان جو نیک خصلتونکا عامل ہے۔ بہت خوش

بخت ہے وہ ذات جسکو دنیا اور عاقبت کی بھلائی حاصل ہے) یہ کلمات سنکر سودہو دان گوتم کو محل مین لیگیا جہان اوس کے تمام خویش واقارب جمع ہوے جب گوتم کی بی بی جسودہرا اوسکے سامنے آئی تو گوتم کے باپ نے بیان کیا کہ گوتم تمہاری بی بی کی وفاداری تعریف کی حد سے زیادہ گذر گئی ایک ادنی سی بات یہ ہے کہ جس دن سے تم وطن سے جدا ہوے تمہاری بی بی کبھی پلنگ پر نہ سوئی اسنے اپنی عمر چٹائی پر گذاری۔ طرفین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد گوتم کی استری اور بیٹا جو کسیقدر ذی شعور تہا اوسکے سلسلہ مین داخل ہوئے گوتم یہان چند روز قیام کرکے راج گڈھ کی طرف روانہ ہوا۔ راہ مین اتو مانڈی کے کنارہ موضع انوپیا کے ایک باغ مین جاکر مقیم ہوا۔ یہان اوسکے سسرال کے رشتہ دارون مین سے بہت سے لوگ جماعت مین داخل ہوے۔ (یہ وہ مقام ہے جہان سابق مین اپنے مصاحب چانا کو اپنا سامان سفر دیکر رخصت کر دیا تہا) یہان ایک نئی بات جو تاریخی واقعات مین قوت رکھتی ہو یہ پیدا ہوئی کہ گوتم کا سالا دیودت نام جماعت مین شامل ہونے کا ملتجی ہوا۔ دراصل یہ شخص نہایت تلون مزاج اور قلبی کثافتون سے

بھرا ہوا مکار عیار انسان تھا اسکے کسی قول وفعل کو قرار نہ تھا
اور ملت بودہ مین شریک ہونے کا بہی ایک یون ہی ولولہ سا تھا
گوتم نے کہ اسکے ان حالات سے واقفیت رکھتا تھا اوسکی سوال
کا جواب ایسا کچھہ بیان کیا کہ تمہارے دل کو استقلال نہین ہے
پہلے استقلال پیدا کرو پہر شریک ہونا اور استقلال پیدا کرنے کا
بڑا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے اپنی تمام دولت محتاجون کو بخشدو پہر
ہمارے پاس آنا۔ چونکہ دولت سے دست کشی مشکل امر تھا لہذا
دیودت کا یہ ولولہ نہ پورا ہوا اسوجہ سے وہ گوتم سے درپردہ
عداوت رکھنے لگا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد جماعت مین داخل
ہوگیا۔ اسکے بعد بیس برس تک مختلف مقامات پر وعظ و نصیحت
کرکے اپنے مذہب کی اشاعت اور ترقی مین مصروف رہا۔ اس
مدت مدید مین ایک دوسری بات پیش آئی کہ دیودت مذکورہ بالا
جماعت مین داخل ہونے کے بعد اکثر سادہو ونکے مزاج اور عادات
کی تقلید کا دم بھرنے لگا تھا لہذا چند مرتبہ بعض مقامات پر بعض لوگون
نے اوسکی ہجو کی اور اوسکو ناگوار گذرا اس ناگواری کا تدارک گوتم
بودہ نے کوئی نہین کیا تھا کیونکہ وہ زبان خلق خدا کو کسطرح روک
سکتا تھا لہذا دیودت کی آتش عداوت شعلہ زن ہوئی اور اوسنی

مذہب مین رخنے پیدا کرنے شروع کئے۔ چنانچہ وہ راجگدہ پہونچکر اجات شتر و ولد راجہ بمبشار اکے تعمیر کرائے ہوے مکان مین مقیم ہوا۔ چند روز بعد گوتم بھی وہان پہونچا اور دیودت نے گوتم سے ایک نئی جماعت قائم کرنے کی اجازت چاہی جسکا پیشوا وہ خود بننا چاہتا تھا اور اوسکے دستور العمل بھی کسیقدر سخت تجویز کئے تھے۔ گوتم نے اس خیال سے قطعی انکار کیا تب دیودت اس دہرم سے قطع تعلق کرکے ایک نئی دہرم کی بنیاد جمانے مین مصروف ہوا۔ ابھی یہ واقعہ تازہ ہی تہا کہ اجات ستر و نے اپنے باپ بمبسارا کو قتل کرکے تخت نشین ہوگیا یہ امر دیودت کے مشورہ سے ظہور مین آیا۔ اسکے بعد دیودت نے چند مرتبہ گوتم کے ہلاک کرنے کی بھی تدبیر کی مگر ناکامیابی رہی۔ آخر گوتم سے معافی چاہی اور پھر اونہین قواعد کو جاری کرنیکی ترغیب دی جنپر پہلے بحث ہو چکی تھی۔ اور وہ قواعد یہ ہین۔

۱۔ سادہو لوگ میدان مین بود و باش اختیار کرین قصبہ مین نہ رہین۔

۲۔ کپڑے پہنین۔

۳۔ دربدر بہیکھ مانگین دعوت نہ قبول کرین۔

۴۔ اور نہ اوس غذا کو قبول کرین جو اونکے پاس پہونچائی جائے۔

+ اس بمبسارا کا زمانہ از روے تحقیق عیسیٰ سے پانچسو برس قبل محسوب ہوتا ہے۔

۵- گوشت نہ کھائیں۔

گوتم نے جواب دیا کہ جس مقام پر جس مسئلہ پر آسانی سے عملدرآمد ہو سکے کیا جاوے اور سادہو لوگ اسپر مجبور نہین کیئے جا سکتے جسکا جو جی چاہے اختیار کرے بلکہ جو سادہو کمزور اور کم قوی ہو نہو ان قواعد کو بالکل نہین قبول کرین اور کھانے پینے کی نسبت یہ اجازت ہے کہ جس ملک کا جو رہنے والا ہو اپنے دستور کے بموجب حسب خواہش واشتہا کھاوے۔ ممکن ہے کہ انسان مدارج ارواح ہر حالت مین حاصل کرے۔ درخت کے نیچے رہکر یا محل مین بیٹھکر۔ اچھے لباس مین یا پھٹے کپڑے اور میلے کچیلے کی بوباس مین۔ سوکھے دانے اور نباس پتی کھاکر یا گوشت اور لذیذ غذاؤنکی لذت پاکر صفائی قلب اگر چاہے تو سب طرح پا سکتا ہے۔ جو لوگ روح کی راحت اور نروان کے متلاشی ہین وہ کسی خاص قاعدہ کی پابندی پر مجبور نہین ہو سکتے۔ ہمارا خاص اصول نروان کی راہ دکھانا ہے انسان کو بلا اور قیود مین نہین پھنسانا ہے۔ اسکے بعد دیودت اپنے مسکن کو واپس گیا اور اپنی خام خیالی کے سبب ایک نئے طریقہ کی بنیاد جمائی جسکے قواعد سخت تھے۔ اس نئے طریقہ کا معاون اجات شترو ہوا جو کہ بعد اپنے باپ کے قتل کے تخت نشین ہوا تھا۔ دیودت

اوراجات شترو ہم پیالہ وہم نوالہ تھے۔ اجات شترو نے گوتم کی دشمنی پر کمر باندھی اور گوتم کا خاص مقام سراوستی اوسکی وفات سے ایک سال قبل چھین کر کپلوستو کو نیست ونابود کردیا ناظرین ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ گوتم کے زمانہ مین برہمن۔ چھتری وغیرہ سب گوشت کھاتے تھے اور ویش بھی اس نعمت سے محروم نہ تھے اور گوشت ہر قسم کا از قسم چرند وپرند مستعمل تہا۔ یہی رواج گوتم کے مذہب مین جاری رہا اور اوس نے اپنی زندگی مین اپنے پیروان ملت کو اس سے منع نہین کیا بلکہ اس فعل کے ترک کرنے والون کو منع کیا اور گوتم نے خود گوشت ہر قسم کا کھایا۔ پٹکا کے مضامین سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس نے سور کا گوشت خود کھایا اور کوئی برائی نہ سمجھی۔ جیسے کہ بعض اقوام ہنود اس زمانہ مین بھی استعمال کرتی ہین۔ گوتم کے زمانہ کے بعد جو اس مذہب کے لوگ تارک لحم ہوے ہین وہ اوسی ویودت کی زیادتیون اور بیجا افراط کا نتیجہ ہے جو گوتم کے خلاف تہا۔ بعد گوتم کے گو اس مذہب کے اصول کے بہت سے غور وپرداخت اور نگرانی ہوئی مگر خالص اصول نہ رہی بہت سی زیادتیان ہوگئین۔ اور زیادتیون کو بھی لوگون نے اصل مذہب مین داخل کرکے پیروی انکی اپنے اوپر فرض جان لی۔ اسکی تصدیق آئینہ اخلاق کا مصنف بھی کرتا ہے

گوتم کے مذہبی مسئلہ

اس جگہ ہم کچھ حال گوتم کی سوانح عمری سے نقل کرتے ہین۔ گوتم بودہ۔ کے دہرم مین پورا یقین دلایا گیا ہے کہ دنیا مادی موجودات ہے اور اسکا قانون ہے کہ ہر چیز کا سبب ضرور ہی ہر چیز اپنے سبب اور نتیجہ کی تابع ہے۔ تمام اشیاء ہمیشہ تغیر اور تبدل پاتی ہین چاہے وہ محسوس ہون انہین امور کا نام نرگ اور سرگ یعنی دوزخ و بہشت ہے وہان بھی دنیاوی قانون کا عملدرآمد ہے۔ یہی دنیا ہے جہان دیوتا[†] رہتے ہین جنکا وجود کم و بیش مادی ہی یہ امر اونکی پچھلے جنمون اور کرمون پر موقوف ہے۔ لیکن جب دیوتا مرجاتے ہین تو جس دنیا مین وہ رہتے ہین فنا ہوجاتی ہے۔ ایسے مقام بھی ہین جہان انسان کے بُرے کرمون کے سبب ایسے وجود پیدا ہوتی ہین جسکو تکلیف ہوتی ہے۔ مگر جب برائی کی موت جس سے ہستی پیدا ہوتی ضائع ہوتی ہے تو وہ موجودات بھی نہین رہتی اور وہ جگہ بھی ہمیشہ نہین رہتی تمام خلقت یعنی پرتھوی۔ نرگ۔ سرگ (زمین۔ دوزخ۔ بہشت) ہمیشہ نئی ہونی جاتی ہی۔ دوسری لفظون مین تبدیل ہوتی ہی۔ سلسلہ تبدیل اور گردش کا ایسا ہی کہ شروع اور آخر نہین معلوم ہوتا ہی۔ اس عام قانون تجدید و تغیر

[†] اس مقام کو ہنود لوگون نے دیو لوک لکھا ہے۔

سی آدمی اور دیوتا مستثنی نہین ہوتے ہین وہ قوتین جسکے اشتراک
اور اشتمال سے انسان بنا ہے جلدی یا دیر مین ضائع ہونگی یہ محض
مایا اور اگیانتا کا باعث ہے جیسے کہ انسان خواب مین ہوتا ہے
اوسکی ہستی جدا اور قایم بالذات ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی بلند مینار
پر چڑہے اور اوس بلندی کے نیچے کی زمین مین کوئی شخص نہایت
تیزی سے اپنی گھوڑا گاڑی بھگائے۔ اور گھوڑا بھی پوری قوت سے
دوڑے تو یہ بھگانے والا شخص خیال کریگا کہ میری گاڑی نہایت
تیزی سے جا رہی ہے اور مینار پر سے دیکھنے والا انسان اوس
گاڑی کو دیکھیگا کہ وہ رینگتی ہوئی نظر آتی ہے بلکہ بہت بلندی پر سے
زمین کا ایک جزو معلوم ہوگی۔ لڑکا جسقدر شعور حاصل کرتا جاتا
ہے۔ دنیاوی واقعات ایسے طور پر اوسکے دل مین منعکس ہوتے
جاتے ہین جیساکہ اندھے آئینہ مین موتھ نظر آتا ہے اور وہ لڑکا
عملی طور پر بلا سوچے سمجھے اپنے تئین جہانکا مرکز خیال کرتا ہے رفتہ
رفتہ اوسکا دائرہ بڑہتا جاتا ہے جوان ہونے پر (مین ہون) کے
خام خیالی کو کبھی نہین چھوڑتا اور اپنی زندگی خواہشات اور تفکرات
کے دائرہ مین بسر کرتا ہے اور ایسی چیزونکی تمنا کرتا ہے جو جب
حاصل ہوتی ہین تو اون سے خوشی حاصل نہین ہوتی بلکہ نئی خواہشات

اور تفکرات کا باعث ہوتی ہین۔ دل ہمیشہ کسی نکسی خیالی چیز کی تلاش
مین مبتلا رہتا ہے اکثر لوگ ان خیالات اور تفکرات کو خوار اور ذلیل
سمجھتے ہین مگر تاہم جن لوگون کے حوصلے بلند ہین وہ لوگ بھی ایسی بیہودگیون
کے پھیر مین پڑکر اپنے حوصلے کے پورا کرنے کی تدبیر کرتے ہین جسکا
نتیجہ سوا رنج و ناامیدی کے کچھ نہین ہوتا ہر شخص کی مکتی منحصر
ہے اوسکی باطنی قوتون کی ترکیب و پیدایش پر جو محض مستعدی اور
دل پر قبضہ کرنے سے ہوتی ہے پس اس خیال سے سرگرم اور
دنیادار آدمی بہ نسبت سادھو ونکے جلد تر ترقی کر سکتا ہے۔
انسان ہمیشہ مرتا ہے اور جیتا ہے یہی سلسلہ جاری رہتا ہے جبتک
مکت نہ حاصل ہو۔ انسان مین باون صفتین ہین جو یقیناً ہر ذات
مین پائی جاتی ہین اور بہت کم لوگ اوس سے بچ سکتے ہین۔ منجملہ
اونکے پانچ صفتین جنکو پانچ اسکند کہتے ہین سب مین قوی اور ضروری
ہین اونھین پانچون کو برہمن لوگ آتمہ* کہتے ہین ورنہ آتمہ کوئی چیز نہین
ہے اور وہ پانچون یہ ہین۔ صفات۔ حواس۔ خیال۔ خواہش۔ عقل
اور من۔ تپنا کا جو کہ گوتم کے مذہب کی معتبر کتاب ہے اوسمین تحریر
ہے کہ یہ پانچ اسکند بھی فانی ہین اونمین بھی آتمہ نہین ہے۔ جسم ہمیشہ
تغیری اور تبدیلی کا سزاوار ہے اور دوسری صفاتین دوسرے

* آتمہ یعنی جان۔ جیو۔ روح۔

جسمونکے ساتھ پیدا ہوتی ہین۔ انسان کو اپنی کسی حالت پر ایک لحظہ
بھی قرار نہین دمبدم اسکی حالت بدلتی جاتی ہے۔ برہمن انھین صفات
کو یا انین سے ایک کو آتمہ کہتے ہین جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان
خواہشات مین مبتلا ہوکر خودی کا مقر ہوتا ہے۔ جو لوگ اس دہرم
کی تعلیم پاکر اوسکی پیروی اختیار کرتے ہین اونکے دل مین خودی
کا خیال نہین گذرتا۔ بر ہم جال ستر مین بصراحت تمام ایک روایت
لکھی ہے جسکو مجملاً ہم لکھتے ہین سنہ عیسوی کی آغاز مین ایک شخص
نگرو چینا جو کہ (ناگ سینا) کے نام سے مشہور ہے اس عقیدیکا
درس دیتا تھا ایک راجہ کشمیر یا منجملہ اون بادشاہونکے کوئی بادشاہ
تھا جو کہ سکندر رومی کے مرنے کے بعد ممالکت فارس پر قابض تھا
اوسکا نام مہندر سوکلا تھا۔ شخص مذکور سے یہ مباحثہ پیش آیا اور
بہت سے سوال وجواب کے بعد عجز ظاہر کرکے ناگ سینا کے
اقوال کو تسلیم کیا۔ اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ گوتم نے باسٹھ
غلط اعتقاد لوگون کے ثابت کئے ہین اور لکھا ہے کہ لوگونکا عقیدہ
ہے کہ دنیا اور آتمہ دائمی ہین یہ کوئی نئی چیز نہین ہی آدمی ہمیشہ
زندہ ہوتا ہے اور مرتا ہے آواگون کا سلسلہ جاری ہے اس
بحث کے سلسلہ مین گوتم نے تبدیل قسم کے خیالات غلط آتمہ کی

نسبت لوگون کے دکھائے ہین جنکا مختصر حال بھی گوتم کی سوانح عمری سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہین۔

برہمن لوگ آیندہ زندگی یا جنم کی بابت اسطرح ترتیب بیان کرتے ہین کہ آتمہ مادی ہے یا غیر مادی۔ یا مادی بھی ہے اور غیر مادی بھی ہے یا نہ مادی ہے نہ غیر مادی۔ آتمہ محدود ہے یا غیر محدود یا ان مین سے ایک بھی نہین اوسکی آگاہی کے ایک یا زیادہ طریقہ ہونگے۔ اوسکے خیالات چند یا غیر محدود ہونگے۔ اوسکی حالت مین رنج ہوگا یا راحت یا اونمین سے کوئی نہین۔ یہ سولہ طریقے اوسی آتمہ کی تعلیم کے ہین۔ جو عدم کی حالت مین مجسم رہتا ہے اسکے بعد برہمنون کے آٹھ اور مسئلون کو بیان کیا ہے جسکی تعلیم یہ ہے کہ آتمہ بعد وفات کے ایسی حالت مین رہتی ہے جسکو نہ مجسم کہہ سکتے ہین نہ غیر مجسم۔ گوتم کی تعلیم کا یہ ڈہنگ تھا کہ ترشنا جس سے ہمارا اسریر کا وجود ہے جدا ہوگئی مگر ہمارا جسم موجود ہے۔

(واضح رہے کہ اس مقام پر گوتم نے اوس جوہر کو جسکو تمام مخلوق روح کہتی ہے ترشنا یعنی خواہش قرار دیا ہے دراصل روح کا قائل نہین ہے) اور جبتک جسم رہیگا اوسکو سب دیکھینگے۔ پھر بعد موت کے جب جسم برباد ہوجائیگا تب کوئی نہین دیکھے گا۔

گو آتمہ کے وجود کا گوتم قائل تھا مگر مسئلہ تناسخ کا ضرور قائل تھا۔ (اس مقام پر گوتم کی سوانح عمری کے مولف پانڈے رام سرن لعل صاحب کایستھ نے ایک حاشیہ لکھا ہے جس سے گوتم کے اس عقیدہ پر اعتراض ثابت ہوتا ہے اوسکو ہم بھی ذیل مین درج کرتے ہین) (نوٹ) جب کوئی شخص خواب غفلت سے بیدار ہوتا ہے تو کہتا ہے ہم خوب سوئے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ سونے کا آرام کسکو ملا اور حالت خواب غفلت کی شہادت کون دیتا ہے۔ جسم کوئی چیز نہین تھا اعضاے جسمانی بیکار تھے اونکو علم نہین خواب کا لطف کسکو آیا۔ یہ آواز کسکی ہے یہ آواز آتمہ کی ہے۔ واضح رہے کہ اسکند یعنی وہ صفات جو ہم پیشتر بیان کرچکے ہین اونکی علاوہ ایک لطیف چیز آتمہ ہے جیسے آفتاب جب بادل مین چھپا رہتا ہے اوسکی روشنی نہین معلوم ہوتی ویسے ہی جب آتمہ۔ من۔ بودہ ہے انہکار مین پھنسا رہتا ہے اوسکا ظہور نہین معلوم ہوتا ہے۔ یہان ایک حاشیہ کی عبارت ہے اب ہم پھر بودہ کے اقوال بیان کرتے ہین

جب جاندار (خواہ آدمی ہو یا فرشتہ) مرتا ہے تو دوسرا اوجود پیدا ہوتا ہے اوسکی تکلیف یا مادی حالت اوسکے پچھلے جنم کے اعمال کے مطابق ہوتی ہے اس نئے وجود کا باعث ترشنا (یعنی اوپادان)

ہے اسطرح پر کہ حواس خمسہ اور خارجی دنیا کے اتفاق سے اک جوش پیدا ہوتا ہے۔ اسی جوش سے ایک ضرورت پیدا ہوتی ہے جسکو ترشنا کے رفع کرنے کی خواہش کہتے ہین۔ ترشنا سے رفع خواہشات کے لیئے اون چیزونکا لالچ ہوتا ہے۔ اس لالچ سے نیا وجود پیدا ہوتا ہے۔ اس وجود سے یہ نہین سمجھنا چاہیئے کہ آتمہ پیدا ہوئی بلکہ ایک جسم مع ذہنی قابلیت اور توجہات کے پیدا ہوا۔

گوتم کا قول ہے کہ انسان مایا مین پڑکر اندھا ہو جاتا ہے اور اُن افعال کا مکتسب ہوتا ہے جنکا نتیجہ اوسکے آیندہ جنم مین اوسکو جھیلنا ہوتا ہے۔ انسان جو رنج ومصیبت اوٹھاتا ہے یہ کسی دوسرے کا قصور نہین ہے بلکہ خود اوسی کا کردنی ہے کہ کسی پچھلے جنم مین کوئی ایسا فعل کیا ہے جسکا نتیجہ اب اوسکو موجودہ زندگی مین ملا ہے۔ انسان کے مرنے پر صرف اوسکا عمل باقی رہتا ہے اور صفات اور اجزا ضائع ہو جاتے ہین جو لوگ قوتونکے غیر فانی ہونیکے قائل نہین اونکے نزدیک یہ مسئلہ حل کرلینا کچھ دشوار نہین ہے کہ خارجی قوت انسان کے اعمال کے نتیجہ کو زائل نہین کرسکتی۔ ضرور ہے کہ اس عمل کا نتیجہ بُرا یا بھلا (جیسا مناسب ہوگا) ضرور

ملیگا۔ کیونکہ جب کوئی مرتا ہے اور پھر جنم لیتا ہے تو پچھلے جنم کی افعال اوسکو بطور میراث ملتے ہین اور وہ اوس ترکہ کا وارث ہوتا ہے جو پہلے زندگی مین اوسکا اندوختہ تھا۔

وجود مرکب ہے اور ذی ہوش زندگی غیر محدود نہین ہے لہذا گیتا یعنی جہل مرکب سے پیچ در پیچ جکڑا ہوا ہے۔ دوکھ پاپ کی رسیون مین بندھا ہے۔ ایسی حالت مین ذاتی آرام وراحت کوئی چیز نہین ہے اوسکا خیال ترک کرنا بہتر ہے کوئی چیز ازلی نہین ہے تمام موجودات تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ صرف گفتار اور کردار کا نتیجہ ایک جا جمع ہوکر رہ جاتا ہے۔ پس پاک رہنا لوگون کے سات شفقت کرنا یہی مکتی یعنی نجات کا سبب ہوتا ہے۔

نجات کے واسطے چار راستے ہین جنکی پابندی سے ہمیشہ نجات حاصل ہوتی ہے۔ اور اونکا مختصر حال ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہین۔

اول۔ زندگی کی حالت پیدایش یعنی پانچون اسکندون کا زوال اور خودی۔ غیر مرغوب چیز سے تعلق۔ ایسی چیز سے جدائی جو مدنظر ہے کسی چیز کے حصول مین ناکامیابی۔ یہ سب حالتین دوکھ پہونچانی والی ہین انسے دل کو قابو مین رکھنا۔

دوسرے۔ وہ تحریک قلب ہے جو جوش سے پیدا ہوتی ہے

جس سے نفسانیت کی نوبت پہونچتی ہے۔ یہ خیال اون چیزون سے
خوش ہوتا ہے جو زیر نظر ہو۔ یا کسی ضرورت کے رفع کرنے کی خواہش
جسکو (ترشنا) کہتے ہین۔ اور اسی ترشنا سے شہواتی قوی کو قوت
ہوتی ہے جسکے سبب آیندہ جنم کی خواہش یا دنیا سے محبت ہوتی ہے
یہ اصل سبب تکلیف کا ہے۔
تیسرے۔ تکلیف رفع ہو سکتی ہے اگر پیاس یعنی (ترشنا)
بجھائی جاے اور خواہشات ترک کئے جاوین۔
چوتھے۔ مبارک طریق یعنی گوتم بودہ کا مذہب اختیار کرنے سے
تکلیف دور ہوتی ہے۔
بقول گوتم جو شخص گوتم کا دہرم اختیار کرتا ہے اور اوسکے عقائد
پر ایمان لاتا ہے غرور۔ خود بینی۔ خود ثنائی سے اوسکا سینہ پاک
ہو جاتا ہے جنکا دل خواہشات حیوانی سی پاک ہے اور جو دوسرونکی
ساتھ بلا خیال عوض یا احسان کے نیکی کرتے ہین اور جو زندگی کو
ناچیز سمجھتے ہین اور دوسرے جنم کی خواہش نہین کرتے وہ لوگ تمام
دوکھ اور مایا سے بری ہو جاتے ہین۔ انسان کے لیئے دوسرے
جنم سے بچنے کی کوشش کرنا اور اوسمین کامیابی حاصل کرنا بڑی
نصیحت ہے۔

گوتم کے نصائح

گوتم نے اپنے مقلدون کو فہمایش کیا کہ بیوقوفون سے دوری اور عقلمندونکی حضوری قابل عزت لوگون کی عزت کرنی۔ سعادت مندی کے افعال ہین۔ اوس ملک مین بود و باش اختیار کرو جہان امن و چین ہو۔ حصول علم مین کوشش باطنی قوتون سے دل پر قبضہ کرنا شیرین کلامی۔ گویا خوش بختی دوامی ہے۔ والدین کی خدمت خیرات کرنا۔ پاک زندگی بسر کرنا۔ اپنے رشتہ دارونکی استعانت کرنی۔ دوسرون پر شفقت کرنی اچھے کام ہین۔ گناہ سے بچنا۔ شراب نوشی سے پرہیز رکھنا حقیقت مین آخرت کی نعمت کی لذت چکھنا ہے بہت اچھے ہین وہ لوگ جو دوسرون کی تعظیم کرتے ہین۔ فروتنی مین قانع ہین۔ مذہب کی باتین گوش ہوش سے سنتے ہین۔ بہت خوش نصیب ہین وہ انسان جو حلیم ہین۔ بودہ مذہب کے فقرا سے صحبت رکھتے ہین۔ مذہبی فرائض بطریق احسن و بوقت مناسب انجام دیتے ہین۔ بہت مبارک ہین وہ بندے جو اپنے دل پر حاوی ہین اور صفائی قلب کی طرف متوجہ ہین۔ راستی نروان کی حقیقت

اور ماہیت کو جانتے ہین بہت مبارک ہین وہ لوگ جنکا دل زندگی
کی تغیرات سے جنبش نہین کرتا۔ جو لوگ امور مذکور کے پابند ہین
وہ ہمیشہ محفوظ اور غالب ہین۔
دولت اور خزانہ وہ نہین ہے جسکو لوگ زمین مین دفن کرتے ہین
بلکہ خزانہ وہ ہے جسکو بذریعۂ خیرات اور پاکیزگی اور پرہیزگاری
اور دل پر قوت حاصل کرنے سے بودہ کی جماعت مین اور ہر شخص
کے دل مین۔ مان۔ باپ۔ بھائی۔ برادرونکی قلبون مین بھلائی
اور نیک شعاری سے جمع کرتے ہین۔ یہ خزانہ کبھی خالی یا کم نہین
ہوتا۔ نہ اسے آندھی سے خوف نہ بارش کا ڈر۔ رہزن اور
چورون سے محفوظ ہے۔ دانشمند کو چاہیے کہ بھلائی کی طرف رجوع
ہو اچھے کام کرے یہ خزانہ خود اُسکے مرنے کے بعد ساتھ رہیگا
یعنی اوسکی نیک کرداری اور نیک شعاری کا اندوختہ اوسکے ساتھ
موجود رہیگا۔ بیوقوف لوگ ظاہری امور پر مغرور ہوتے ہین اور
دانا آدمی اعمال وافعال کی سنجیدگی کو خوب جانتے ہین۔ یہی اون کی
دولت ہے اسی کو خزانہ جانتے ہین۔ کتاب ویسال سوت
مین گوتم کے اقوال اسطرح لکھے ہین کہ غرور اور حیوانی خواہشات
سے باز رہو۔ جو لوگ سنجیدہ ہین اور خیالات کا انتظام کرتے ہین

زیادہ خوش رہتے ہین خبچل طبیعت کو قابو مین رکھنا بہت بہتر ہے۔
جو برتاؤ دشمن دشمن کے ساتھ کرتا ہے یا دو غصہ ور آدمی آپسین
جو برتاؤ کرتے ہین حالانکہ یہ افعال بُرے ہین۔ مگر خبث پسند
طبیعتین اس سے بھی زیادہ بُری ہوتی ہین۔ جبتک پاپ کا نتیجہ
نہین ظاہر ہوتا ہے۔ بیوقوف لوگون کو اوس کام مین مزہ آتا ہے
مگر نتیجہ ظاہر ہونے کے وقت بجز رنجیدگی کے کچھ حاصل نہین ہوتا ہے
ہزارون آدمیون پر فتح پانا آسان ہے مگر دل پر قابو پانا مشکل ہے
کبھی یہ خیال مت کرو کہ پاپ ہمپر غالب نہوگا۔ جس طرح پانیکا قطرہ
قطرہ جمع ہوکر تالاب بھرتا ہے۔ اسیطرح تھوڑا تھوڑا پاپ جمع
ہوکر دل پر غالب ہوجاتا ہے۔ جب تک نفسانیت اور جہالت اور
حقارت کی دل مین کمائی ہوتی ہے روح کو راحت اور خوشی کبھی
نہین حاصل ہوسکتی۔ افسوس ہے اون اندھیرے مین بیٹھنے والونکو
جو روشنی مین جانے کی کوشش نہین کرتے حالانکہ روشنی اونکی
آنکھون کے سامنے ہے۔ ہر انسان کو لازم ہے کہ جو امر دوسرونکو
سکھانے کے واسطے تجویز کرے پہلے خود اوسپر عامل ہو۔ جس نے
اپنے نفس پر قابو پایا اوسکو دوسرونکو تابع کرلینا بہت آسان ہے
جو لوگ گوتم کے قانون کی پابندی نہین کرتے ہین وہ جھوٹ بولتے ہین۔

جزا اور سزا سے بیخوف رہتے ہین۔ وہ لوگ دنیا مین تمام برائیون کے افعال کے مرتکب ہوتے ہین۔ چاہیے کہ انسان غصے مین تحمل کرے اچھے کامون سے برائی کو رفع کرے۔ داد و دہش سے بخیلونپر راست گوئی سے کاذب پر فتح حاصل کرو۔ تین عملون سے انسان کو دیوتاؤنکی قربت ملتی ہے یعنی راست گوئی۔ خیرات دینا۔ اور غصہ کو فرو کرنا۔ تمام لیاقتون مین دہرم کی لیاقت اچھی اور معزز ہے دہرم کی شیرینی تمام مٹھائیون سے شیرین تر ہے۔ دہرم کی خوشی سب خوشیون سے زیادہ مفرح ہے۔ تشنگی پیاس بجھنے سے تمام تکلیفین رفع ہوتی ہین۔

گوتم کا قول ہے کہ غصہ شراب خواری۔ ضد۔ تعصب۔ دغابازی حسد۔ خودستائی۔ دوسرونکی حقارت۔ خودنمائی وغیرہ ان باتون سے ناپاکی ہوتی ہے۔ نہ صرف گوشت کھانے سے۔ جو لوگ خیال خام سے آزاد نہین ہین۔ وہ نہ تو گوشت۔ مچھلی کے پرہیز سے نہ برہنہ رہنے سے۔ نہ سر گھوٹانے سے۔ نہ لٹ بڑھانے سے۔ نہ خاک ملنے سے۔ نہ چھٹا پورانا پہننے سے۔ نہ آگ کی پرستش کرنے سے پاک ہوسکتے ہین۔ محض ویدون کے پڑہنے سے۔ دیوتاؤن کی پرستش کرنے سے۔ گرمی سردی سے جسم کو تکلیف دینے سے

یا اس قسم کی اور تپشا غیرہ کرنے سے انسان کا قلب نہ تو صاف اور سنجیدہ ہو سکتا ہے اور نہ خیال خام سے آزادی ملسکتی ہے۔ اوباشنے چھوڑو۔ دل کی مضبوطی کرو۔ فضول ہنسی اور بیکار باتین بیہودگی کی علامتین ہین۔ کہانیان یا راجہ اور دوسرون کے قصے پڑہنا بیکار ہین۔ رنج اور غصہ کرنا عبث ہے۔
گرہستون کو ضرور ہے کہ کسی جان کو ایذا نہ پہونچائین۔ نہ ایذا پہونچانے والے کو مدد دین بلکہ ممکن ہو تو ممانعت کی ہدایت کرین۔ چوری بیحیائی۔ زنا وغیرہ سے پرہیز کرین۔ دربار مین حاکم کے سامنے جھوٹ بولنا یا کم تولنا یا کسیکو اُسکی تحریک کرنا بُرے فعل ہین۔ ہر قسم کے مسکرات سے اجتناب کار ثواب ہے۔ ہر مہینہ مین چار مرتبہ روزہ رکھا جاے (اس روزہ کو برت کہتے ہین) یعنے جس روز چاند نظر آئے اور پورن ماشی کے روز اور ایک ایک دن انکے درمیان مین۔
والدین پر لازم ہے کہ اپنے لڑکون کو ہر طرح کی برائیون سے بچائین۔ اچھی تعلیم دین۔ علوم فنون سکھائین۔ شادی کرین۔ اپنا ترکہ اونکے واسطے مخصوص کرین۔ لڑکے کو مناسب ہے کہ والدین کی مدد کرے گھر کے کاروبار کا بار اپنے ذمہ لے۔ مان باپ کا

وارث بننے کے قابل اپنے آپ کو بناوے۔ والدین کی وفات کے بعد اونکو عزت سے یاد کرے۔

شاگرد کو لازم ہے کہ اُستاد کی تعظیم کرے۔ خدمت اطاعت اور فرمانبرداری سے پیش آئے اوسکی ضرورتونکو رفع کرے تحصیل علوم مین توجہ کرے اُستاد پر ضرور ہے کہ شاگرد سے بہ شفقت پیش آئے تعلیم دینے مین کوتاہی نکرے۔ شوہر کو لازم ہے کہ بی بی کی عزت کرے وفاداری سے پیش آئے محبت کرے۔ دوستونکی نظرون مین اپنی بی بی کو معزز بنانے کی کوشش کرے۔ بی بی پر فرض ہے کہ گھر کے کامونکی نگرانی سہ رشتہ دارون اور مہمانون کی خاطر داری سے۔ گھر کے اخراجات مین کفایت شعاری سے اپنے شوہر کو راضی اور خوشنود رکھے۔

احباب پر لازم ہے کہ باہم مساوی درجہ کے برتاؤ کرین ایک دوسری کے کام آوین۔ دوسرے کا مرتبہ ہر دم ملحوظ رکھین۔

آقا کو چاہیے کہ ملازم کو تنخواہ معقول دے اور اوسکے سپرد اسقدر کام کرے جسقدر وہ برداشت کر سکے۔ اوسکے واسطے کوئی دن راحت کا یعنی تعطیل کا ضرور مقرر کرے۔ ملازم کا خاص فرض ہے کہ ایمانداری اور اطاعت سے آقا کو خوشنود کرے

ملازم کا خاص فرض ہے کہ ایمانداری اور اطاعت سے آقا کو خوشنود کرے۔ کار متعلقہ مین کوتاہی کرنا نمک حرامی ہے۔ جسقدر تنخواہ ملے اوسپر قناعت کرے۔ گرہستون پر لازم ہے کہ سادہو ونکی خدمت کرین۔ خوش کلامی سے پیش آئین اونکی ضرورتین رفع کرین۔ سادہو یا برہمنون پر ضرور ہے کہ گرہستونکو برے کامون سے بچائین اچھے کامونکو رغبت دلائین مذہبی تعلیم دین۔ اونکے شبہات کو رفع کرین تاکہ عوام کو اطمینان قلبی ہو جس سے وہ مذہبی امور کی طرف آسانی سے مشغول ہون۔

الغرض گوتم نے اسیطرح کے پند و نصایح سے مخلوق کے دلونکو لبہا لبہا کر اپنا پیرو بنایا اور مدت دراز تک اسی شغل مین مشغول رہا۔ جب اوسکی مدت قریب آئی تو اوس نے ایک بڑے معتقد کو جسکا نام انند اتہا طلب کر کے کچھ نصیحتین کین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ گوتم نے کہا ای انند اچار مقام بہت متبرک ہین۔ جنکے درشن سے بودہ مت کے پیروؤن کو بڑا پن یعنی ثواب ہوگا اول وہ مقام جہان گوتم کی پیدایش ہوئی۔ دوسرے جہان گوتم کو گیان ملا۔ تیسرا جہان سب سے قبل گوتم نے اپنے دہرم کا اوپدیش یعنی وعظ کیا۔ چوتھا جہان سر پر چہوڑ کر نروان پد حاصل کیا یعنی گوتم

کو وفات نصیب ہوئی۔ اسے انند اجواد پاسک یا او پاسکا پاک
زندگی بسر کرکے ان استھانونکا درشن کرکے دنیا سے رحلت کرینگے
وہ دیو لوک مین جنم لینگے۔ گوتم کا سوانح نگار لکھتا ہے کہ یہ
چارون مقام گیا اور بستی کے درمیان چار سو میل کے اندر
واقع ہین۔ تحقیقات سے ایسا ثابت ہوا ہے کہ وہ بستی جسکا
پہلا نام زمانہ قدیم مین کپلوستو تھا جو کہ گوتم کی پیدائش کی
جگہ ہے۔ زمانۂ حالین بھو ملا کے نام سے مشہور رہی اور کوسی نگر
وہ موضع ہے جو ضلع بستی مین فی الحال نگر کے نام سے مشہور
ہے یہ سب مقامات بودہ مت والونکی تیرتھ گاہ ہین اور متبرک
سمجھے جاتے ہین۔ لیکن ان سب مین بودہ گیا بہت معزز مانا جاتا
ہی مہاون جو کہ ایک مشہور کتاب فرقہ ہنود کی ہے اوسمین یہ
سب مراتب بالتفصیل درج ہین۔

استحکام مذہب گوتم

گوتم نے آزادی کے مسئلون کی بدولت اور ذات وغیرہ کے
امتیاز نہونے کے سبب اپنے خیالات مین ایسی کامیابی پائی

کہ اوسکے مذہب نے اوسکے خیال سے بھی زیادہ ترقی حاصل کی اور یہ نئے خیالات یوماً فیوماً ایسے پھیلتے گئے کہ گوتم کی زندگی مین ہی لاکھون آدمیون کے دلون مین اس مذہب کے اصول جم گئے اور دمبدم اسکی ترقی ہونی شروع ہوئی۔ حالانکہ گوتم بودہ نے صرف چوالیس برس اپنے مذہب کی اشاعت کی تھی اسکے بعد اوسکو جسمی تعلقات چھوڑکر اپنے پیرو ونکو نروان کی حالت معائنہ کرانا پڑی یعنی وفات نصیب ہوئی۔ لیکن یہ موت مذہب کے حق مین روغن ور آتش کا کام کرگئی۔ اوسکے مرتے ہی اشاعت ملت مین دن دونی رات چوگنی کثرت ہونی شروع ہوئی۔ اس سے انتہا ترقی کی ایک اور بھی صورت پیش آئی جوکہ کاروبار قضاوقدر کے متعلق سمجھے جاتی ہی یعنی اس نئے مذہب کی مخالفت پر فرقہ برہمن نے (جوکہ قدیم سے ہندوستان مین معزز اور محترم چلے آتے تھے اور تمام کاروبار ملکی اوسی گروہ کے مشورہ پر موقوف تہا اور ہر کام مین سب سی پہلے اوسکی پرستش ہوتی تھی) حسد اور دشمنی کی راہ سے اوسکی مخالفت پر کمر باندھی کیونکہ اب ان نئے خیالات کے شیوع کی بدولت برہمنونکی وہ عزت خاک مین ملی جاتی تھی اور اونکا اور شودر فرقہ کا مرتبہ (جوکہ اونکے خیالات کے بموجب تمام نبی نوع انسان سے زیادہ تر

بُرا اور حقیر ہے) برابر متصور ہوتا جاتا تھا۔ لیکن اس عداوت اور شور شر
کے سبب گوتم کے آزادانہ خیالات کی طرف مخلوق اور زیادہ متوجہ
ہونے لگی۔ کیونکہ گوتم اور اوسکے پیرو برہمنوں کی وہ پیچ کن حالتیں
ظاہر کرتے تھے جس سے اونکی تفریق ذات اور ذاتونکی مرتبہ
اور مرتبونکے سبب ایک دوسرے کی عزت اور بے عزتی اور
ہر امر مین اپنے واسطے بہتری اور بھلائی اور دوسرون پر تقدیم
اور تمام بنی نوع انسان پر اپنا قابو اور سب پر اپنے تئین مخدوم
بنانے کی کیفیتین کھلتی جاتی تھین۔ عام لوگ برہمنوں کی ہٹ دھرمیوں
سے واقف ہو ہو کر نفرت کرتے جاتے تھے ابھی گوتم زندہ ہی تھا
کہ اکثر چھوٹے بڑے راجاؤن نے اس نئے عقیدہ کو اختیار کرلیا
تھا۔ راجاؤنکے سبب سے رعایا بھی مقلد ہوتی جاتی تھی۔
پہلا جلسہ گوتم کی وفات کے واقعہ کو ابھی بہت تھوڑا عرصہ گذرا
تھا کہ اوسکے پیروؤن نے نہایت استقلال اور دور اندیشی سے
ایک جلسہ مقلدین سادھوونکا قائم کیا۔
آئینہ اخلاق کا مولف کتاب دوسری ٹیکا سے نقل کرتا ہے
کہ گوتم نے اپنی وفات سے قبل ایک مجموعہ قوانین ترتیب دیا تھا
جسکا نام پاتی مورکھ رکھا تھا۔ اب وفات کے بعد یہ مجموعہ بھی

اوس جلسہ مین پیش ہوا اور وہ اقوال حتی الامکان تمام وکمال اسمین زیادہ کئے گئے جو کہ مختلف مقامات پر معتقدین کو تعلیم کئے گئے تھے اور اس مجموعہ کا بھی وہی قدیم نام رکھا گیا۔ تپکا کا مصنف لکھتا ہے کہ یہ پہلا جلسہ تھا جو گوتم کی وفات کے بعد اوسکے مذہب کے استحکام کے واسطے کیا گیا اس جلسہ کا نام سپوک ستی پات مشہور ہوا۔ گوتم بودہ کے پیروؤنکو جلسہ کرنے کی یہ ضرورت پیش آئی تھی کہ گوتم کی وفات کے بعد اوسکے بہت سے پیرو بودہ مت والے تو کہلاتے تھے مگر بہت سی باتین اپنی طبیعت سے اوسمین ایجاد کر لی تھین جس سے ملت گوتمی پر آمیزش وغیرہ اور بے عنوانی کا الزام آنے لگا تھا بہت سے ساد ہو گوتم کے پیرو تھے مگر برہمنونکے اصولونکی بھی تقلید کرنے لگے تھے بہت سے اپنی خود رائی کے باعث نئی ایجادون سی خوش ہوتے تھے اور اپنے گھڑے ہوے اصول کی تعلیم بھی دیتے تھے اسلئے سادہو دنکی صلاح ہوئی کہ مذہب مین آمیزشونکی سبب خرابی پیدا ہو جائیگی۔ ایک جلسہ کرو جسمین حتی المقدور سب سادہو جمع ہون اور تمام اقوال گوتم کے جمع کرکے سب سادہوونکو بخوبی تمام سنادیے جائین۔ تاکہ مذہب مین خرابی نہ آسکے اور

خلاف آئین بودہ کوئی سادہو عملدرآمد نہ کرے۔ لکھا ہے کہ جسقدر
سادہو اس جلسہ مین جمع ہوے تھے پھر آیندہ کبھی نہین ہوے
یہ جلسہ راج گڈھ (یا راج گیر یا راج گر) کے قریب برسات کی
موسم مین منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ کا سرپرست راجہ اجات شترو
تہا جسکا حال ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین۔ جلسہ کا ممبر کشب یعنی کاسب
(جوکہ اونھین مذکور السابق تین آتش پرستون مین کا ایک
تہا جو سب سے بڑا سمجھا جاتا تہا اس شخص نے گوتم سے اچھی تعلیم
حاصل کی تھی۔ پانچ ہزار سادہوون کے سامنے گوتم کا کلام
باواز بلند پڑہا گیا علاوہ اسکے اوپالی نے جماعتون کے ضوابط
اور قواعد جوکہ گوتم نے اوسکو تعلیم کئے تھے سنائے اور آنند
نے اخلاقی مضامین پڑہے اون سب پر باتفاق راے پابندی
کی تاکید راجہ کی طرف سے ظاہر کی گئی۔
دوسرا جلسہ۔ بودہ مت کے لائق اور دوراندیش معتقدون نے
مذہبی اصول کے استحکام کے واسطے جلسہ کی بنیاد قائم کرکے
اپنے خیال کے موافق کماحقہ کامیابی حاصل کی کہ پہلے جلسہ کے
مجوزہ احکام سَو برس تک مخلوق کے دلون مین رعب وداب
قائم کئے رہے لیکن ایک صدی کے بعد پھر کچھ لغزش واقع ہوئی

اور دوسرے جلسہ کی نوبت آئی۔ دوسری وجہ جلسہ ثانی کی یہ بھی پیش آئی کہ جلسہ اول اجات شترو کا قائم کیا ہوا تھا۔ اس جلسہ مین زیادہ تر احکام دیوودت کے مجوزہ بھی تھے لہٰذا اُن احکام سے مخلوق شاکی تھی اور سختی نہین برداشت ہو سکتی تھی لوگون کے واویلا کرنے سے مجبوراً دوسرا جلسہ ہوا۔ یہ جلسہ مقام ویسالی مین قرار پایا۔ ایک سو ستائیس سادہو اس مین جمع ہوے اور روزمرہ کے قواعد یون ترمیم ہوے۔

اول۔ گوتم کی اجازت نہ تھی کہ سادہو لوگ اپنے خورونوش کے واسطے کوئی چیز فراہم کرکے نہ رکھین۔ اب تجویز ہوا کہ نمک ضرورت کے واسطے تھوڑا سا پاس رکھنا چاہیے۔

دوم۔ پہلے حکم تھا کہ پختہ غذا صرف دوپہرون تک کھائی جاوے اب قرار پایا کہ غروب آفتاب تک کھانا مضائقہ نہین۔

سوم۔ یہ کہ جہان کہین مٹھ یعنی بودہ مت کا عبادت خانہ ہو قواعد کی پابندی مین سختی بچا ہیے۔

چہارم۔ سابق دستور تھا کہ جملہ رسومات مذہب واقرار وغیرہ سنگت یعنی جماعت مین ہوا کرین۔ اب یہ راے ٹھہری کہ سنگت مین ہونا کوئی ضروری نہین ہین۔ اپنے گھر وغیرہ مین بھی ہو سکتی ہین۔

پنجم۔ جب کسی امر کے واسطے جماعت بٹھائی جاوے (یعنی پنچایت کی جاوے) تو اوس امر کی تکمیل ہونی چاہیے۔
ششم۔ جب کسی مقام کا رواج غیر ہو تو اوسکے مطابق قواعد ملت ترمیم ہوسکتے ہین۔
ہفتم۔ قدیم قاعدہ گوتم نے جاری کیا تہا کہ بعد دوپہر دن کے صرف دودہ اور پانی پر اکتفا کیا جاوے۔ اب یہ بات مقرر ہوئی کہ صرف دودہ پانی پر گذر دشوار ہے اون غذاؤنکا بھی استعمال کیا جاوے جو کہ دودہ سے بنائی جائین۔
ہشتم۔ نشی اشیا اگر مثل پانی کے ہون تو اونکا پینا روا ہے۔
نہم۔ کپڑے کے بستر مین اگر جہالر ہو تو اوسکا استعمال درست ہے۔
دہم۔ تمام ممبران جماعت نذر بھینٹ مین سونا اور چاندی لیسکتے ہین گوتم بودہ کے پیروؤن کے واسطے یہ جلسہ ہر طرح بہتر ہوا۔ بہت سی باتین راحت اور آسانی کی پیدا کر لی گئین اصل فرمودہ پیشواے ملت لوگون کے برتاؤ سے دور ہوگیا۔ اور حصول زر کی صورتین پیدا کر لی گئین۔
آئینہ اخلاق کے مصنف نے اس مقام پر ایک برائی ظاہر کی ہے وہ بہت قرین قیاس ہے یعنی اوس زمانہ مین فرقہ برہمن نے

(جو کہ عرصہ سے بے وقر ہو چکا تھا) اوسوقت مین معتقدین مذہب گوتمی کو ارکان مذہب کے سبب متنفر اور دل برداشتہ دیکھکر قوت پائی اور پھر اپنے وید کے اصلی مذہب کو چلانے کی کوشش کی بود ہ کے سادہوؤن نے یہ حالت دیکھکر جلسہ ترتیب دیکر سخت باتین ترمیم کر کے نرمی اختیار کی تاکہ عام لوگ گھبر انجائین اور ایسا ہو کہ اڑہائی سو برس کا لگایا ہوا باغ سختی ارکان کی گرم ہو اسے کملا کر سوکھ جاسے تو پھر چمنستان گوتمی کو تروتازہ کرنا محال ہو گا۔ لہذا ترمیم مناسب سمجھی۔

بیشک اس ترمیم کی بابت اونکا خیال بہت مناسب ہوا اور وہ نفرت اور دل برداشتگی جو مخلوق کے دلون مین گھر بنائے ہوے تھی کم ہو گئی اور معتقدونکے اعتقاد مین استواری پائی جانے لگی لیکن ایک بڑی خرابی یہ پیدا ہو گئی کہ اب اس مذہب کے دو فرقے ہو گئے۔ بعضے لوگ جنکو فرمودۂ گوتم مین (کہ اوسکو ہادی برحق تصور کئے ہوے تھے) ترمیم کار فضول اور مذہب مین مداخلت نامعقول معلوم ہوئی۔ اس ترمیم پر کاربند ہوئے بلکہ اپنے قدیم اصولونپر جمے رہے اور دوسرا گروہ آسانی پسند ان نئے قواعد کا پیرو ہو گیا اور باہم دونون فریقون مین نقیض اور

ایک دوسرے سے عناد بھی پیدا ہوگیا اور پُرانے قواعد پر چلنے والون نے بھی دوسرے جلسہ کی تردید مین ایک جلسہ ترتیب دیا اور نئے قواعد کی مخالفت کی۔ مگر عام لوگ نئی آسان باتون کو قبول کئے رہے۔ اس اختلاف نے یہان تک ترقی کی کہ فرقونکی تعداد دو سے اٹھارہ تک ہو گئی۔

اس زمانہ مین ہندوستان کی ملکی حالت بھی بہت نازک تھی کوئی بڑا راجہ نہ تہا اگر تھے تو چھوٹے چھوٹے راجہ اپنی حکومت پر فخر کر رہے تھے۔ اسی زمانہ مین سکندر اعظم کی چڑہائی ہندوستان پر ہوئی اوسکے مقابلہ کے واسطے ہندوستان کے راجاؤنکی باہم مخالفانہ کارروائیان جیسے کچھہ ہوئین ظاہر ہین۔ مگدہ کی حکومت کا جام بہی می زوال سے لبریز تہا اور ہر راجہ کا ہر کارکن نشہ غرور سے مغرور اور ہر راجہ غفلت اور بے سروسامانی مین چور۔ کوئی پرسان حال نہین آخر ایک شخص چندر گپت نامی مگدہ کی پریشان حالت دیکھہ وزرا سے میل جول کرکے تخت حکومت پر قابض ہوگیا تہا اور ہر طرف چھوٹی حکومتون نے بڑون سے سرکشی شروع کر دی تھی ان سرکشیون مین بعض وہ راجہ تھے جو کہ قدیم وید کی تقلید کرتے تھے۔ برہمنون نے اونکو بودھون کی

مخالفت پر اوبھار رکھا تہا۔ چندر گپت اور اوسکے بعد اوسکا بیٹا جو تخت نشین ہوا یہ دونون بودہ مذہب کے دشمن ہوے انکی سبب برہمنونکو قوت ہوئی اور بودہ مذہب کے سادہو بہت پریشان ہوئے اور یہ پریشانی اور ذلت اوسوقت تک قائم رہی جبتک کہ چندر گپت کا پوتا راجہ اشوک راجہ ہوا

تیسرا جلسہ۔ گوتم بودہ کی وفات کے تھوڑے عرصہ کے بعد پہلا جلسہ ہوا اور پہلے جلسہ کی ایک صدی بعد دوسرا جلسہ گوتم کے تخمینًا ایکسو پچیس برس بعد منعقد ہوا۔ دوسرے جلسہ کے بعد گوتم کے پیرو اور وید کے مقلد برہمنون مین ایک قسم کا مذہبی تنازعہ قائم ہوگیا اور دونون فریق اپنی کوشش مین کامیابی حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ برہمنون کی قوت کیواسطے بہت قوی راجہ چندر گپت موجود تہا چوبیس برس برہمنونکی کمک کرتا رہا اوسکے بعد اوسکا بیٹا بندوسار جسکو امترگپت بھی لکہا ہے برہمنی مذہب کا مقلد ہوا اور اوسکے زمانہ مین برہمنون کو اور بھی زیادہ پشت وپناہ نصیب ہوے اوسنے اٹھائیس برس حکومت کرکے بودہونکو ذلیل اور تباہ کیا اور ویدکے مذہب کی اشاعت کوشش بلیغ کے ساتھ کرتا رہا۔

لیکن اسکے بعد اوسکا بیٹا راجہ اشوک (جو کہ ایک بڑا صاحب دبدبہ اور جاہ و جلال راجہ گذرا ہے) تخت نشین ہوا اسکی تخت نشینی کا زمانہ عیسی علیہ السلام سے دوسو پینسٹھ برس قبل شمار کیا گیا ہے اپنے جلوس کے دسوین سال بودہ مذہب کا پیرو ہوکر برہمنونکا جانی دشمن ہوا- اسنے بودہ مذہب کے استحکام کی ایسی صورتین پیدا کین جو امکان سے باہر تھین مفصل حال اسکا راجاؤنکے حالات کے ساتھ آئیگا- الغرض راجہ اشوک نے اپنے جلوس کے اٹھارہوین سال یعنی عیسیٰ سے دوسو سینتالیس برس قبل پھر ایک جلسہ پٹنہ مین منعقد کیا اس جلسہ مین ایک ہزار سادہو جمع ہوے۔

اس جلسہ کی ضرورت یہ تھی کہ بہت سے غیر مذہب کے لوگ غالباً برہمن بودہ سادہو دن کے سے لباس پہن کر جھوٹے اور غلط وعظ و نصیحت کرتے پھرتے تھے گویا لوگون کو دہوکا دیکر بہکاتے تھے راجہ نے نہایت تن دہی سے جلسہ منعقد کرکے کمال تنبیہ کے ساتھ اون باتونکی اصلاح کی جو غلط تھین جلسہ کے بعد چند اصول سرکاری طور پر جاری کئے گئے یعنی عام گذرگاہون اور چوراہون میلون کے مقامون تیرتھ گاہون

وغیرہ پر جابجا بڑے بڑے مینار تعمیر کرائے اور اون پر مذہبی چالیس اصول (جو نہایت ضروری تھے جنکا پیرو ہونا ہر شخص پر ضروری تہا) کندہ کرائے۔ جابجا محتسب مقرر کرکے روانہ کیئے۔ عورات کی نگرانی بہی ہوئی۔ اونکی نگرانی کو عورتین مجبر مقرر ہوئین۔ حکم کے ساتھ اس مذہب کا اعلان ہوا۔ گویا اس مذہب کو جیسی ترقی راجہ اشوک کے زمانہ مین ہوئی اوس سے پہلے ایسی کبہی نہین ہوئی۔ سادہوؤن کی عزت کی گئی اونکی آسایش کے واسطے راجہ کی طرف سے مکان تعمیر ہوسے۔ شفاخانے بنوائے گئے۔ ہر طرف وعظ و نصیحت کرتے ہوسے روانہ کیئے گئے۔

غرض اسقدر قوت پکڑی کہ غیر مذہب کے راجاؤنکے ملکون مین بھی بودہ سادہو وعظ کرتے پھرتے تھے اور کوئی اونکا مزاحم نہین ہوتا تھا۔ چنانچہ خود راجہ کا بیٹا مہندر اسادہو ونکی ہمراہ مذہبی کتابین جو کہ اس تیسرے جلسہ مین ترمیم ہوکر طیار ہوئی تہین لیکر لنکا گیا اور بہت سے مباحثون کے بعد وہان کے لوگون نے اس ملت کو اختیار کیا اور اوسکے بعد قریب قریب کے جزیرون مین لنکا سے اوسنے پھیلنا شروع کیا۔ بعدہ

لنکا کی عورتین بھی اس مذہب کی پیرو ہوئین اور ایک شاخ اوس درخت کی (جسکے نیچے گوتم کو گیان حاصل ہوا تھا اور اوسکا حال ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین) پھونچائی گئی جسکی نمو زمانہ حال تک اوس جزیرہ مین موجود ہے۔ یہ شاخ انور ادہا پور مین لگائی گئی تھی۔ یہ درخت دنیا کے تمام درختون سے زیادہ پُرانا ہے۔ اس درخت کی بڑی عزت ہے۔ اب اس درخت کی حفاظت کے واسطے لوگ مقرر ہین اوسکے گرد بیس فٹ بلند چبوترہ بنا ہے۔ غرض وہان سے برہما اور سیام اور کاننگ اور ساتوین صدی عیسوی مین جاوا مین پھونچا اور بعد اوسکے سوماترا وغیرہ مین بھی جاری ہوگیا۔

چوتھا جلسہ۔ راجہ اشوک کے مرنیکے بعد مذہب مین پھر لغزش پیدا ہوئی اور اوسکے بیٹے کی سلطنت کو استقلال نہین ہونے پایا تھا کہ برباد ہوگئے۔ تھوڑے عرصہ مین تین شخص غیر جو خاندان سلطنت سے نہ تھے اپنی قوت بازو کے سبب سلطنت پر قابض ہوگئے لیکن یہ تینون کشمیر مین حکومت کرتے تھے۔ سب سے پہلا ہوشک تھا جو حاکم ہوا اوسکے بعد کشک (جسکو زشک تحریر کیا ہے) حاکم ہوا اوس نے بودہ مذہب کو ترقی

دی اور پھر ایک جلسہ جمع کرکے پانچ سو سادھوونکے مشورہ
سے جلسہ مین اصول ملت ترمیم کرکے تینون نے تیپکا کی تشریح لکھوائی
اور اس تشریح کو بموجب تحریر ہائن تشانگ سیاح چینی
کے تانبے کی پتر پر کندہ کراکر ایک سنگین بکس مین بند کراکر مقام
واگیا مین دفن کرادی۔ اس راجہ کی حکومت کسیقدر وسیع
تھی۔ لکھا ہے کہ آگرہ۔ کابل۔ گجرات۔ کشمیر۔ لداخ وغیرہ
اسکے زیر نگین تھے۔ بودہ مذہب کا یہ آخری جلسہ تھا۔ اس
جلسہ کا صدر بسوبندھو ایک نامی شخص تھا جو نہایت لائق تھا۔
نوٹ۔ انگریزی تحقیقات اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ گوتم جسنے
بودہ کو رواج دیا عیسیٰ سے تخمیناً چھ سو برس قبل گذرا ہے
اور راجہ اشوک جسکو چندرگپت کا پوتا تحریر کیا گیا ہے۔ گوتم
کی وفات سے دو سو ستر برس بعد اور اشوک سے ڈیڑہ سو برس
کنشک گذرا ہے جسکو لکھا ہے کہ عیسیٰ سے ستر برس قبل حکومت
کرتا تھا۔ عوام الناس کے خیال مین یہ امر جم گیا ہے کہ انگریز
لوگ جو کچھ کہتے ہین یا کرتے ہین یا لکھتے ہین وہ بالکل صحیح اور درست
ہوتا ہے۔ اس لغویت نے یہانتک ترقی کی ہے کہ انگریزی
ناکافی فلسفہ اور مختلف مسائل علم نجوم و افلاک وغیرہ کی غیر مدلل

بندشون کو زمانۂ حال کے مدارس مین پڑہ پڑہ کر اپنے قدیم مذہبون
کے اصول کو مشکوک بلکہ قریب قریب غیر ضروری اور فضول
سمجھکر اوس سے دست کشی کرتے جاتے ہین جسکے سبب سے
وہ اپنے مقبولہ خداوند تعالے کے حضور شرمسار ہوکر اپنی جہالت
کے کردار کے سزاوار ہو نگے۔ انسانی فطرتی قوت
کا خاصہ ہے کہ جب کوئی نئی بات گوش گذار ہوے بے اختیار
اوسکی طرف متوجہ کرتی ہے۔ لیکن عقل کا خاص کام ہے کہ اوس
نئی بات کی ماہیت اور بھلائی برائی دریافت کرکے انسان
کو اوس سے آگاہی دے۔ جو لوگ صاحب عقل کہلاتے ہین
اور اس لطیف اور مفید جوہر سے کام لیتے ہین وہ بغیر پوری
واقفیت حاصل کئے کسی بات کی طرف متوجہ نہین ہوتے مگر
جو شخص بالکل حیوانی قوتون سے کام لیتا ہے اوسکو اوسکے
نتیجہ کی طرف کچھہ خیال نہین ہوتا اور اپنی بے عقلی اور جہالت کے
سبب بہت جلد اوس نئی بات کو قبول کر لیتا ہے۔ اسیطرح
فرقۂ ہنود کی معتبر کتب تواریخ پر اگر غور کیا جاے تو بخوبی تمام
حالات مذکورہ کی تشریح اور تحقیق یون ہوتی ہے کہ مذہب
بودہ نے طوفان نوح کے ایک ہزار برس بعد خوب ترقی پائی

تھی۔ مگر اوسوقت مین وہ اصول مذہب خاص کے نام سے نہین مشہور تھے بلکہ مذہب توحید اور بت پرستی کے ساتھ مخلوط ہوکر رواج پاتے رہے۔

تاریخ رشیدی مین (جوکہ بادشاہ غازان خان کے زمانہ مین تصنیف ہوئی ہے اور بہت معتبر تاریخ شمار کی جاتی ہے) صاف طور پر لکھا ہی کہ بموجب تحریرات ملک خطا اور ختن نوح سے زمانہ دراز گذرنے کے بعد سال ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۱۶۱ برس قبل ملک خطا مین ایک نامور شخص پیدا ہوا جسکا نام کتب تواریخ مین شاکمونی لکھا ہے یہ شخص بڑا مدبر اور حکیم گذرا ہے۔ اس نے پیغمبری کا دعوی کرکے بودہ مذہب جاری کیا اور وہ اصول جو قدیم مذاہب مین مخلوط تھے اونکو علیحدہ کرکے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ اسی مضمون کی تصدیق محققان ناسخ التواریخ اور نفائس التواریخ بھی اسطرح کرتے ہین۔ چار ہزار پانچسو اونچاس برس بعد ہبوط آدم علیہ السلام سے شاکمونی حکیم جوکہ بعدہ بودہ مذہب کا پیغمبر مانا گیا پیدا ہوا تھا۔

تزک ہند جو دراصل کالندکا پرکاش کی شرح ہی حالانکہ

اوس کتاب کی اصل مصنف اور کتاب کا اصل نام نہین معلوم
ہوتا ہے لیکن اوسمین جسقدر باتین تحریر ہین نہایت تحقیق اور
تطبیق کے ساتھ لکھی گئی ہین اونمین کذب کا احتمال بہت کم ہوتا
ہی اور اوسکے اس مضمون کی تصدیق دیگر ممالک کی تواریخ
سے ہوتی ہی اوسمین صاف لکھا ہے کہ بودہا اوتار کو سمت ۱۹۰۷
بکرمی تک اٹھائیس سو ترسیٹھ برس گذرے ہین۔ یہ زمانہ بہت
صحیح ہے کیونکہ کال یون وغیرہ جبکہ متھرا پر آئے تھے اونہین
راجاؤنکے ساتھ کچھہ آگے پیچھے بودہا اوتار بھی گذرا ہے یہ
واقعہ پرندوں کی طیاری سے بعد کا ہے۔ کیونکہ ان واقعونکا
حال تیرویگین تحریر ہونے سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہی
بودہ گیا مین ایک بہت بڑا سنگین کتبہ ہے جسکے حساب سی
معلوم ہوتا ہے کہ بودہا اوتار کو سمت ۱۹۰۷ بکرم تک اٹھائیس سو
ترسیٹھ برس گذرتے ہین۔ یہ امور کالند کا پرکاش مین بھی
تحریر ہین۔

علاوہ اسکے ایک دوسری بات بڑے شبہہ مین ڈالتی ہی کہ
تاریخ راج ترنگینی جو کہ ایک نہایت معتبر زمانۂ قدیم کی
تاریخ ہی۔ فرقۂ ہنود مین اس سے زیادہ معتبر کوئی تاریخ نہین اوسمین

تحریر ہے کہ راجہ اشوک جس نے بودہ مذہب اختیار کیا اور
اوسکو ترقی دی۔ اوسکے واسطے معابد بنوائے لنکا تک ملک فتح
کرکے اوسمین بودہ مذہب پہیلایا اوسکا زمانہ بکرم سے بارہ سو نناوی
برس قبل گذرا ہے۔ یہ راجہ اشوک راجہ جنک کا برادر زادہ تہا
کشمیر مین ایک مندر مندر اشوک کے نام سے تعمیر ہے اوسپر
زمانہ تعمیر تحریر ہے جسکو پنڈت کرپارام مولف گلزار کشمیر نے
اپنی تصنیف مین تحریر کیا ہے کہ اس مندر کو تعمیر ہوئے سمت ۱۹۱۲
بکرمی تک تین ہزار دوسو برس گذرے ہین۔ یہ مضمون بھی کالندکا
پرکاش کے مضمون کی تصدیق کرتا ہے۔ دوسرے گلزار کشمیر مین
بحوالہ دیگر کتب معتبرہ فرقہ ہنود لکہا ہے کہ راجہ دامودر بودمتی
والی کشمیر کی حکومت مین جب ضعف آیا تو اوسکی سلطنت پر تین شخص
غیر قابض ہوگئے اونکے نام ہسک۔ زسک۔ نسک اور
حسب تحریر بعض مورخان ہوسک۔ کنسک۔ نسک تہا
یہ تینون شخص جسوقت حکومت کشمیر پر قابض ہوے تہے اوسوقت
تک راجہ سنجی پسر جنک پور کو دہر گذرے ہوے تخمیناً ڈیڑہ
سو برس گذرے تہے۔ اس مضمون کی تطبیق کالندکا پرکاش اور
اوس مندر کے کتبہ سے بخوبی تمام ہوتی ہے۔ پس جبکہ یہ تطبیق صحیح

ہوئی مذہب بودہ کو اس سے پہلے جاری ہونا لازم آیا یعنی تاریخ رشیدی کا مضمون بخوبی تمام صحیح ماننا چاہیے۔ کالند کا پر کاش مین یہ بھی لکھا ہے کہ گوتم وغیرہ بودہ متی جو اوتار گذرے ہین وہ بودہ اوتار کے بہت بعد گذرے ہین۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گوتم سے بودہ مذہب بہت قبل کا جاری شدہ ہے۔ علاوہ ازین گوتم جب فقیری حال مین اپنے باپ کے ملک مین آیا تہا اور باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی تھی تو گوتم کی زبان سے خود یہ لفظ نکلے تھے کہ (میری نسل سابق بودہا سے ہے) پھر اگر گوتم سے قبل کوئی بودہ نہین گذرا تہا تو گوتم نے یہ کیونکر کہا۔ اور ظاہر ہے کہ گوتم نے جسکی طرف اشارہ کیا کوئی معمولی انسان نہین تہا ضرور کوئی ایسا برگزیدہ تہا جسکی نسل مین ہونا خود گوتم کو گوارا تہا۔

شاکمونی حکیم

ناسخ التواریخ اور نفائس التواریخ وغیرہ مین مجملاً تحریر ہے کہ حکیم شاکمونی راجہ سدودن کا بیٹا تہا اور سدودن ہندوستان کے نامی آدمیون مین تہا۔ بعض لوگ جو شاکمونی کے پیرو ہین سدودنکو

کشمیر کا حاکم بتاتے ہین اور اونکا قول ہے کہ اوسکے ماتحت چھوٹے
بڑے چوراسی ہزار سردار تھے۔ جب شاکمونی سن تمیز کو پہونچا
سخت سخت ریاضت کرنے لگا اور دنیا کے جاہ وجلال سے دل
اوٹھاکر تجرد اور گوشہ گیری اختیار کی۔ چنانچہ چھ برس تک ایک جنگل
مین صرف ایک پتھر پر بیٹھا رہا اور اُرد کے ایک دانہ کے سوا
کچھ غذا نہین کھاتا تھا پیدایش کے وقت اسکا نام مرپ ارتھ
رکھا گیا تھا (مرپ ارتھ کے معنی تمام کارکے ہین) جب وہ اس
ریاضت سے فارغ ہوا تو آسمان پر اُڑگیا اور وہان سے چند مدت
بعد سراندیپ کے پہاڑ پر اوترا چنانچہ اوسکے پیرونکے نشان
اسوقت تک وہانکے پہاڑ و نپر موجود ہین۔ اوسوقت اوسکی عمر اونتیس ۲۹
برس کی تھی۔ یہ خبر جابجا ملکوںمین لوگون کو پہونچی کہ مرپ ارتھ آسمان
سے اوترا ہے۔ اب سب لوگون کو لازم ہے کہ اوسکی بندگی مین
حاضر ہوکر اوسکو بند ریاضت سے آزاد کردین۔ پس لوگ اوسکی
خدمت مین پہونچے اوسوقت اوس جم غفیر نے اوسکا نام شاکمونی
رکھا (شاکمونی کے معنی آدم کے ہین) اسیوجہ سے اوس کے
پیرونکی نشان کو (جو کہ زمانۂ حال کی پیمایش کے مطابق ڈیڑھ فیٹ
طول مین محسوب ہوئی ہین) نشان پائے آدم کہتے ہین۔

شاکموفی جب آسمان سے اوترا تہا تو اپنے ساتھ چار پیالے بھی لایا تہا جنمین سے ہراک ایک کمال اور خاص تعجب سے ساتھ مخصوص تہا۔ سراندیپ مین اون پہاڑ ونکے مجاور نسلاً بعد نسلٍ اون پیالونکو اور شاکموفی کا ایک دانت بطور تبرک محفوظ رکھتے ہین۔ شاکموفی نے اوسوقت تمام لوگون کے سامنے بیان کیا کہ مین چوراسی ہزار بار آسمان سے اوترا ہون اون سب کی سامنے پیغمبری کا دعوی کیا۔ ہند۔ کشمیر۔ تبت۔ چین۔ ختن۔ خطا۔ سکوب۔ الیغور۔ لنکا۔ برہما۔ شیام۔ جاپان وغیرہ کے لوگون نے تہوڑی مدت مین اوسکی پیغمبری قبول کی اور اوسکے مذہب کے پیرو ہو گئے۔

مرپ ارتھ کی عجیب پیدایش

مولف ناسخ التواریخ ملک خطا کی تاریخون سے یہ روایت اسطرح نقل کرتا ہے کہ مرپ ارتھ کی والدہ کا نام موجبہ فوجین تہا کہتے ہین کہ بعد بیاہے جانے کے بہی مدت دراز تک وہ دوشیزہ رہی اور اوسکے شوہر نے کسیوجہ سے اوسکے ساتھ

قربت نہین کی عربی مورخ ابو الفدا کتاب احمدی سے نقل کرتا ہے
کہ بودہ کے باپ کا نام (رسید غاوت غام) تہا اور یہی بودہ
شاکموفی اور مرپ ارتھ کہلاتا تہا۔ اس عرصہ مین قضاء کار وہ ایک
روز ایک باغ مین جسکا نام لم بیسے تہا سیر کر رہی تہے آخر جب
تھک گئے تھے تو بوچپہ ایک درخت کے نیچے سوگئے تہوڑی
دیر کے بعد آسمان سے اوسکے روبرو ایک نور نازل ہوا جس سے
تمام باغ روشن ہوگیا اوس نور کے نزول کے بعد اوس عورت
کا داہنا پہلو شق ہوا اور اوسمین سے ایک لڑکا پیدا ہوا اوسیوقت
آسمان سے ایک فرشتہ اوترا اوس نے آب دہن اوسپر ڈالا جس سے
شگاف پہلو بند ہوکر غیر معلوم ہوگیا اوس بچہ کی جسم کو ایک طشت زرین مین
دہویا بعدہ وہ فرشتہ چلا گیا۔

موجہ فوجین کی زبانی کتب تواریخ مین یہ روایت یون لکہی ہے کہ
اوسیوقت وہ لڑکا اوٹھا اور سات قدم دوڑا۔ جب خاوند اوسکا اوسکی
اس حال سے واقف ہوا تو اوس نے موجہ فوجین کو زجر و توبیخ
کے اور پوچہا کہ مین اتبک تیرے قریب نہین گیا اور تو بدستور
دوشیزہ بھی ہے پھر یہ لڑکا کیونکر پیدا ہوا موجہ فوجین نے تمام حالات
گذشتہ بیان کیئے جس سے اوسکے شوہر کا غصہ تعجب کے ساتھ بدل

گیا۔ الغرض مرپ ارنخہ جب چھہ برس کا ہوا تب ایک تہہ خانے میں بیٹھا اور چھہ برس تک بیٹھا رہا اوسکے بعد غایب ہوگیا اور اونتیس برس کی عمر مین سراندیپ کی ملک مین ظاہر ہوا چالیس برس کی عمر تک اوس نے خورونوش ترک کیا اوسکے بعد چھہ برس تک مخمور رہا بعدہ پچپن برس کی عمر مین پیغمبری کا دعوی کیا اور اٹہتر برس کی عمر مین مرگیا جبکہ یہ سراندیپ مین ظاہر ہوا تہا اوسوقت اوسکا نام شاکمونی رکہا گیا شاکمونی کا قول ہے کہ ایک فرشتہ ہے جسکو ہند کے لوگ شنور کہتے ہین اور اہل خطا اوسکو کرشنی بولتے ہین اوسکا یہ کام ہے کہ روحونکو صورت ناقص حیوانی سے خلاص کرکے انسان کے قالب مین پہونچاتا ہے۔

دعا۔ شاکمونی کے پیرو عبادت کے وقت جو دعا استعمال کرتے ہین اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے۔ بڑا ہے۔ نہ کہین سے آیا ہے نہ کہین جاتا ہے۔ اوس نے تمام کامون اور مخلوق کو سنوارا ہے۔ وہ درستی اور راستی کے ساتھ بیدار اور ہوشیار ہے۔ تمام عیبون سے پاک ہے۔ اوسمین کچھہ شک اور ردیت اور عیب نہین۔ وہ خلائق کے تمام جزئی اندیشون سے دانا ہے۔ کوئی چیز اوسکے مانند نہین۔ اور نہ وہ کسیکے مانند ہے۔ وہی سبکا پروردگار اور سالار ہے۔ مریدونکا رہنما اور فرشتونکا حافظ

اور ناصر اور مددگار ہے۔ بدانش تمام اول بزرگ و آخر بزرگ فاعل با اختیار زندہ۔ باقی۔ قائم۔ بینا۔ شنوا۔ حلیم۔ علیم۔ صبور غیور اور غفور ہے۔

مولف شاکمونی اور مرپ ارتھ دونون ایک ہی شخص کے نام تھے بلکہ شاکمونی ایک مرتبہ ریاضت ہے کیونکہ اس نام سی کئی مرتاض گذرے ہین اور سب سے آخر یہی نام گوتم کا بھی مشہور ہوا موزخان یورپ نے شاکمونی اور گوتم دونو ایک دم کی نام تجویز کرکے یہی خیال کرلیا ہے کہ بودہ مذہب کا بانی گوتم ہوا حالانکہ شاکمونی اول جسکا حال ہم نے اوپر لکھا ہے گوتم سے بہت قبل گذرا ہے اور اس درمیان مین کئی شخص مذہب بودہ کے رواج دینے والے پیدا ہوے ہین مگر اونکو فروغ نہونے کی وجہ سے ارباب تواریخ نے بہت مختصر اونکے حالات قلمبند کئے ہین۔ اور مرپ ارتھ کا ملک خطا مین پیدا ہونا بعید از فہم نہین کیونکہ اوسکی والدہ کا نام صاف اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اوسکو ملک خطا سے تعلق ضرور ہے اور گوتم کی مان کا نام بالکل اس سے غیر ہے نہ اسکے مشابہ۔ یہ اختلاف تاریخ رشیدی سے جو کہ ملک تاتار کی بہت مفصل تواریخ ہے ہم اسکے مضمون کی تصدیق کرتا ہے۔

تاریخ مذکور مین یہ بہی لکھا ہے کہ بعض اقوال اہل خطا سے ثابت ہوتا ہے کہ شاکمونی کے تین سو اڑتالیس برس بعد اوسی ملک مین ایک شخص تائی شانگ نامی پیدا ہوکر مشہور ہوا جو بودہ مذہب کا پورا پیرو اور ایک اوتار شمار کیا گیا ہے۔ علی ہذا القیاس مدت دراز بعد ملک بہار مین گوتم پیدا ہوا جو بودہ مذہب کا پیرو ہوا مگر اوسکی خیالات کسیقدر بدل گئے یعنی پہلے بودہ مذہب مین خداے عالم کو ہر طرح قادر مانا ہے۔ اور گوتم کے خیالات مین خداے تعالی کچہہ چیز نہین نہ مخلوق کو اوسکی ضرورت اور نہ وہ کوئی کام کرسکتا ہے یہ خیالات اسکے بعض مجوسی فرقون سے ملتے ہین جنکا حال ہم المجوس جلد اول الھند مین بیان کرچکے ہین۔

ایک بڑی بات شاکمونی اور گوتم کی تفریق کی یہ بہی ہے کہ پرہندون مین جہان کہین شاکمونی کا ذکر آیا ہے تو بودہا اوتار کے لفظ کے ساتھ لکھا ہے اور اوسکے بعد جب پدم پوران ترتیب دی گئی اور اوسمین گوتم کا ذکر آیا تو گوتما بودہ کے لفظ کے ساتھ لکھا یہ دونون لفظ بہی معناً باہم تقدیم اور تاخیر کو ثابت کرتے ہین۔ فقط۔

تمت

التماس مولف

قدردان ناظرین الہند مری بڑی تمنا ہی کہ جسقدر سرمایہ اس کتاب کا میری پاس موجود ہی وہ سبکا سب ایکبارگی آپکی خدمت مین پیش کرون - مگر خداوند تعالی کی کچہہ ایسی حکمتین ہین کہ نہ انسان کی سمجہہ مین آسکتی ہین نہ اونسی گریز کرسکتا ہی - میری مجبوریان قابل بیان نہین ہین - رسالہ الہند ماہ اگست ۱۸۹۴ء کی پندرہوین تاریخ سی جاری ہوا اور مین نی قصد کیا تہا کہ ماہوار دو پرچے اچہی طرح شائع کرسکونگا مگر مجہہ سے نہو سکا اسکی معافی چاہتا ہون - اس دوسرے جلد کی مضامین جنکو لفظ تثلیث سی نسبت ہی اسقدر زیادہ ہین کہ میری خیال کی موافق صرف التثلیث کی ضخامت ۳۰ جزو سی زیادہ ہوتی لہذا مناسب سمجہا گیا کہ اسکی دو حصے کردیے جاوین - چنانچہ یہودہ کی حالات کی ختم پر اس حصہ کا اختتام ہوا - آیندہ دوسرے حصی کیواسطے مضامین کی فہرست صفحہ ۲۶۲ پر ملاحظہ ہو - مین وعدہ کرتا ہون کہ اگر خدا کو منظور رہے تو سلیس عبارت مین پیش نظر کرونگا مگر دیر واقع ہونے سے آپ لوگ برداشتہ خاطر نہو جاوین نیز ان مضامین مین دانستہ سہو خطا نہین کی ہی لیکن انسان بہول اور خطا سی بچ نہین سکتا لہذا اگر کہین غلطی نظر انور سی گذری تو اپنی کرم لطفی سی معاف فرماکر دعاے خیر سی نہ بہولین - اب مین اس دعا کی ساتہہ اپنی التماس کو ختم کرتا ہون کہ خداوند عالم مجہی اور جمیع اہل اسلام کو اپنی سچی اور سیدہی راستہ پر صدق دلی سی قائم رکہی اور نبی آخر الزمان صلعم کے سچی پیروی کی ہردم اور ہر لحظہ رہبری کرتا رہے فقط

فہرست اُن مضامین کی جو اس جلد کے دوسرے حصے مین بیان ہونگے

تقریظ دلپذیر شاعر باکمال بلند خیال جناب محمد یوسف خان صاحب افسون بہاری

آنچہ در ظلمت سکندر آرزو کرد و نیافت	در سواد این خطِ توقیع مضمون یافتم

خدا کی شان ہی۔ عقل حیران ہی۔ چمنستان دہر مین انوکھی بہار آئی ہی۔ ہر شاخ طرفہ شگوفہ لائی ہے۔ شاہدانِ چمن نہال ہین۔ گل وریحان کے تختے عدیم المثال ہین۔ جابجا فواری چھوٹتے ہین۔ گویا آسمان سی تارے ٹوٹتے ہین کسیطرف نسرین ونسترن ہی۔ کسی جانب زنبق وسمن ہی۔ کہین صبا مہندی کی پیچیدہ روشون مین رستہ بھولی ہی۔ کہین کثرت لالہ سی شفق پھولی ہی ؎

گھری ہے گھٹا برق ہے کوندتی
ہوا چلکے سبزے کو ہے روندتی
صبا کر رہی ہے یہ مستی کے داؤن
کہ ہر سرو کے لڑکھڑاتے ہین پاؤن
گلِ مشکبو سے چمن ہے ختن
بہارِ گلستان ہے توبہ شکن
کدہر ہے تو اے ساقیِ خوش سیر
ادہر بھی ہو الطاف کی اک نظر
پلا آج اک جام وہ بھر کے تو
کہ جمشید سے بھی بڑہے آبرو
اُٹھا دختر رز کے موہنہ سی نقاب
مناسب نہین اس جگہہ پر حجاب
کہ دیدار سے جان مین جان آئے
پریشانی خاطر مین رہنے نہ پائے
اہی افسون وہ ساقی ہوا مہربان
وہ دنیا ہے جامِ مئی ارغوان
عجب ہی ہی دانش کے انگور کی
لگی پینے ہی سو جہنے دور کی
نیا ولولہ ہے کہون کیا مین حال
ہے مضمون نگاری کا دلکو خیال

ایسے موقع پر چوکنا بھول ہے۔ تمہید مین طوالت فضول ہے۔ اسوقت الحمد
پیش نظر ہے۔ دو جلد کا مطالعہ بھی کر چکا ہون مضامین کی خبر ہے۔ بہتر ہے
کہ اسکے ریویو کی تدبیر کرون۔ منصفانہ چند سطرین تحریر کرون۔ وہ منصف
ہون اگر مین نے کیا ختم کلام اللہ ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو
مولف والاشان۔ سحر طراز جادو بیان۔ مجمع الصفات۔ جامع الکمالات مصدر
خوبیہائے گوناگون۔ میرزا محمد کاظم صاحب افسون۔ برلاس۔ نیک ساس
خوش نہاد۔ رئیس مراد آباد۔ عجب مستعد و قابل انسان ہے۔ علوم کی کان
ہے۔ حسب و نسب کا سلسلہ بھی فرمانروایان خراسان و حکمرانان آذر
بایجان مضافات ایران سے ملتا ہے۔ سچ ہے اچھے پھولونکی شاخون مین
اچھا ہی پھول کھلتا ہے ؎ ابر نیسان کرے جب رنگ تقاطر پیدا
صدف بحر جہان کیون نکرے دُر پیدا وہ چراغ نہین جلسکتا جسمین تیل نہین
ہے۔ تاریخ نویسی لڑکونکا کھیل نہین ہے۔ آسان نہین دشوار ہے۔
اس فن کے واسطے بہت سامان درکار ہے۔ فرصت کا زمانہ ہو۔ کامل کتب خانہ
ہو۔ صاحب ادراک ہو۔ نہ کسی کا خوف ہو نہ کسیکا باک ہو۔ عقل سلیم ہاتھ
آئے۔ ہر کتاب کے نفس کلام کو سمجھہ جائے۔ فکر رسا ہو۔ محاورون اور
اصطلاحون سے آشنا ہو۔ جب البتہ کچھہ نام پیدا کرسکتا ہے۔ گل مقصد سے
دامن تمنا بھرسکتا ہے۔ اس مولف ذوی الاقتدار مین یہ سب صفتین

موجود ہین - اس شخص نے وہ کتابین بہی دستیاب کی ہین جو فی زمانہ مفقود
ہین - سب سے بڑہکر یہ صفت خداداد ہے - کہ نہ ہندو سے بغض ہے نہ مسلمان
سے عناد ہی - تعصب سے بیزار ہے - راست گفتار ہے - مورخ مین تعصب
کا نہوتا ایک بہت بڑی خوبی ہے - اعلی درجہ کی خوش اسلوبی ہے - یون تو
ہر تاریخ کہنے کو ہمیشہ تحریر ہے - مگر فی الاصل یہ الہند اپنی آپ ہی نظیر ہے - جو
حال ہے راست ہے - بے کم و کاست ہے - مولف نے جس کتاب سے جو مضمون
لیا ہے اوسکا حوالہ بھی دیدیا ہے - ایک حرف گھٹایا ہے نہ بڑہایا ہے البتہ
طرز تحریر مین اپنا جوہر دکھایا ہے - بیشمار کتابونکا انتخاب ہے - جب یہ کتاب لاجواب
ہی - فصاحت اور سلامت سے کام لیا ہی - ہر حال کو صراحت کے ساتھ بیان
کیا ہے - تاکہ بچے سے بوڑہا تک سمجھ جاے - کسیطرح کی دشواری نہ پیش آئے
جو شخص ہٹ دہرمی کا مائل ہو - کوزے مین قلزم ذخار کے بند ہونے کا نہ قائل ہو
وہ اس الہند کو دیکھکر ہرگز نہین چپ رہ سکتا ہی میرے کہنے کو ضرور الحق کہہ
سکتا ہے - یہ علم تاریخ وہ گلزار ہے جسکی پوری پوری سیر ہر شخص کو دشوار
ہے - کیونکہ اسکی کتابین فارسی یا عربی مین بیشتر مسطور ہین - کم علم پڑہنے سے
مجبور ہین - یہ جو اون کتابونکا اُردو مین ترجمہ پایا ہے - گویا گلگشت گلزار خاص
کے لئے اذن عام ہوجانا ہے - ایسی سہل الممتنع عام فہم کتاب دیدہے نہ شنید
ہے - عجب نسخہ سعید ہے - مولف نے صراحت و فصاحت مین کمال دکھایا ہے

کوئی لفظ ادق یا مغلق نہین آنے پایا ہے بقول قاآنی

چنان باید سخن گوید سخن گو	کہ باشد سہل و آسان در مسامع
نہ در گفتش بود تفصیل عائق	نہ در قولش بود اجماع مانع
بہر حال آنچنان باید سخن گفت	کہ باشد مقتضاے حال سامع

اس انتظام پر یہ نیا لطف پیدا ہے - ہر جملہ سے کمال مولف ہویدا ہے کہ پڑہکر مبتدی بہی مطلب سمجہ جاسے - اور منتہی کا بہی وقت رائیگان نہو لطف اُٹھائے - جو اس نسخہ کے مطالعہ سے نامحروم رہا - وہ گویا عالم ہستی مین معدوم رہا مین اکثر اس کتاب کے مطالعہ سے مستفیض ہوتا رہتا ہون - یہی کہتا ہون جو دیکہین صورت آباد جہان مین تیری شکل + نام کو بینا ہین پر اعماے مادر زاد ہین + امید کہ جو صاحب اسکو پڑہکر مولف کو تحسین کے پہولونکا ہار پہنائین - اس احقر کے حق مین بہی دعاے عافیت دارین فرمائین

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ز انکہ من بندۂ گنہگارم

چہپی الند کی جب جلد ثانی غل ہوا برپا	ہو مژدہ شایقونکو آرزو دلکی ہوئی حاصل
سر بہجت سے لکہا مصرع تاریخ افسون نے	ہوئی تو مسلک تاریخ کی طی دوسری منزل

۱۸۹۶ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شیرین زبان فصیح بیان جناب حاجی سید تجمل حسین تجمل جلالپوری شاگرد حضرت تاثیر

باغ تثلیث مین جب آئی بہار	شاخ امید کی نہال ہوئی
مصرع سال اسے تجمل لکہ	طبع تاریخ بے مثال ہوئی

۱۸۹۶ء

خوش گوئی جناب مولوی سید اسحاق حسن صاحب حسنی الحسینی شاعر رہبرو مالک عروج بہار بلجے

میرے مشفق جناب افسون نے	خوب اللہ کا رسالہ لکھا	جسنے دیکھا کہا کہ ہے بیشک	بیعدیل و نظیر بے ہمتا
دوسری جلد نام التثلیث	جب ہوئی چھپکے مشتہر ہر جا	تو یہ لکھا شاعر نے طبع کا سال	علم تاریخ کی ہے عقدہ کشا

قطعہ تاریخ طبع جلد دوم اللہ مولفہ جناب مرزا محمد کاظم صاحب افسون مرادآبادی از مرزا منیر الدین احمد صاحب نظامی جلیسوری

ہر جہل شئی سے علم شئی ہر حال مین ہے بہتر کہین
پھر علم بھی وہ علم ہو جو دفع وہم و خلل

پردے گمان و وہم کے اُٹھ جائیں جسکی تاب سے
زیبا ہے ایسے علم پر خورشید رخشان کا حمل

ظن و گمان و جہل کے دریا سے بیڑا پار ہو
حاصل ہو اوسکی مدد سے اقلیم ادغا پر عمل

وہ علم ہے تاریخ کا کھلتا ہے جس سے راز سب
ہوتا ہے احوال جہان مکشوف بے رد و بدل

لیکن عبور اس علم پر ہر شخص کا دشوار ہے
ہر ایک سے ممکن نہین ہو جائے عقدہ اوسکا حل

ہر اک کو یہ تشویش تھی کیونکر کھلے حال جہان
کس طرح سے اب دیکھیے ہو دفع یہ نقص و خلل

صد شکر ایسے وقت مین نقاد علم و عقل نے
باندھی کمر اس بات پر ہو جائے تا یہ عقدہ حل

وہ کون ذی علم و ہمم ذیجاہ عز و محترم
نیکو سیر نیکو شیم بے مثل و مانند و بدل

مسند نشین علم و فن دانائے اسرار سخن
آگاہ تاریخ زمن مستجمع فیض ازل

مشہور خلق نامور خوشگو و خوشدل خوش سیر
افسون ذی علم و ہنر آفاق مین ضرب المثل

با حسن و سعی بیکران لکھتے ہین تاریخ جہان
ہے منتخب وہ بیگمان و بے شک و ریب و بدل

جب جلد دوم اوسکی چھپی بیحد طبیعت خوش ہوئی
تاریخ ہاتف نے کہی بیمثل و بے عیب و خلل

اب اے نظامی فکر کیا پڑھدے یہ مصرع برملا
* آئینہ گیتی نما تاریخ ہے یہ بے بدل

[illegible]

۱۳۰۶

نقشہ تطبیق سنین واقعات التثلیث حصہ اول جلد دوم را

واقعہ	بعد طوفان نوح	قبل عیسی ع	واقعہ	بعد طوفان نوح	قبل عیسی ع
زبان سریانی	اول سال		جگناتھ جی کا مندر		۱۰۰
مذہب توحید	اول سال		کاشی کا مندر		۶۰۰
مذہب صابئی	اول صدی		سومنات کا مندر		کاشی کی ہم
تبدیل زبان	۵۰۰ برس بعد	۲۶۶۶	مندر اشوک کشمیر		۱۳۴۲
آغاز زبان فارسی	۵۵۰		سمارتنگ کی تصنیفات		۳۰۰ ق
آغاز زبان عبرانی	۵۵۰	۲۶۱۶	آغاز تصنیف وید		۲۰۰۰ ق
آغاز زبان عربی	۶۲۰	۲۵۴۶	شہر ہرات		۱۸۰۰ ق
آغاز زبان سنسکرت	۱۰۰۰	۲۲۰۰	پنجاب آریاؤں کا مسکن		۱۹۰۰ ق
بنیاد اصول بودھ	۵۰۰	۲۶۶۹	نقطہ آریا کا ظہور		۱۸۰۰ ق
شیوع بت پرستی	۵۱۱	۲۵۸۹	مہابھارت کی لڑائی		۱۴۵۱ قبل
عجم میں بت پرستوں کا کعبہ	۱۰۰۰	۲۲۰۰	آریاؤں کی قومی تہذیب		۱۶۰۰ ق
آبادی بابل	۱۵۰ برس	۳۱۵۰	آریاؤں کے علوم		۱۴۵۱ قبل
نزول ابراہیم بر شداد		۲۰۸۰ قبل	آریاؤں کی کتب کا زمانہ	دیکھو صفحہ ۹۲	رسالہ ہذا
بت پرستی عرب		۶۲۲۵	اشاعت مذہب بودھ		۵۵۰ قبل
زمانہ شاپور		۶۲۳۰	پہلا جلسہ گوتم کے مذہب کا		۴۰۰ برس ق
مذہب ورای چین		۱۰۰۰ قبل	دوسرا جلسہ		۳۰۰ برس قبل
حکیم کنفیوسیوس چین		۵۰۰ قبل	تیسرا جلسہ		۲۴۵ برس قبل
مذہب تنگیسادامنوف چین		۶۶۵	چوتھا جلسہ		۱۰۰ برس قبل
مذہب [illegible]ذرد چین		۶۰۰ قبل			
بت پرستی ہندوستان		۹۵۰	التثلیث جلد دوم کا پہلا حصہ ختم ہوا		
ہندوستانیوں عبادتخانہ		۲۰۰۰ قبل			
قنوج کی آبادی		۹۶۰ قبل	بقلم ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء مرزا عابد حسین لکھنوی		
قنوج میں پہلا بتخانہ		۹۵۰ قبل			

لکچرون کا مجموعہ مصنفہ شرر مارہروی

ای قوم کے جان نثار دلاورو! ای قوم کے ہوا خواہ فدائیو!!
ہم وثوق کے ساتہ کہہ سکتے ہین کہ اگر آپ ایکبار بہی اس مجموعہ کو اول
سے آخر تک دیکہہ لیجئگا تو اپنی قومی حالت کی ابتری پر ضرور رو کہ
آٹہہ آٹہہ آنسو روئی بغیر نہ رہ سکیگا اور پہر اصلاحات پر نظر کرنیسے ممکن ہی
نہین کہ آپکی دل مین گدگدی نہو اور اوسکی بجا آوری مین کچہہ بہی پس و پیش
فرمائیے۔ کیونکہ کوئی قوم کیون نہو اوسکی مذہبی سوتات اوسکی قومی اعتقادات
اوسکی دلی امنگین اور جوش کبہی اس امر کے روادار نہونگے کہ ہم ہمیشہ
ایسی ہی نکبت اور حضیض بربادی مین پڑی رہین اور اپنی فلاح و بہبودی
مین کوشش نہ کرین چونکہ اسکے مضامین لایق یادگار اور فائدہ رسان
عام ہین لہذا آپکو چاہیے کہ کوئی ہاتہ اور کوئی میز اس رسالہ سے برہنی دیجئے
جلد منگائیے کہ یہ عجیب و غریب تحفہ قابل دید ہے قیمت بہی کچہہ نہین
صرف رفاہ عام کے سبب برای نام ۲ر بلا محصول ڈاک ہین۔

المشتہر سید اسحاق حسن شرر مالک و مہتمم گلدستہ عروج بہار
ڈاکخانہ کرگاون ستہر بہلیہ

المجوس جلد اول الہند

اسمین تمام حالات کلجگ اور طوفان نوح کے آغاز سے بہت شرح وبسط کے ساتھ تحریر ہوے ہین بہت سفید عمدہ چکنے کاغذ پر بہت خوشخط واضح قلم سے چھپکر تیار ہوگئی ہی اسمین مضامین ذیل بہت مفصل القید سنین اور اور موجد کا نام اور ایجاد کی وجہ اور اوسکی ابتدائی حالت وغیرہ وغیرہ بہت خوبی کے ساتھ بتائے گئے ہین۔ اسکے مضامین بہت مفید اور کارآمد ہین چونکہ یہ کتاب عام شہرت کے قابل ہی لہذا اسکی قیمت صرف ۱۲ مقرر کی ہے۔ اسمین تمام محصولڈاک اور ویلیو پی ایبل خاص ہے۔ کتاب کی جلد بھی بندھی ہوئی ہے۔

فہرست مضامین

اقوال طائفان مجوس برکہنگی عالم

اشارات اہل اسلام و یہود برکہنگی عالم

عقائد چینیان برکہنگی عالم

تصدیق ہنود برکہنگی عالم

پیدائش عالم موجب بیان کتاب منوسمرتی جو ہنود مین بہت معتبر مانی جاتی ہے

طوفان نوح کا واقعہ اور کلجگ کا آغاز ایکوقت مین ہونے کے قوی دلائل۔

اس امر کی پوری دلیل کہ نوح اور بیوست منو ایک ہی شخص کی ذات تھی

پورا ثبوت اس بات کا کہ چاند اور سورج بانیان خاندان چندربنسی اور سورج بنسی دراصل نوح کے بیٹے تھے

مردہ کی لاش کو جلانا اور دریا مین بہانا اور زمین مین دبانا اور جنگل میدان مین چھوڑ دینا اور درندون کو کھلا دینا اور اونکی قبر دنکو یادگار بنانا وغیرہ وغیرہ کس زمانہ مین جاری ہوا اور کیون ہوا اور کسنے کیا۔

عالم کی آبادی بموجب کتب یہود اور نصاریٰ اور اہل اسلام

نئے نئے مذاہب کا آغاز اور اونکی جاری ہونیکی وجہ اور جاری کرنے والے کا نام ونشان اور اونکی پوری پوری اصول

آتش پرستی سورج پرستی کواکب پرستی جیو پیڑ کی پرستش

اصول مذہب خدائیان۔ قواعد دین راویان عقائد فرقہ سمراویان۔ طرز ملت جمشاسی طریقہ گروہ الاری۔ مذہب شیدابی۔ اصول ملت شیدرنگی۔ آزادی

مذہب آخشجانی مفصل حالات واصول ملت زردشتی۔ ترمیم شدگی بہ ملت زردشتی

آخر مین ایک نہایت ضروری کارآمد نقشہ سنین واقعات۔

المشتہر مرزا محمد کاظم برلاس مولف رسالہ الہند مکان محمد کریم اللہ رحیم اللہ صاحبان بیٹے ہٹہ علی خان